وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ
بدر
قادیان
Weekly
BADAR Qadian

ایڈیٹر: منصور احمد

❁ جلد 75 ❁ شمارہ 10-11 ❁ 15-22 رمضان 1447 ہجری قمری ❁ 05-12 امان 1405 ہجری شمسی ❁ 05-12 مارچ 2026ء (www.akhbarbadr.in)

ارشاد باری تعالیٰ

هُوَ الَّذِیۡ بَعَثَ فِی الۡاُمِّیّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیۡهِمۡ وَیُعَلِّمُهُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَۃَ ٭

وَاِنۡ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ۙ○

ترجمہ:

وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ اُن پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔ (سورۃ الجمعہ: 3)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نزولِ مسیحؑ، امام مہدی کی آمد اور احیاءِ دینِ اسلام کی بشارات

قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیۡ نَفۡسِیۡ بِیَدِہٖ لَیُوۡشِکَنَّ اَنۡ یَّنۡزِلَ فِیۡکُمُ ابۡنُ مَرۡیَمَ حَکَمًا عَدۡلًا فَیَکۡسِرُ الصَّلِیۡبَ وَیَقۡتُلُ الۡخِنۡزِیۡرَ وَیَضَعُ الۡجِزۡیَۃَ وَیُفِیۡضُ الۡمَالَ حَتّٰی لَا یَقۡبَلَہٗ اَحَدٌ حَتّٰی تَکُوۡنَ السَّجۡدَۃُ الۡوَاحِدَۃُ خَیۡرًا مِّنَ الدُّنۡیَا وَمَا فِیۡهَا۔ (صحیح بخاری پارہ ۱۳ کتاب الانبیاء باب نزول عیسیٰ بن مریم) ترجمہ:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے قریب ہے کہ ابن مریم تم میں نازل ہوں عادل حاکم ہوکر۔ وہ صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر یعنی سور کو مار ڈالیں گے اور جزیہ موقوف کریں گے اور مال اس بہتات سے ہوگا کہ کوئی اس کو قبول نہ کرے گا۔ ان کے زمانہ میں ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔

عَنۡ اَبِیۡ هُرَیۡرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ یُوۡشِکُ مَنۡ عَاشَ مِنۡکُمۡ اَنۡ یَّلۡقٰی عِیۡسَی ابۡنَ مَرۡیَمَ اِمَامًا مَّهۡدِیًّا وَحَکَمًا عَدۡلًا فَیَکۡسِرُ الصَّلِیۡبَ وَیَقۡتُلُ الۡخِنۡزِیۡرَ وَیَضَعُ الۡجِزۡیَۃَ وَتَضَعُ الۡحَرۡبُ اَوۡزَارَهَا۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۲ ص ۴۱۱) ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جو اس وقت زندہ ہوا وہ عیسیٰ بن مریم کو پائے گا جو امام مہدی ہوں گے اور حکمِ عدل ہوں گے (یعنی امت کے فرقوں کے درمیان عدل وانصاف سے فیصلہ کرنے والے ہوں گے) اور صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ کو موقوف کر دیں گے (اور ان کے زمانہ میں) لڑائی اپنے اوزار رکھ دے گی یعنی مذہبی جنگوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔

عَنۡ اَبِیۡ هُرَیۡرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ کُنَّا جُلُوۡسًا عِنۡدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ فَاُنۡزِلَتۡ عَلَیۡہِ سُوۡرَۃُ الۡجُمُعَۃِ وَاٰخَرِیۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ قَالَ قُلۡتُ مَنۡ هُمۡ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ فَلَمۡ یُرَاجِعۡہُ حَتّٰی سَاَلَ ثَلٰثًا وَفِیۡنَا سَلۡمَانُ الۡفَارِسِیُّ وَضَعَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ یَدَہٗ عَلٰی سَلۡمَانَ ثُمَّ قَالَ لَوۡ کَانَ الۡاِیۡمَانُ عِنۡدَ الثُّرَیَّا لَنَالَہٗ رِجَالٌ اَوۡ رَجُلٌ مِّنۡ هٰؤُلَاءِ۔ (بخاری کتاب التفسیر باب الجمعہ) ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ہم رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپؐ پر سورۃ الجمعہ کی آیت وَاٰخَرِیۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ نازل ہوئی میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ! وہ کون لوگ ہیں جب آپؐ نے جواب مرحمت نہیں فرمایا تو میں نے تین مرتبہ دریافت کیا اور حضرت سلمان فارسیؓ بھی ہمارے درمیان بیٹھے ہوئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ حضرت سلمانؓ پر رکھ کر فرمایا، اگر ایمان ثریا کے قریب بھی ہو جائے گا (اپنی دوری کے اعتبار سے) تو ان میں سے کچھ لوگ یا ایک آدمی اسے وہاں سے لے آئے گا۔

❁❁❁❁

فرمودات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں وہی مسیح موعود ہوں جسکی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے احادیث میں دی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لبّ لباب یہ ہے کہ لاالٰہ الّا اللہ محمد رسول اللہ ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل وتوفیق باری تعالیٰ اس عالم گذران سے کوچ کریں گے یہ ہے کہ حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین وخیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمال دین ہو چکا اور وہ نعمت بمرتبہ اتمام پہنچ چکی جس کے ذریعہ سے انسان راہ راست کو اختیار کرکے خدائے تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے اور ایک شعشہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا اور نہ کم ہو سکتا ہے اور اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام منجانب اللہ نہیں ہو سکتا جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کے تبدیل یا تغییر کر سکتا ہو اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج اور مُلحد اور کافر ہے‘‘

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 169 تا 170)

مجھے اُس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افتراء کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اُس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اُس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی جس کی سچائی اس کے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا کلام نازل کیا تھا۔ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۸، ۹ مطبوعہ ۱۹۰۱ء)

بریلی کے ایک شخص نے حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں لکھا کہ کیا آپ وہی مسیح موعود ہیں جس کی نسبت رسولِ خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) نے احادیث میں خبر دی ہے اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر اس کا جواب لکھیں۔ اس پر حضور نے اسے حلفاً تحریر فرمایا کہ:۔

میں نے پہلے بھی اس اقرارِ مفصل ذیل کو اپنی کتابوں میں قسم کے ساتھ لوگوں پر ظاہر کیا ہے اور اب بھی اس پرچہ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر لکھتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ میں وہی مسیح موعود ہوں جس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان احادیثِ صحیحہ میں دی ہے جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور دوسری صحاح میں درج ہیں وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَهِیۡدًا۔ (روحانی خزائن ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۳۲۶، ۳۲۷)

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔ احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، فعال درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ وناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ادارِیہ

الہام الٰہی کی روشنی میں حکم وعدل کے فیصلے

سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے امام مہدی و مسیح موعود کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ وہ امت میں حکم وعدل کی حیثیت میں آئے گا۔ حدیث مبارک کے الفاظ درج ذیل ہیں:

يُوشِكُ مَنْ عَاشَ مِنْكُمْ أَنْ يَلْقَى عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ إِمَامًا مَهْدِيًّا وَحَكَمًا عَدْلًا، فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ، وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيرَ

(مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 411 مطبوعہ مصر بروایت حضرت ابوہریرہؓ)

یعنی قریب ہے کہ جو تم میں سے زندہ رہے وہ عیسیٰ ابن مریم سے ملاقات کرے وہ امام مہدی حکم وعدل ہوں گے۔ امت کے اختلافات کے فیصلے کریں گے۔ وہ صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے۔

مذکورہ حدیث میں جو یہ فرمایا گیا ہے کہ مسیح موعود حکم وعدل ہوگا تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اسکے زمانہ میں مسلمانوں کے کثیر فرقے ہو جائیں گے اور ان کے درمیان شدید اختلافات ہو جائیں گے اور وہ اسلامی عقائد اور احکامات کے سمجھنے میں اتنی غلط فہمیوں کا شکار ہو جائیں گے کہ علماء بھی ان اختلافات کو ختم کرنے کی طاقت نہیں رکھیں گے۔ تب امام مہدی جو خدا کا نمائندہ ہوگا وہ الہام الٰہی کی روشنی میں ان اختلافات کو مٹا دیگا۔

سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی کو جب اللہ تعالیٰ نے امام مہدی و مسیح موعود بنا کہ حکم عدل کے مقام پر فائز فرمایا تو مسلمانوں کے فرقوں میں باہم اس قدر اختلافات ہو چکے تھے کہ عوام تو عوام علماء بھی سر پھٹول میں مشغول تھے۔ اپنے اپنے خود ساختہ عقائد کو نہ صرف چھوڑنے کیلئے تیار نہ تھے بلکہ مد مقابل کو بجائے سمجھانے کے مسلمان کہلانے والے مسلمان کہلانے والوں کے ساتھ تلوار کے جہاد میں مشغول تھے اور اب بھی ہیں چھوٹی چھوٹی باتوں میں ایک دوسرے کو مرتد قرار دے کر سر قلم کر رہے تھے۔ اور جو آپ پر ایمان نہیں لائے ابھی بھی انکا یہی حال ہے۔

قبل اسکے کہ ان اصلاحات کا ذکر کیا جائے جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا کے حکم سے اور الہام الٰہی کی روشنی میں کی ہیں۔ ان میں سے بعض غلط عقائد کا ذکر کیا جاتا ہے جو مسلمانوں میں پھیل چکے تھے اور حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام نے جنکی اصلاح فرمائی ہے۔

(1) مسلمانوں میں عیسائیوں کے زیر اثر خلاف قرآن حدیث یہ عقیدہ پھیل گیا تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام جسم عنصری کے ساتھ زندہ آسمان پر ہیں اور وہی مسلمانوں کی اصلاح کے لئے آسمان سے اپنے اسی جسم کے ساتھ نازل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو قرآن مجید سے ایسے تیس دلائل سکھائے جن سے روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے صلیبی موت سے بچا لیا تھا اور آپ ہجرت کر کے بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی تلاش میں نکلے تھے اور 120 سال کی عمر میں کشمیر میں آپ کی وفات ہو گئی اور سرینگر محلہ خانیار میں آپ کی قبر موجود ہے اور آج نہ صرف مسلمان بلکہ دیگر مذاہب کے دانشور اور ریسرچ سکالر بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کو ثابت کر رہے ہیں اور ایسی تحقیقات بھی شائع کر چکے ہیں جن سے عیسیٰ علیہ السلام کی کشمیر کی طرف ہجرت ثابت ہوتی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے آپ نے عیسائیت کے اس باطل عقیدہ کو پاش پاش کیا۔ یسوع مسیح خدا اور خدا کا بیٹا ہے اور مسلمانوں کے بھی اسی غلط عقیدہ کا بطلان کر دیا کہ عیسیٰ علیہ السلام جسمانی طور پر آسمان پر گئے ہیں اور اسی جسم کے ساتھ پھر آسمان سے نازل ہوں گے۔ اس عظیم الشان صداقت کے اظہار کے بعد اب مسلمانوں اور عیسائیوں کے دانشور احمدیت یعنی حقیقی اسلام پر ایمان لا رہے ہیں اور جن کو یہ سعادت نصیب نہیں ہوئی وہ مسیح موعود کی آمد کے عقیدہ سے منکر ہو کر مسیح موعود کی آمد کے عقیدہ کو افسانہ قرار دے رہے ہیں اور نہ صرف قرآن وحدیث بلکہ امت کے ان ہزار ہا بزرگان کو بھی جھوٹا ٹھہرا رہے ہیں جو کہ امام مہدی و مسیح موعود کی آمد کا انتظار کرتے رہے اور وحی الٰہی کی روشنی میں ان کی آمد کی اطلاع دیتے رہے۔

(2) مسلمانوں میں یہ غلط فہمی بھی پھیل گئی تھی کہ آنحضرت ﷺ ایسے آخری نبی ہیں کہ ان کے بعد اب تا قیامت کوئی نبی نہیں آسکتا خواہ وہ آنحضرت ﷺ کا امتی ہی کیوں نہ ہو۔

آپ نے قرآن مجید کے دلائل سے یہ ثابت فرمایا کہ نبوت ایک مقام ہے جو اللہ نے اب آنحضرت ﷺ کے امتیوں کے لئے مخصوص کر چھوڑا ہے۔ اور فرمایا کہ میں بھی چونکہ آنحضرت ﷺ کا غلام ہوں لہٰذا اس غلامی کی برکت سے ہی اللہ نے مجھے انعام نبوت اور مکالمہ مخاطبہ سے نوازا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے مسلمانوں کو انکی اس غلطی سے بھی اطلاع دی کہ وہ باوجود اس عقیدہ کے رکھنے کے کہ آنحضرت ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا پھر بھی بنی اسرائیلی نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو امت محمدیہ میں آنحضرت ﷺ کے بعد بطور نبی مانتے ہیں اور آپ ﷺ کی امت میں آپ کی پیروی اور غلامی میں نبی کے آنے کا انکار کر کے آنحضرت ﷺ کی توہین کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ فرمایا:

”اگر میں آنحضرت ﷺ کی امت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں کبھی یہ شرف مکالمہ ومخاطبہ ہرگز نہ پاتا کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔“

(تجلیات الٰہیہ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 411 تا 412)

الحمد للہ کہ گزشتہ سوا سو سال میں لاکھوں لوگ اپنی غلطی کی اصلاح کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لا چکے ہیں۔ یہاں تک کہ بڑے بڑے عرب سکالر بھی کہ جب ان پر انکی غلطی آشکار ہوئی تو آنحضرت ﷺ اور آپ کے اس غلام صادق پر درود پڑھ رہے ہیں۔

(3) مسلمانوں میں قرآن وحدیث کے خلاف یہ خطرناک غلط عقیدہ بھی پھیلا ہوا تھا کہ تلوار کا جہاد اب بھی جاری ہے اور آنے والا امام مہدی تلوار چلا کر دین اسلام کو پھیلائے گا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے امام مہدی و مسیح موعود کے حوالہ سے صاف طور پر فرما دیا تھا کہ اس کے زمانہ میں تلوار کا جہاد منسوخ ہو جائے گا۔ جیسا کہ حدیث بخاری میں لکھا ہے کہ مسیح موعود جب آئیں گے تو ”یضعُ الحرب“ (بخاری کتاب الانبیاء باب نزول عیسیٰ بن مریم) یعنی مسیح موعود جنگ کو ختم کر دیں گے اور ایک حدیث میں لکھا ہے وَلَيَضَعَنّ الجِزْيَةَ جزیہ کو موقوف کر دیں گے۔ (مسلم)

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا نے مجھے اس زمانہ میں امام مہدی و مسیح موعود بنا کر بھیجا ہے اور میرے زمانہ میں اب تلوار کا جہاد موقوف ہے۔ آپ نے فرمایا:

”اے اسلام کے عالمو اور مولویو! میری بات سنو! میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اب جہاد کا وقت نہیں ہے خدا کے پاک نبی کے نافرمان مت بنو۔ مسیح موعود جو آنے والا تھا آچکا اور اُس نے حکم بھی دیا کہ آئندہ مذہبی جنگوں سے جو تلوار اور کشت وخون کے ساتھ ہوتی ہیں باز آجاؤ تو اب بھی خونریزی سے باز نہ آنا اور ایسے وعظوں سے منہ بند نہ کرنا طریق اسلام نہیں ہے جس نے مجھے قبول کیا ہے وہ نہ صرف ان وعظوں سے منہ بند کرے گا بلکہ اس طریق کو نہایت بُرا اور موجب غضب الٰہی جانے گا۔ (گورنمنٹ انگریزی اور جہاد)

نیز فرمایا:

اب جب مسیح موعود آ گیا تو ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ جہاد سے باز آوے۔ اگر میں نہ آیا ہوتا تو شائد اس غلط فہمی کا کسی قدر عذر بھی ہوتا مگر اب تو میں آ گیا اور تم نے وعدہ کا دن دیکھ لیا۔ اس لئے اب مذہبی طور پر تلوار اٹھانے والوں کا خدا تعالیٰ کے سامنے کوئی عذر نہیں۔ جو شخص آنکھیں رکھتا ہے اور حدیثوں کو پڑھتا اور قرآن کو دیکھتا ہے وہ بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ یہ طریق جہاد جس پر اس زمانہ کے اکثر وحشی کاربند ہو رہے ہیں۔ یہ اسلامی جہاد نہیں ہے بلکہ یہ نفس امارہ کے جوشوں سے یا بہشت کی طمع خام سے ناجائز حرکات ہیں جو مسلمانوں میں پھیل گئے ہیں۔

فرمایا:

”دیکھو میں ایک حکم لے کر آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں وہ یہ ہے کہ اب سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے مگر اپنے نفسوں کے پاک کرنے کا جہاد باقی ہے اور یہ بات مَیں نے اپنی طرف سے نہیں کہی بلکہ خدا کا یہی ارادہ ہے۔“ (گورنمنٹ انگریزی اور جہاد)

اپنے منظوم کلام میں آپ فرماتے ہیں:

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کیلئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
فرما چکا ہے سید کونین مصطفیٰ
عیسیٰ مسیح کر دیگا جنگوں کا التوا
یہ حکم سن کے بھی جو لڑائی کو جائے گا
وہ کافروں سے سخت ہزیمت اٹھائے گا

(تحفہ گولڑیہ صفحہ 40)

اب فیصلہ ہم قارئین پر چھوڑتے ہیں کہ وہ خود ہی فیصلہ کریں کہ 1900ء کے بعد جب سے کہ سچے امام مہدی و مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے تلوار کے جہاد کے خاتمہ کا فتویٰ صادر فرمایا ہے کسی ایک جنگ میں بھی جو جہاد کے نام سے لڑی گئی مسلمانوں کو کافروں کے خلاف کامیابی نصیب ہوئی؟ یا پھر یہ جنگیں جہاد کے نام پر مسلمانوں نے مسلمانوں کے خلاف لڑیں اور ایک دوسرے کے گلے کاٹے اور جہاد کے نام پر اسلام کو بدنام کیا اور مسلمانوں کو کمزور کیا۔ غور کرو! اور سوچو!

کاش مسلمان خدا کی طرف سے آنے والے اس سچے مسیح موعود کی درد بھری آواز کو سن لیتے تو آج دنیا میں مسلمان مسلمان کا خون نہ بہاتا اور انکی طاقت مثبت کاموں میں استعمال ہوتی۔

پس آؤ حکم وعدل کے فیصلوں کی طرف حکم وعدل کے چند اور فیصلوں کے متعلق آئندہ اشاعت میں گفتگو کی جائے گی۔ وباللہ التوفیق

* * *

خطبہ جمعہ

ہمیں تھکنے سے کیا تعلق ہم تو اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے تھے۔ مانگنے والا بھی کبھی تھکا کرتا ہے۔ جو مانگنے سے تھک جاتا ہے وہ رہ جاتا ہے۔ ہم مانگنے والے اور وہ دینے والا پھر تھکنا کیسا۔ جس سے ذرا سی بھی امید ہوتی ہے وہاں سائل ڈٹ جاتا ہے اور بارگاہ احدیت میں تو ساری امیدیں ہیں، وہ معطی ہے، وہاب ہے، رحمان ہے، رحیم ہے اور پھر مالک ہے اور اس پہ عزیز ہے (حضرت مسیح موعودؑ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر سب سے زیادہ چلنے کے نظارے ہمیں اس زمانے میں آپ کے غلام صادق حضرت مسیح مہدی موعودؑ میں نظر آتے ہیں

آپؑ کی عادت تھی کہ رات کو عشاء کے بعد جلد سو جاتے تھے اور پھر ایک بجے کے قریب تہجد کے لیے اٹھ کھڑے ہوتے تھے۔ اور تہجد پڑھ کر قرآن کریم کی تلاوت فرماتے رہتے تھے۔ پھر جب صبح کی اذان ہوتی تو سنتیں گھر میں پڑھ کر نماز کے لیے مسجد میں جاتے اور باجماعت نماز پڑھتے

آپؑ کو قرآن کریم اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق تھا اور آپؑ کی جو کچھ عبادات تھیں قرآن اور سنت سے کبھی متجاوز نہ ہوتی تھیں

نماز کے علاوہ آپؑ کا وظیفہ قرآن شریف کی تلاوت، درود شریف اور استغفار تھا۔ قرآن شریف سے تو عشق تھا۔ وہ تو دن رات اٹھتے بیٹھتے اور ٹہلتے ہوئے پڑھا کرتے تھے اور زار زار رویا کرتے تھے

زلزلہ کے شروع ہوتے ہی آپؑ بمع اہل بیت اور بال بچہ کے اللہ تعالیٰ کے حضور میں دعا کرنے میں شروع ہو گئے اور اپنے ربّ کے آگے سربسجود ہوئے۔ بہت دیر تک قیام رکوع اور سجدہ میں سارا کنبہ کا کنبہ بمع خدام کے گرا رہا اور خدا تعالیٰ کی بے نیازی سے لرزاں و ترساں رہا۔ (روایت حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ)

نماز باجماعت کی ایک ترکیب یہ بھی ہے کہ بیوی بچوں کو ساتھ لے کر گھر میں ہی باجماعت نماز کرا لی جائے (حضرت مصلح موعودؓ)

آج بھی جہاں جہاں کمیاں ہیں وہاں لوگوں کو خیال رکھنا چاہیے۔ گھروں میں بچوں کے ساتھ نماز پڑھیں اس سے بچوں کو بھی نمازوں کی عادت پڑ جائے گی

دنیا سے آپؑ کی طبیعت سرد ہو گئی اور جب آپؑ بہت ہی بچہ تھے تب بھی آپؑ کی تمام تر خواہشات رضائے الٰہی کے حصول میں ہی لگی ہوئی تھیں (حضرت مصلح موعودؓ)

جن دنوں میں آدمیوں کی آمد و رفت کم تھی آپؑ بڑی آرزو ظاہر کیا کرتے تھے کہ کاش! اپنی ہی جماعت ہو جس سے مل کر پانچ وقت نماز پڑھا کریں اور فرماتے تھے کہ میں دعا میں مصروف ہوں اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ میری دعا منظور کرے گا۔ ...... آج خدا کا یہ فضل ہے کہ نمازیوں کی تعداد اسّی نوے ہوتی ہے۔ (روایت حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ)

اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر ملک میں ہماری مساجد بھی ہیں اس لیے ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ اپنی مسجدوں کو پانچوں وقت آباد کریں اور کوشش کر کے ہر نماز باجماعت ادا کریں

حضرت صاحبؑ جس طرح نماز پڑھا کرتے تھے وہ طرز مجھے آتی ہے۔ یعنی ہر نماز رقت سے پڑھا کرتے تھے۔ عاجزی، انکساری اور زاری سے ادا کرتے تھے جیسا کوئی اپنے ماں باپ کے آگے رو کر بچہ کچھ مانگتا ہے ایسی نماز کا ہم مقتدیوں کے قلب پر بہت اثر پڑتا تھا۔

(روایت حضرت عبدالستار صاحبؓ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے غلامِ صادق
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عباداتِ الٰہی کا ایمان افروز تذکرہ

مکرمہ امۃ الشریف صاحبہ اہلیہ محمود احمد بٹ صاحب ڈیریاں والا ناروال اور مکرم شیخ بشیر احمد صاحب آف لاہور کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 13/فروری 2026ء بمطابق 13/تبلیغ 1405 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر سب سے زیادہ چلنے کے نظارے ہمیں اس زمانے میں آپ کے غلامِ صادق حضرت مسیح و مہدی معہودؑ میں نظر آتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت اور اس حوالے سے آپؑ کی اپنے ماننے والوں کو نصائح، عبادت کرنے کے طریق اور ذکر الٰہی کے طریق سکھانے کے واقعات گذشتہ خطبات میں بیان کیے گئے۔

آج مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہ واقعات بیان کروں گا جو اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں آپؑ نے کیے اور جو ہم تک پہنچے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ روایت کرتے ہیں کہ مرزا محمد دین صاحب ساکن لنگروال، گورداسپور نے انہیں لکھ کے بھیجا کہ ”میں اپنے بچپن سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھتا آیا ہوں اور سب سے پہلے میں نے آپؑ کو مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کی زندگی میں دیکھا تھا جبکہ میں بالکل بچہ تھا۔

آپؑ کی عادت تھی کہ رات کو عشاء کے بعد جلد سو جاتے تھے اور پھر ایک بجے کے قریب تہجد کے لیے اٹھ کھڑے ہوتے تھے۔ اور تہجد پڑھ کر قرآن کریم کی تلاوت فرماتے رہتے تھے۔ پھر جب صبح کی اذان ہوتی تو سنتیں گھر میں پڑھ کر نماز کے لیے مسجد میں جاتے اور باجماعت نماز پڑھتے۔ نماز کبھی خود کراتے کبھی میاں جان محمد امام مسجد کراتا۔ نماز سے آ کر تھوڑی دیر کے لیے سو جاتے۔ میں نے آپ کو مسجد میں سنت نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ سنتیں گھر پر پڑھتے تھے۔“

(ماخوذ سیرت المہدی جلد اول، حصہ سوم صفحہ 513-514 روایت 491)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی عبادت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح آپؑ کو عبادت کرنے کی طاقت دی۔ لیکن آپؑ نے فرمایا یہ ہر ایک کے لیے نہیں ہے کہ وہ اس طرح کرے اور اپنی طاقت سے بڑھ کر کرے کیونکہ آپؑ نے فرمایا کہ مجھے تو اللہ تعالیٰ نے ایک خاص طاقت دی ہے۔ بہرحال آپؑ نے اپنی حالت کا جو نقشہ کھینچا ہے وہ اس طرح ہے۔ آپؑ بیان کرتے ہیں: ”میں نے کبھی ریاضاتِ شاقہ بھی نہیں کیں اور نہ

زمانہ حال کے بعض صوفیوں کی طرح مجاہدات شدیدہ میں اپنے نفس کو ڈالا اور نہ گوشہ گزینی کے التزام سے کوئی چلہ کشی کی اور نہ خلافِ سنت کوئی ایسا عملِ رہبانیت کیا جس پر خدا تعالیٰ کے کلام کو اعتراض ہو۔ بلکہ میں ہمیشہ ایسے فقیروں اور بدعت شعار لوگوں سے بیزار رہا جو انواع واقسام کے بدعات میں مبتلا ہیں۔'' پھر آپؑ فرماتے ہیں: ''ہاں حضرت والد صاحب کے زمانہ میں ہی جبکہ ان کا زمانہ وفات بہت نزدیک تھا ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ ایک بزرگ معمر پاک صورت مجھ کو خواب میں دکھائی دیا اور اس نے یہ ذکر کر کے کہ ''کسی قدر روزے انوار سماوی کی پیشوائی کے لیے رکھنا سنتِ خاندانِ نبوت ہے''۔'' یعنی اللہ تعالیٰ کے آسمانی انوار کے استقبال کے لیے روزے رکھنا بھی خاندان نبوت کی سنت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اشارۃً خواب میں آپؑ کو بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ آپؑ کو یہ مقام دینے والا ہے۔ بہرحال آپؑ فرماتے ہیں: ''اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ میں اس سنتِ اہلِ بیتِ رسالت کو بجالاؤں۔ سو میں نے کچھ مدت تک التزام صوم کو مناسب سمجھا مگر ساتھ ہی یہ خیال آیا کہ اس امر کو مخفی طور پر بجالانا بہتر ہے۔ پس میں نے یہ طریق اختیار کیا کہ گھر سے مردانہ نشست گاہ میں اپنا کھانا منگواتا اور پھر وہ کھانا پوشیدہ طور پر بعض یتیم بچوں کو جن کو میں نے پہلے سے تجویز کر کے وقت پر حاضری کے لیے تاکید کردی تھی دے دیتا اور اس طرح تمام دن روزہ میں گزرتا اور بجز خدا تعالیٰ کے ان روزوں کی کسی کو خبر نہ تھی۔ پھر دو تین ہفتہ کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ ایسے روزوں سے جو ایک وقت میں پیٹ بھر کر روٹی کھالیتا ہوں مجھے کچھ بھی تکلیف نہیں بہتر ہے کہ کسی قدر کھانے کو کم کروں۔ سو میں اس روز سے کھانے کو کم کرتا گیا یہاں تک کہ میں تمام رات دن میں صرف ایک روٹی پر کفایت کرتا تھا اور اسی طرح میں کھانے کو کم کرتا گیا۔ یہاں تک کہ شاید صرف چند تولہ روٹی میں سے آٹھ پہر کے بعد میری غذا تھی۔'' چوبیس گھنٹے میں صرف تھوڑی سی روٹی تھی۔ ''غالباً آٹھ یا نو ماہ تک میں نے ایسا ہی کیا اور باوجود اس قدر قلت غذا کے کہ دو تین ماہ کا بچہ بھی اس پر صبر نہیں کرسکتا خدا تعالیٰ نے مجھے ہر ایک بلا اور آفت سے محفوظ رکھا۔ اور اس قسم کے روزہ کے عجائبات میں سے جو میرے تجربہ میں آئے وہ لطیف مکاشفات ہیں جو اس زمانہ میں میرے پر کُھلے۔ چنانچہ بعض گذشتہ نبیوں کی ملاقاتیں ہوئیں اور جو اعلیٰ طبقہ کے اولیاء اس امت میں سے گزر چکے ہیں ان سے ملاقات ہوئی۔ ایک دفعہ عین بیداری کی حالت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معہ حسنین وعلی رضی اللہ عنہ وہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دیکھا۔ اور یہ خواب نہ تھی بلکہ ایک بیداری کی قسم تھی۔ غرض اسی طرح پر کئی مقدس لوگوں کی ملاقاتیں ہوئیں جن کا ذکر کرنا موجب تطویل ہے اور علاوہ اس کے انوارِ روحانی تمثیلی طور پر برنگِ ستون سبز وسرخ ایسے دلکش ودلستان طور پر نظر آتے تھے جن کا بیان کرنا بالکل طاقتِ تحریر سے باہر ہے۔ وہ نورانی ستون جو سیدھے آسمان کی طرف گئے ہوئے تھے'' یعنی زمین سے اوپر جاتے تھے ''جن میں سے بعض چمکدار سفید اور بعض سبز اور بعض سرخ تھے ان کو دل سے ایسا تعلق تھا کہ ان کو دیکھ کر دل کو نہایت سرور پہنچتا تھا اور دنیا میں کوئی بھی ایسی لذت نہیں ہوگی جیسا کہ ان کو دیکھ کر دل اور روح کو لذت آتی تھی۔'' فرماتے ہیں: ''میرے خیال میں ہے کہ وہ ستون خدا اور بندہ کی محبت کی ترکیب سے ایک تمثیلی صورت میں ظاہر کیے گئے تھے یعنی وہ ایک نور تھا جو دل سے نکلا اور دوسرا وہ نور تھا جو اوپر سے نازل ہوا اور دونوں کے ملنے سے ایک ستون کی صورت پیدا ہوگی'' یعنی وہ ستون ایسے بنے جو نیچے سے اوپر اور اوپر سے نیچے آنے والے تھے اور آپس میں مل جاتے تھے اور ایک ستون کی شکل اختیار کر لیتے تھے۔ ''یہ روحانی امور ہیں کہ دنیا ان کو نہیں پہچان سکتی کیونکہ وہ دنیا کی آنکھوں سے بہت دور ہیں لیکن دنیا میں ایسے بھی ہیں جن کو ان امور سے خبر ملتی ہے۔''

فرماتے ہیں: ''غرض اس مدت تک روزہ رکھنے سے جو میرے پر عجائبات ظاہر ہوئے وہ انواع اقسام کے مکاشفات تھے۔ ایک اور فائدہ مجھے یہ حاصل ہوا کہ میں نے ان مجاہدات کے بعد اپنے نفس کو ایسا پایا کہ میں وقتِ ضرورت فاقہ کشی پر زیادہ سے زیادہ صبر کرسکتا ہوں۔ میں نے کئی دفعہ خیال کیا کہ اگر ایک موٹا آدمی جو علاوہ فربہی کے پہلوان بھی ہو میرے ساتھ فاقہ کشی کے لیے مجبور کیا جائے تو قبل اس کے کہ مجھے کھانے کے لیے کچھ اضطرار ہو وہ فوت ہو جائے۔ اس سے مجھے یہ بھی ثبوت ملا کہ انسان کسی حد تک فاقہ کشی میں ترقی کرسکتا ہے اور جب تک کسی کا جسم ایسا سختی کش نہ ہوجائے میرا یقین ہے کہ ایسا تنعم پسند روحانی منازل کے لائق نہیں ہوسکتا۔ لیکن'' فرمایا لیکن ''میں ہر ایک کو یہ صلاح نہیں دیتا'' ہر ایک کو میں نہیں کہتا یہ کرو ''کہ ایسا کرے اور نہ میں نے اپنی مرضی سے ایسا کیا۔'' یہ تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیا تھا۔ ''میں نے کئی جاہل درویش ایسے بھی دیکھے ہیں جنہوں نے شدید ریاضتیں اختیار کیں اور آخر یُبوستِ دماغ سے وہ مجنون ہوگئے'' خشکی ہوگئی دماغ میں۔ دماغ نے کام کرنا چھوڑ دیا ''اور بقیہ عمر اُن کی دیوانہ پن میں گزری یا دوسرے امراض سل اور دق وغیرہ میں مبتلا ہوگئے۔ انسانوں کے دماغی قویٰ ایک طرز کے نہیں ہیں۔ پس ایسے اشخاص جن کے فطرتاً قویٰ ضعیف ہیں ان کو کسی قسم کا جسمانی مجاہدہ موافق نہیں پڑسکتا اور وہ جلد تر کسی خطرناک بیماری میں پڑ جاتے ہیں۔'' بہرحال اسلام ایک سمویا ہوا مذہب ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کی خاص تائید کا بھی اس میں دخل ہے اس لیے آپؑ نے فرمایا کہ ہر ایک اس کی کوشش نہ کرے کہ جو میں نے کیا تھا اس کو ہر کوئی کرسکتا ہے۔ بہرحال فرمایا کہ ''سو بہتر ہے کہ انسان اپنی نفس کی تجویز سے اپنے تئیں مجاہدہ شدیدہ میں نہ ڈالے اور دین العجائز اختیار رکھے۔'' عام جو دین کی سہولتیں ہیں، جو عام دین ہے، سنت پہ عمل ہے ایک آدمی کا کام ہے کہ اس کو اختیار کرو۔ ''ہاں اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی الہام ہو اور شریعتِ غرّاء اسلام سے منافی نہ ہو تو اس کو بجالانا ضروری ہے لیکن آج کل کے اکثر نادان فقیر جو مجاہدات سکھلاتے ہیں ان کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ پس ان سے پرہیز کرنا چاہیے۔''

(کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 196 تا 200 بقیہ حاشیہ)

اب بھی بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ کرو اور وہ کرو تو ایسے لوگوں کی باتیں نہیں ماننی چاہئیں بلکہ آج کل تو ٹی وی پروگراموں میں بھی آتا ہے۔ انسان کو دیکھنا چاہیے کہ درمیانہ روی کیا ہے اسے اختیار کرے اور جس حد تک اپنی طاقت ہے اس میں حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے کی کوشش کرے اور عبادت کے جو طریق اور کم ازکم معیار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائے ہوئے ہیں ان کو ضرور حاصل کرنے کی کوشش کرے اور پھر اس میں ترقی کرتا جائے۔ آہستہ آہستہ ترقی بھی ہوتی ہے لیکن بہرحال بلاوجہ مشقّت میں ڈالنا اسلام نے منع فرمایا ہے اور اسی بات کو آپؑ نے بھی منع فرمایا ہے۔

بچپن سے آپؑ کا کیا حال تھا؟ ایک روایت میں آتا ہے۔ مستری فقیر محمد صاحب کہتے ہیں:

''میرا باپ جس کا نام جیوا تھا وہ ہمیں سنایا کرتا تھا کہ مرزا صاحب ایک دفعہ کوٹھے پر سے گر پڑے اور سخت چوٹ لگی۔ ہمیں یہاں خبر ہوئی کہ مرزا صاحب کوٹھے پر سے گر پڑے ہیں۔ ہم آپؑ کی خبر کے واسطے گئے تو جس وقت آپؑ کو ہوش آئی تو پوچھتے ہیں کہ نماز کا وقت ہوا ہے یا نہیں؟ اس قدر نماز سے محبت تھی۔ میں اس وقت چھوٹا تھا جس وقت وہ یہ بات سنایا کرتے تھے۔'' (رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ جلد 1 صفحہ 58، روایت مستری فقیر محمد صاحب ترکھان قادرآباد)

مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ کی روایت بیان کی ہے۔ ''1895ء میں جب مجھے تمام ماہ رمضان قادیان میں گزارنے کا اتفاق ہوا اور میں نے تمام مہینہ حضرت صاحبؑ کے پیچھے نماز تہجد یعنی تراویح ادا کی۔ آپؑ کی یہ عادت تھی کہ وتر اوّل شب میں پڑھ لیتے تھے اور نماز تہجد آٹھ رکعت دو دو رکعت کر کے آخر شب میں ادا فرماتے تھے جس میں آپ ہمیشہ پہلی رکعت میں آیت الکرسی تلاوت فرماتے تھے یعنی اَللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ سے وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ تک۔ اور دوسری رکعت میں سورہ اخلاص کی قراءت فرماتے تھے اور رکوع اور سجود میں یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ اکثر پڑھتے تھے۔ اور ایسی آواز سے پڑھتے تھے کہ آپؑ کی آواز مَیں سن سکتا تھا۔'' یعنی آہستہ آہستہ پڑھتے تھے جو نہ زیادہ اونچی تھی نہ کم۔ ''نیز آپؑ ہمیشہ سحری نماز تہجد کے بعد کھاتے تھے اور اس میں اتنی تاخیر فرماتے تھے کہ بعض دفعہ کھاتے کھاتے اذان ہو جاتی تھی اور آپؑ بعض اوقات اذان کے ختم ہونے تک کھانا کھاتے رہتے تھے۔''

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے لکھا ہے ''...... کہ دراصل مسئلہ تو یہ ہے کہ جب تک صبح صادق افق مشرق سے نمودار نہ ہوجائے سحری کھانا جائز ہے۔ اذان کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ صبح کی اذان کا وقت بھی صبح صادق کے ظاہر ہونے پر مقرر ہے اس لیے لوگ عموماً سحری کی حد اذان ہونے کو سمجھ لیتے ہیں۔'' آپؓ نے مثال دی ہے کہ ''قادیان میں چونکہ صبح اذان صبح صادق کے پھوٹتے ہی ہو جاتی ہو بلکہ ممکن ہے کہ بعض اوقات غلطی اور بے احتیاطی سے اس سے بھی قبل ہو جاتی ہو اس لیے ایسے موقعوں پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اذان کا چنداں خیال نہ فرماتے تھے اور صبح صادق کے تبیّن تک سحری کھاتے رہتے تھے اور دراصل شریعت کا منشاء بھی اس معاملہ میں یہ نہیں ہے کہ جب علمی اور حسابی طور پر صبح صادق کا آغاز ہو اس کے ساتھ ہی کھانا ترک کر دیا جاوے بلکہ منشاء یہ ہے کہ جب عام لوگوں کی نظر میں صبح کی سفیدی ظاہر ہوجاوے اس وقت کھانا چھوڑ دیا جاوئے۔ چنانچہ تبیّن کا لفظ اسی بات کو ظاہر کررہا ہے۔ حدیث میں بھی آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلال کی اذان پر سحری نہ چھوڑا کرو بلکہ ابن مکتوم کی اذان تک بےشک کھاتے پیتے رہا کرو کیونکہ ابنِ مکتوم نابینا تھے اور جب تک لوگوں میں شور نہ پڑ جاتا تھا کہ صبح ہوگئی ہے...... اس وقت تک اذان نہ دیتے تھے۔'' (سیرت المہدی جلد 1، حصہ دوم صفحہ 295-296 روایت 320)

بہرحال آج کل تو زمانہ مزید جدید ہوگیا ہے اور جدید آلات سے صبح صادق کے صحیح وقت کا بھی پتہ چل جاتا ہے اس لیے عموماً اذان کی آخری حد مقرر ہے۔ کوشش تو یہی کی جاتی ہے۔ لیکن بعض دفعہ ہوسکتا ہے غلطی بھی لگ جاتی ہو۔ اگر کہیں غلطی سے اذان جلدی بھی ہوجائے تو یہی اصول ہوگا جو بیان ہوا ہے۔ رمضان بھی شروع ہورہا ہے اس لیے مَیں نے یہ راہنمائی بھی کی ہے۔ لیکن لوگوں کو اتنا بھی ریلیکس (relax) نہیں ہونا چاہیے کہ دیکھتے جائیں کہ دن چڑھا ہے کہ نہیں چڑھا۔ بہرحال ہماری اذانیں اور جو اوقات ہیں وہ بڑے حساب کتاب اور بڑے کیلکولیٹڈ (calculated) طریقے سے مقرر کیے گئے ہیں۔ اور چونکہ یہ زمانہ اُس زمانے سے زیادہ جدید ہے اس لیے غلطی کا امکان عموماً کم ہے۔ اس لیے اسی چارٹ کو فالو کرنا چاہیے، اسی پہ عمل کرنا چاہیے جو ہر علاقے اور ملک کے وقت کے مطابق بنایا جاتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰۤوا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ○

(البقرہ:279)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو سود میں سے باقی رہ گیا ہے، اگر تم (فی الواقعہ) مومن ہو

طالب دعا: مقصود احمد ڈار (جماعت احمدیہ شورت، صوبہ جموں کشمیر)

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَدَایَنْتُمْ بِدَیْنٍ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی فَاکْتُبُوْہُ○

(البقرہ:283)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم ایک معین مدت تک کیلئے قرض کا لین دین کرو تو اسے لکھ لیا کرو

طالب دعا: محمد منیر احمد ولد مکرم غلام محمد سنوری صاحب مرحوم وافراد خاندان (صدر جماعت احمدیہ کا ماریڈی)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے ایک روایت بیان کی ہے کہ ’’مفتی محمد صادق صاحبؓ نے مجھ سے بیان کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ایک دفعہ نماز استسقاء ہوئی تھی جس میں حضرت صاحبؑ بھی شامل ہوئے تھے اور شاید مولوی محمد احسن صاحب مرحوم امام ہوئے تھے۔ لوگ اس نماز میں بہت روئے تھے مگر حضرت صاحبؑ میں چونکہ ضبط کمال کا تھا اس لیے آپؑ کو میں نے روتے نہیں دیکھا اور مجھے یاد ہے کہ اس کے بعد بہت جلد بادل آکر بارش ہوگئی تھی بلکہ شاید اسی دن بارش ہوگئی تھی۔‘‘ (سیرت المہدی جلد 1، حصہ دوم صفحہ 393 روایت 435)

بہرحال اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ نماز میں آپؑ باہر روتے نہیں تھے۔ اپنے آقاؐ کی اتباع میں آپؑ کی عبادت کی ایسی روایات بھی ملتی ہیں کہ سجدے کی حالت میں آپؑ کے سینے سے ایسی آوازیں آرہی ہوتی تھیں جیسے ہنڈیا ابل رہی ہو۔ آپؑ سجدے میں پڑے ہوتے اور ایک درد سے گریہ وزاری کر رہے ہوتے تھے۔

حضرت مرزا بشیر صاحبؓ حضرت اماں جان نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ والدہ صاحبہ نے بیان کیا کہ ’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام نماز پنجگانہ کے سوا عام طور پر دو قسم کے نفل پڑھا کرتے تھے۔ ایک نماز اشراق (دو یا چار رکعات) جو آپؑ کبھی کبھی پڑھتے تھے‘‘ اس میں باقاعدگی نہیں تھی’’ اور دوسرے نماز تہجد (آٹھ رکعات) جو آپؑ ہمیشہ پڑھتے تھے سوائے اس کے کہ آپؑ زیادہ بیمار ہوں۔ لیکن ایسی صورت میں بھی آپؑ تہجد کے وقت بستر پر لیٹے لیٹے ہی دعا مانگ لیتے تھے اور آخری عمر میں بوجہ کمزوری کے عموماً بیٹھ کر نماز تہجد ادا کرتے تھے۔‘‘

(سیرت المہدی جلد 1، حصہ اول صفحہ 4 روایت 3)

حضرت مولوی یعقوب علی صاحبؓ لکھتے ہیں کہ مقدمات کی پیروی میں جب آپؑ جاتے تھے تو اپنے والد صاحب کی اطاعت کا فرض ادا کرنے کے لیے جاتے تھے وہاں آپؑ اس بات کا خیال رکھتے تھے کہ مقدمات کے دوران کوئی نماز کبھی قضاء نہ ہو اور نہ کبھی آپؑ نے قضاء کی۔ اسی طرح آپؑ ان فرائض سے غافل نہیں ہوتے تھے جو اللہ تعالیٰ کے حقوق کے متعلق ہیں۔

عین کچہری میں آپؑ وقتِ نماز پر اس طرح مشغول ہو جاتے گویا آپؑ کو کوئی کام ہی نہ تھا۔ اور بسا اوقات ایسا ہوا کہ آپؑ نماز میں مشغول ہیں اور ادھر مقدمے میں طلبی ہوگئی مگر آپؑ اسی طرح اطمینان قلب سے نماز میں لگے رہے۔ ایک مرتبہ آپؑ نے فرمایا کہ میں بٹالہ ایک مقدمے کی پیروی کے لیے گیا تو نماز کا وقت ہو گیا اور میں نماز پڑھنے لگا۔ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نماز پڑھنے لگ گئے۔ چپڑاسی نے آواز دی مگر میں نماز میں تھا۔ فریق ثانی پیش ہو گیا اور اس نے یک طرفہ کارروائی سے فائدہ اٹھانا چاہا کہ دوسرا فریق پیش نہیں ہوا تو ایک طرفہ کارروائی کی جائے۔ اس بات پر بہت زور دیا مگر عدالت نے پرواہ نہ کی۔ مقدمہ اس کے خلاف کر دیا اور مجھے ڈگری دے دی۔ میرے حق میں فیصلہ کر دیا۔ میں جب نماز سے فارغ ہو کر گیا تو مجھے خیال تھا کہ شاید حاکم نے قانونی طور پر میری غیر حاضری کو دیکھا ہوگا۔ قانون تو یہی کہتا ہے کہ ایک فریق نہیں آیا تو اس کے خلاف فیصلہ دے دیا جائے۔ مگر جب میں حاضر ہوا اور کہا کہ میں تو نماز پڑھ رہا تھا تو اس نے کہا میں تو آپ کو ڈگری دے چکا ہوں۔ (ماخوذ از حیاتِ احمد جلد 1، حصہ اول صفحہ 87) یہ بھی عبادت کی برکات ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس طرح فضل فرمایا۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے حضرت اماں جانؓ کی ایک اَور روایت بیان کی ہے۔ لکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب گھر میں مغرب کی نماز پڑھاتے تھے تو اکثر سورہ یوسف کی وہ آیت پڑھتے تھے جن میں یہ الفاظ آتے ہیں: اِنَّمَآ اَشۡکُوۡا بَثِّیۡ وَحُزۡنِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ۔

مَیں تو اپنے رنج و غم کی صرف اللہ تعالیٰ کے حضور فریاد کرتا ہوں۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کہتے ہیں کہ میں یہ بتا دوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز میں بہت سوز اور درد تھا اور آپؑ کی قراءت لہردار ہوتی تھی۔ (ماخوذ از سیرت المہدی جلد 1، حصہ اول صفحہ 61 روایت 85)

اسی طرح مرزا محمد دین صاحبؓ نے بیان کیا ہے کہ آپؑ مسجد میں فرض نماز ادا فرماتے جبکہ سنتیں اور نوافل مکان پر ہی ادا کرتے تھے۔ عشاء کی نماز کے بعد آپؑ سو جاتے تھے اور نصف رات کے بعد جاگ اٹھتے اور نفل ادا کرتے۔ اس کے بعد قرآن مجید پڑھتے۔ آپؑ مٹی کا دیا جلاتے تھے اور فجر کی اذان تک تلاوت کرتے رہتے تھے۔

(ماخوذ از روزنامہ الفضل قادیان 2/دسمبر 1941ء صفحہ 3)

ایک اَور سیرت نگار نے لکھا ہے کہ ’’آپؑ کو قرآن کریم اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق تھا اور آپؑ کی جو کچھ عبادات تھیں قرآن اور سنت سے کبھی متجاوز نہ ہوتی تھیں۔

پانچ وقت نماز کے علاوہ تہجد کی نماز کا بہت التزام تھا۔ اشراق کی نماز بھی پڑھ لیتے تھے مگر تہجد کی نماز سے بہت محبت تھی۔ نماز میں آپؑ کی توجہ الی اللہ اس قدر زبردست اور انہماک یہاں تک ہوتا تھا کہ گویا آپؑ اس دنیا میں نہیں ہیں۔ نماز تہجد میں سورہ فاتحہ کو بہت درد سے اور توجہ سے پڑھتے تھے اور بہت دعائیں کرتے تھے۔ ابتدا میں بعض دفعہ اگر نماز میں توجہ نہ ہوتی تھی تو آپؑ نماز بار بار پڑھتے تھے۔ فرماتے تھے یہ نسخہ مَیں نے ایک شرابی سے سیکھا ہے۔‘‘ حضورؑ نے فرمایا کہ ’’ایک مرتبہ مجھے نماز میں حضوری قلب نہ ہوتی تھی تو میں جنگل کی طرف نکلا کہ وہاں جا کر نماز پڑھوں۔‘‘ بہرحال ’’رستہ میں بازار پڑتا تھا وہاں ایک ہندو اپنے کسی دوست سے کہہ رہا تھا کہ رات ہم نے شراب کا ایک پیگ پیا مگر نشہ نہ ہوا تو پھر ہم نے دوسرا پیگ پیا۔ جب اس سے بھی نشہ نہ ہوا تو پھر تیسرا پیگ پیا۔ غرض کہ اسی طرح بار بار پیتا رہا یہاں تک کہ نشہ ہو گیا۔ فرماتے تھے کہ میں نے سوچا کہ میں بھی بار بار نماز پڑھوں گا یہاں تک کہ روحانی نشہ ہو جائے۔‘‘

(مجدد اعظم از ڈاکٹر بشارت احمد صاحب جلد 1 صفحہ 26 شائع کردہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

فرض تو بہرحال نہیں پڑھے جا سکتے۔ نوافل کی طرف توجہ تھی تو نوافل کے بارے میں آپؑ نے فرمایا بار بار پڑھوں گا تاکہ نشہ ہو جائے یعنی حضوری قلب حاصل ہو جائے۔

نماز کے علاوہ آپؑ کا وظیفہ قرآن شریف کی تلاوت، درود شریف اور استغفار تھا۔ قرآن شریف سے تو عشق تھا۔ وہ تو دن رات اٹھتے بیٹھتے اور ٹہلتے ہوئے پڑھا کرتے تھے اور زار زار رویا کرتے تھے جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا تھا کہ اگر وہاں نماز میں نہیں روئے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپؑ روتے نہیں تھے۔ آپؑ رویا کرتے تھے۔ قرآن کریم پڑھ کر بھی آپؑ پر رقّت طاری ہو جاتی تھی۔ درود شریف کثرت سے اور سمجھ کر پڑھتے تھے اور اس درد سے پڑھتے تھے کہ بعض دفعہ اس کے ساتھ گریہ و بکا بھی شامل ہو جاتی تھی۔

ایک موقع پر اشراق کی نماز پڑھنے کا ذکر کرتے ہوئے خود بیان فرمایا اور یہاں شہد کی اہمیت کا بھی بتا دیا۔ حکمت اور عبادت پہ جا کے بات رکی۔ شہد اور ذیابیطس کے مرض کا ذکر ہو رہا تھا کہ شہد ذیابیطس میں کھانا چاہیے کہ نہیں۔ تو فرمایا کہ ذیابیطس سے مجھے سخت تکلیف تھی۔ ڈاکٹروں نے اس میں شیرینی کو سخت مضر بتلایا ہے۔ یعنی شوگر آدمی کو ہو، ڈائبٹیز ہو تو میٹھا کھانا بہت مضر ہوتا ہے۔ تو کہتے ہیں آج میں اس پر غور کر رہا تھا کہ مجھے خیال آیا کہ بازار میں جو شکر وغیرہ ہوتی ہے اسے تو اکثر فاسق و فاجر لوگ بناتے ہیں اور اگر اس سے ضرر ہوتا ہے تو تعجب کی بات نہیں ہے۔ مگر عسل یعنی شہد تو خدا کی وحی سے تیار ہوا ہے اس لیے اس کی خاصیت دوسری شیرینیوں جیسی ہرگز نہیں ہوگی۔ اگر یہ ان کی طرح ہوتا تو پھر سب شیرینی کی نسبت شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ فرمایا جاتا مگر اس میں صرف اسی کو خاص کیا ہے۔ پس یہ خصوصیت اس کے نفع پر دلیل ہے اور چونکہ اس کی تیاری بذریعہ وحی ہے اس لیے مکھی جو پھولوں سے رس چوستی ہے وہ ضرور مفید اجزاء کو ہی لیتی ہوگی۔ اس خیال سے میں نے تھوڑے سے شہد میں کیوڑا ملا کر اسے پیا تو تھوڑی دیر کے بعد مجھے بہت فائدہ ہوا حتّٰی کہ میں نے اپنے آپ کو چلنے پھرنے کے قابل پایا۔ پہلے اس کی وجہ سے یعنی شوگر کی وجہ سے بہت کمزوری ہو گئی تھی اور پھر میں گھر کے آدمیوں کو لے کر باغ تک چلا گیا اور وہاں اشراق کی دس رکعت نماز ادا کی۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 7 صفحہ 34-35 ایڈیشن 2022ء)

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ’’ایک دفعہ نہایت زور آور حملہ زلزلہ کا ہوا۔ تمام مکانات اور اشیاء ہلنے اور ڈولنے لگ پڑیں۔ لوگ حیران اور سراسیمہ ہو کر گھبرانے لگے۔ ایسے وقت میں خدا کے مسیح کا حال دیکھنے کے لائق تھا کیونکہ احادیث میں تو ہم پڑھا ہی کرتے تھے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے آسمانی اور زمینی واقعات پر خشیت اللہ کا بڑا اثر اپنے چہرے پر ظاہر فرماتے تھے۔ ذرا سے بادل کے نمودار ہونے پر آپؐ بے آرام سے ہو جاتے۔ کبھی باہر نکلتے اور کبھی اندر جاتے تھے۔ غرض اس وقت بھی نبی اللہ نے ہر کہ عارف تر است ترساں تر والے مقولہ کو عملی رنگ میں بالکل سچا کر کے دکھایا‘‘ یہ فارسی کا مقولہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو جتنا زیادہ عارف ہوتا ہے وہ اتنا ہی زیادہ خوف خدا رکھنے والا ہوتا ہے۔ بہرحال ’’زلزلہ کے شروع ہوتے ہی آپؑ بمع اہل بیت اور بال بچہ کے اللہ تعالیٰ کے حضور میں دعا کرنے میں شروع ہو گئے اور اپنے ربّ کے آگے سربسجود ہوئے۔ بہت دیر تک قیام رکوع اور سجدہ میں سارا کنبہ کا کنبہ بمع خدام کے گرا رہا اور خدا تعالیٰ کی بے نیازی سے لرزاں و ترساں رہا۔‘‘

(ذکر حبیب از حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ، صفحہ 102)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باجماعت نمازوں کی اہمیت بیان فرماتے ہوئے یہ ذکر کیا کہ آج کل چونکہ لوگ فاصلے پر رہتے ہیں اور مسجدوں میں آنا مشکل تھا۔ اس لیے اس زمانے میں جتنا بھی فاصلہ ہوتا تھا اور سواریاں بھی نہیں تھیں تو لوگ گھروں میں نماز پڑھ لیتے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ گھروں میں نماز علیحدہ نہیں پڑھنی چاہیے بلکہ باجماعت پڑھنی چاہیے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ

نماز باجماعت کی ایک ترکیب یہ بھی ہے کہ بیوی بچوں کو ساتھ لے کر گھر میں ہی باجماعت نماز کرا لی جائے۔

اگر مسجد نہیں جا سکتے تو گھر میں ہی باجماعت کرا لو۔ آپؓ نے فرمایا کہ چونکہ فاصلوں کی وجہ سے علیحدہ نمازیں پڑھنے کی عادت پڑ گئی ہے اور باجماعت نماز کی اہمیت لوگوں کے دلوں میں کم ہو گئی ہے۔ یہی ہم آج بھی دیکھتے ہیں۔ اس لیے اس عادت کو ترک کرو اور نماز باجماعت کی عادت ڈالو۔ پس آج بھی جہاں جہاں کمیاں ہیں وہاں لوگوں کو

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اپنی اولاد کی بھی عزت کیا کرو
اور انکی تربیت کو بہترین قالب میں ڈھالنے کی کوشش کرو

(ابن ماجہ، کتاب الادب)

طالب دعا : سید وسیم احمد و افراد خاندان (جماعت احمدیہ سورو ضلع بالاسور، صوبہ اڈیشہ)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اپنے ہاتھ سے کمائی ہوئی روزی سے بہتر کوئی روزی نہیں

(صحیح بخاری، کتاب البیوع)

طالب دعا : شیخ صادق علی و افراد خاندان (جماعت احمدیہ تالبرکوٹ، صوبہ اڈیشہ)

خیال رکھنا چاہیے۔ گھروں میں بچوں کے ساتھ نماز پڑھیں۔ اس سے بچوں کو بھی نمازوں کی عادت پڑ جائے گی۔

پھر آپؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مثال دی کہ ایسے موقع پر جب آپؑ نماز کے لیے مسجد نہ جا سکتے تو گھر میں ہی جماعت کرا لیا کرتے تھے اور شاذ ہی کسی مجبوری کے ماتحت الگ نماز پڑھتے تھے۔ اکثر ہماری والدہ کو ساتھ ملا کر جماعت کرا لیتے تھے اور والدہ کے ساتھ دوسری مستورات بھی شامل ہو جاتی تھیں۔

(ماخوذ از بعض اہم اور ضروری امور، انوار العلوم جلد 16 صفحہ 493)

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ کی ایک روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ میں 1935ء میں سیالکوٹ گیا وہاں میری ملاقات ایک بہت بوڑھی خاتون مائی حیات بی بی سے ہوئی جو فضل دین صاحب کی بیٹی تھیں اور حافظ محمد شفیع صاحب قاری کی والدہ ماجدہ تھیں۔ ان سے ملنے کا موقع ملا تو مائی صاحبہ اپنے مکان کی دہلیز پر بیٹھی ہوئی تھی۔ ہم نے انہیں نہ پہچانا لیکن انہوں نے ہمیں پہچان لیا۔ السلام علیکم کہا اور فرمایا کہ ادھر تشریف لے آئیں۔ مائی صاحبہ کی عمر اس وقت ایک سو پانچ سال تھی۔ انہوں نے بتایا کہ غدر کے زمانے میں جب یہاں بھگدڑ پڑی ہوئی تھی، اپنا بتایا کہ کتنی میری پرانی عمر ہے اور دفتر اور کچہریوں کو آگ لگائی گئی تھی اس وقت میں جوان تھی۔ بہرحال یہ ذکر کرنے کے بعد دورانِ گفتگو مائی صاحبہ نے بتایا کہ مجھے مرزا صاحب یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اس وقت سے واقفیت ہے کہ جب آپ پہلے پہل سیالکوٹ تشریف لائے تھے اور یہاں ملازمت کے زمانے میں رہے تھے۔ کہتی ہیں کہ مرزا صاحب کی عمر اس وقت ایسی تھی کہ چہرے پر مَس پھوٹ رہی تھی اور آپ کی ابھی پوری طرح داڑھی نہ تھی۔ سیالکوٹ تشریف لانے کے بعد حضرت مرزا صاحب میرے والد صاحب کے مکان پر آئے اور انہیں آواز دی اور فرمایا میاں فضل الدین صاحب آپ کا جو دوسرا مکان ہے وہ میری رہائش کے لیے مجھے دے دیں۔ کرائے پہ لینا تھا۔ میرے والد صاحب نے دروازہ کھولا اور آپ اندر آ گئے۔ پانی، چارپائی، مصلہ وغیرہ رکھا۔ والد صاحب نے مرزا صاحب کا سامان بھی ساتھ رکھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عادت تھی کہ جب کچہری سے واپس آتے تو پہلے میرے باپ کو بلاتے اور ان کو ساتھ لے کر مکان میں جاتے۔ مرزا صاحب کا زیادہ تر ہمارے والد کے ساتھ ہی اٹھنا بیٹھنا تھا۔ ان کا کھانا بھی ہمارے ہاں ہی پکتا تھا۔ میرے والد ہی مرزا صاحب کو کھانا پہنچایا کرتے تھے۔ مرزا صاحب اندر جاتے اور دروازہ بند کر لیتے اور اندر صحن میں جا کر قرآن پڑھتے رہتے تھے۔ میرے والد صاحب بتلایا کرتے تھے کہ مرزا صاحب قرآن مجید پڑھتے پڑھتے بعض وقت سجدے میں گر جاتے ہیں اور لمبے لمبے سجدے کرتے ہیں اور یہاں تک روتے ہیں کہ زمین تر ہو جاتی ہے۔ مائی صاحبہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی باتیں بتلاتے ہوئے متعدد دفعہ کہا کہ میں قربان جاؤں آپ کے نام پر۔ یہ بیان انہوں نے اپنے بیٹے کی موجودگی میں دیا۔

(ماخوذ از سیرت المہدی جلد 1، حصہ سوم صفحہ 594-595 روایت 625)

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ نے مولوی میر حسن صاحب جو ڈاکٹر علامہ اقبال صاحب کے استاد تھے ان کی ایک روایت بیان کی ہے کہ حضرت مرزا صاحب پہلے محلہ کشمیریاں میں جو اسی عاصی پُرمعاصی کے غریب خانے کے بہت قریب ہے، عمرا نامی کشمیری کے مکان پر کرایہ پر رہا کرتے تھے۔ کچہری سے جب تشریف لاتے تھے تو قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف ہوتے تھے۔ بیٹھ کر، کھڑے ہو کر، ٹہلتے ہوئے تلاوت کرتے تھے اور زار زار رویا کرتے تھے۔ ایسی خشوع اور خضوع سے تلاوت کرتے تھے کہ اس کی نظیر نہیں ملتی۔ پھر لکھتے ہیں کہ حسبِ عادتِ زمانہ صاحب حیات لوگ کچہری کے کاموں اور سفارش کے لیے آپ کے پاس آ جاتے تھے جیسے اہلکاروں کے پاس جاتے ہیں تاکہ ان کا مقدمہ ان کے حق میں ہو جائے۔ یہی لوگوں کی عادت ہوتی ہے ناں۔ سفارش کے لیے پہنچ جاتے ہیں کسی عدالت میں کام کرنے والے کے پاس تو لوگ بھی آ جاتے تھے۔ تو لکھتے ہیں کہ اسی عمرا مالک مکان کے بڑے بھائی فضل دین صاحب تھے جو عمومی طور پر محلے میں عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ ایک موقع پر لوگوں کو کچہری میں اپنے پاس بیٹھے دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے میاں فضل دین کو بلا کر فرمایا میاں فضل دین ان لوگوں کو سمجھا دو کہ یہاں نہ آیا کریں۔ نہ اپنا وقت ضائع کیا کریں۔ نہ میرا وقت برباد کیا کریں۔ مَیں کچھ نہیں کر سکتا۔ مَیں حاکم نہیں۔ جتنا کام میرے متعلق ہوتا ہے کچہری میں ہی کر آتا ہوں۔ چنانچہ میاں فضل الدین ان لوگوں کو سمجھا کر نکال دیتے۔

(ماخوذ از حیات احمد جلد اول، حصہ سوم صفحہ 370-371)

پٹیالہ کے ایک غیر احمدی منشی عبدالواحد صاحب حضورؑ کی تلاوتِ قرآن کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ ”حضور علیہ السلام چودہ پندرہ سال کی عمر میں سارا دن قرآن شریف پڑھتے تھے اور حاشیہ پر نوٹ لکھتے رہتے تھے۔“

(تاریخ احمدیت جلد 1 صفحہ 64)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ ”مرزا صاحب کو اپنی بچپن کی عمر سے ہی اپنے والد کی زندگی میں ایک ایسا تلخ نمونہ دیکھنے کا موقع ملا کہ دنیا سے آپؑ کی طبیعت سرد ہو گئی اور جب آپؑ بہت ہی بچہ تھے تب بھی آپؑ کی تمام تر خواہشات رضائے الٰہی کے حصول میں ہی لگی ہوئی تھیں چنانچہ آپؑ کے سوانح نویس شیخ یعقوب علی صاحب آپ کے سوانح میں ایک عجیب واقعہ جو آپ کی نہایت بچپن کی عمر کے متعلق ہے تحریر کرتے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ جب آپ کی عمر نہایت چھوٹی تھی تو اس وقت آپ ایک اپنی ہم سِن لڑکی کو جس سے بعد میں آپ کی شادی بھی ہو گئی کہا کرتے تھے کہ ”نامرادے دعا کر کہ خدا میرے نماز نصیب کرے۔“ اس فقرہ سے جو نہایت بچپن کی عمر کا ہے پتہ چلتا ہے کہ نہایت بچپن کی عمر سے آپ کے دل میں کیسے جذبات موجزن تھے اور آپ کی خواہشات کا مرکز کس طرح خدا ہی خدا ہو رہا تھا اور ساتھ ہی اس ذہانت کا پتہ چلتا ہے جو بچپن کی عمر سے آپ کے اندر پیدا ہو گئی تھی کیونکہ اس فقرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت بھی آپ تمام خواہشات کو پورا کرنے والا خدا تعالیٰ کو ہی سمجھتے تھے اور عبادت کی توفیق کا دینا بھی اسی پر موقوف جانتے تھے کہ نماز پڑھنے کی خواہش کرنا اور اس خواہش کو پورا کرنے والا خدا تعالیٰ کو ہی جاننا اور پھر اس گھر میں پرورش پا کر جس کے چھوٹے بڑے دنیا کو ہی اپنا خدا سمجھ رہے تھے ایک ایسی بات ہے جو سوائے کسی ایسے دل کے جو دنیا کی ملونی سے ہر طرح پاک ہو اور دنیا میں عظیم الشان تغیر پیدا کر دینے کے لیے خدا تعالیٰ سے تائید یافتہ ہو نہیں نکل سکتی۔“

(سیرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام از حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ صفحہ 9 شائع کردہ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ”میں بچپن سے روزے رکھنے کا عادی ہوں۔ ایک دفعہ بچپن میں روزہ رکھا بیمار ہو گیا مگر اس کے بعد انتیس روزے پورے رکھے تکلیف نہیں ہوئی تب میرے لیے خوشی کی عید تھی۔ روزے کے خاص برکات ہوتے ہیں جیسا کہ ہر میوے میں جدا ذائقہ ہے ایسا ہی ہر عبادت میں جدا لذت ہے۔ ان عبادات میں روحانیت ہے جس کو انسان بیان نہیں کر سکتا۔ اگر شوق ہو تو آلام اور تکلیف کم ہو جاتی ہے۔ چاہیے کہ عبادت میں انسان کی روح نہایت درجہ رقیق ہو کر پانی کی طرح بہہ کر خدا سے جا ملے۔“ (ذکر حبیب از مفتی محمد صادق صاحبؓ صفحہ 193)

مشہور لیڈر ظفر علی خان صاحب ایڈیٹر اخبار زمیندار کے والد مولوی سراج الدین صاحب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قیام سیالکوٹ میں مصروفیات کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ ”1877ء میں ہمیں ایک شب قادیان میں آپ کے ہاں مہمانی کی عزت حاصل ہوئی۔ ان دنوں بھی آپ عبادت اور وظائف میں اس قدر مستغرق تھے کہ مہمانوں سے بھی کم گفتگو کرتے تھے۔“ (حیات احمد جلد اول، حصہ سوم صفحہ 374)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے ایک اَور روایت کی ہے کہ حضرت بھائی عبدالرحمان صاحب قادیانیؓ روایت کرتے ہیں کہ ”عید الاضحیٰ 1900ء سے ایک دن قبل جو حج کا دن تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت مولوی نور الدین صاحب (خلیفہ اولؓ) کو کہلا بھیجا کہ میں یہ حج کا دن خاص دعاؤں میں گزارنا چاہتا ہوں۔ اس لیے جو دوست دعا کی درخواست دینا چاہیں آپ ان کے نام لکھ کر اور فہرست بنا کر مجھے بھجوا دیں۔ چنانچہ حضرت بھائی صاحب بیان کرتے ہیں کہ اس دن کثرت کے ساتھ حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ کی وساطت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں دعا کی درخواستیں پہنچیں اور بعض اصحاب نے براہِ راست بھی دعا کی درخواست لکھ کر حضور کی خدمت میں بھجوائی اور چونکہ اس زمانہ میں عید کے موقع پر بیرونی مقامات سے بھی کافی دوست عید پڑھنے اور حضرت مسیح موعود کی ملاقات سے مشرف ہونے کے لیے قادیان آ جایا کرتے تھے وہ بھی اس غیبی تحریک میں شامل ہو گئے اور یہ دن قادیان میں خاص دعاؤں اور غیر معمولی تضرعات اور بڑی برکات میں گزرا۔“

(سیرت طیبہ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔ اے صفحہ 204)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی اس کیفیت کو جو باجماعت نماز کے لیے آپ کے دل میں پیدا ہوتی تھی بیان کرتے ہوئے ایک مجلس میں فرمایا ”میرے سر کی حالت آج بھی اچھی نہیں چکر آ رہا ہے“ یعنی چکروں کی تکلیف تھی۔ ”جب جماعت کا وقت آتا ہے“ یعنی نماز باجماعت کا ”تو اس وقت خیال گزرتا ہے کہ سب جماعت ہو گی اور میں شامل نہ ہوں گا“ یعنی لوگ اکٹھے ہوئے ہوں گے، باجماعت نماز ہو رہی ہو گی اور میں شامل نہیں ہوں گا ”اور افسوس ہوتا ہے اس لیے افتاں خیزاں چلا آتا ہوں۔“ (ملفوظات جلد 7 صفحہ 1 ایڈیشن 2022ء)

آج چکر بھی ہیں لیکن بہرحال کسی طرح گرتے پڑتے میں مسجد میں آ ہی گیا ہوں۔ پھر فرمایا کہ بہرحال کوشش کر کے پھر میں مسجد میں آ جاتا ہوں اور ایک دفعہ نہیں کئی دفعہ ہوتا ہے اور آج بھی یہی ہوا ہے۔

آپؑ کی بیماری کے دنوں میں بھی کوشش ہوتی تھی کہ نماز باجماعت ادا کریں۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ فرماتے ہیں کہ آپ کی ملاقات کی جگہ عموماً مسجد ہی ہے۔ آپ اگر بیمار نہ ہوں تو برابر پانچ وقت نماز باجماعت پڑھتے ہیں اور نماز باجماعت کے لیے ازبس تاکید کرتے ہیں اور بارہا فرمایا ہے کہ مجھے اس سے زیادہ کسی بات کا رنج نہیں ہوتا کہ جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھی جائے۔ مولوی

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”جب تک تمہارا آپس میں معاملہ صاف نہیں ہوگا
اس وقت تک خدا تعالیٰ سے بھی معاملہ صاف نہیں ہو سکتا۔“

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 407)

طالبِ دُعا: صبیحہ کوثر و افراد خاندان (جماعت احمدیہ بھونیشور، صوبہ اڈیشہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”قرآن شریف کے سمجھنے اور اس کے
موافق ہدایت پانے کیلئے تقویٰ ضروری اصل ہے۔“

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 121)

طالبِ دُعا: جے عظیم احمد ولد مکرم جے وسیم احمد صاحب امیر ضلع محبوب نگر (صوبہ تلنگانہ)

صاحب مزید لکھتے ہیں کہ مجھے یاد ہے جن دنوں میں آدمیوں کی آمد و رفت کم تھی آپؑ بڑی آرزو ظاہر کیا کرتے تھے کہ کاش! اپنی ہی جماعت ہو جس سے مل کر پانچ وقت نماز پڑھا کریں اور فرماتے تھے کہ میں دعا میں مصروف ہوں اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ میری دعا منظور کرے گا۔ لکھتے ہیں کہ آج خدا کا یہ فضل ہے جس وقت مولوی صاحب نے یہ واقعہ لکھا ہے تو اس وقت کا لکھ رہے ہیں کہ خدا کا فضل ہے کہ نمازیوں کی تعداد اسّی نوے ہوتی ہے۔

اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر ملک میں ہماری مساجد بھی ہیں اس لیے ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ اپنی مسجدوں کو پانچوں وقت آباد کریں اور کوشش کر کے ہر نماز با جماعت ادا کریں۔

مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ نماز کا فرض ادا کرنے کے بعد آپ فوراً اندر تشریف لے جاتے اور تصنیف کے کام میں مصروف ہو جاتے۔ پھر مغرب کی نماز کے بعد آپ مسجد میں بیٹھے رہتے اور کھانا بھی وہیں دوستوں میں مل کر کھاتے اور عشاء کی نماز پڑھ کر اندر جاتے۔ (ماخوذ از سیرت حضرت مسیح موعودؑ مصنفہ مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ صفحہ 43)

حضرت عبدالستار صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ’’حضرت صاحبؑ کے دعویٰ سے پیشتر جبکہ چھوٹی مسجد مبارک بنی ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جماعت ظہر عصر مغرب عشا پڑھایا کرتے تھے۔ ہم تین کس صرف نماز ساتھ پڑھتے تھے۔ میاں گلاب، عبدالستار اور میاں جان محمد صاحب مقتدی بنا کرتے تھے۔

حضرت صاحبؑ جس طرح نماز پڑھا کرتے تھے وہ طرز مجھے آتی ہے۔ یعنی ہر نماز رقت سے پڑھا کرتے تھے۔ عاجزی، انکساری اور زاری سے ادا کرتے تھے جیسا کوئی اپنے ماں باپ کے آگے رو کر بچہ کچھ مانگتا ہے ایسی نماز کا ہم مقتدیوں کے قلب پر بہت اثر پڑتا تھا۔

یہ پہلا سبق ہے جو ہمیں ملا ہے۔ جب حضرت صاحبؑ نماز سے فارغ ہو کر بیٹھتے تھے تو ہم آپ کی شکل کی طرف دیکھا کرتے تھے جو کہ نورانی ہوتی تھی اور ہمارے دلوں کو بہت لبھاتی تھی۔‘‘ (روایات اصحاب احمدؑ جلد 2 صفحہ 457)

پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ بیان کرتے ہیں کہ ’’جنازہ کی نماز جو حضرت اقدس علیہ السلام پڑھاتے تھے سبحان اللہ، سبحان اللہ کیسی عمدہ اور با قاعدہ موافق سنت پڑھاتے تھے۔ سینکڑوں دفعہ آپ کو نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھانے اور آپ کے پیچھے پڑھنے کا اس خاکسار کو اتفاق ہوا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میاں جان محمد مرحوم و مغفور قادیانی فوت ہو گئے تو حضرت اقدس علیہ السلام جنازہ کے ساتھ ساتھ تشریف لے گئے۔ یہ مرحوم آپ کے معتقدوں اور عاشقوں اور فدائیوں میں سے تھا...... حضرت اقدس امام موعود علیہ السلام بھی میاں جان محمد مرحوم سے بہت محبت رکھتے تھے۔ حضرت اقدس علیہ السلام کیسے ہی عدیم الفرصت ہوتے مگر جب یہ مرحوم آتے تو آپ سب کام چھوڑ کر مرحوم سے ملتے۔ الغرض جب مرحوم کا جنازہ قبرستان میں گیا تو حضرت اقدس علیہ السلام نے نماز جنازہ پڑھائی اور خود امام ہوئے۔ نماز میں اتنی دیر لگی کہ ہمارے مقتدیوں کے کھڑے کھڑے پیر دکھنے لگے اور ہاتھ باندھے باندھے درد کرنے لگے اوروں کی تو مَیں کہتا نہیں کہ ان پر کیا گزری لیکن میں اپنی کہتا ہوں کہ میرا حال کھڑے کھڑے بگڑ گیا اور یوں بگڑا کہ کبھی ایسا موقع مجھے پیش نہیں آیا‘‘ تھا۔ اس لیے بگڑا ’’کیونکہ ہم نے تو دو منٹ میں نماز جنازہ ختم ہوتے دیکھی ہے۔ پھر مجھے ہوش آیا تو سمجھا کہ نماز تو یہی نماز ہے‘‘ یعنی بعد میں عبادت کا حقیقی ادراک حاصل ہوا ’’پھر تو میں مستقل ہو گیا اور ایک لذّت اور سرور پیدا ہونے لگا اور یہ جی چاہتا تھا کہ ابھی اَور نمازیں لمبی کریں‘‘ یعنی پھر آپ نے اپنے ساتھیوں کو بھی ایسی عادت ڈالی، نماز کی لذت ڈالی کہ ان کو بھی اس کا سرور آنے لگا انہوں نے اقرار کیا۔ کہتے ہیں ’’جب نماز جنازہ سے فارغ ہوئے تو حضرت اقدس علیہ السلام مکان کی طرف تشریف لے چلے۔ ایک صاحب نے عرض کیا کہ: حضور! (علیک الصلوٰۃ والسلام) اتنی دیر نماز میں لگی کہ تھک گئے۔ حضور کا کیا حال ہوا ہوگا یعنی آپ بھی تھک گئے ہوں گے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا:

ہمیں تھکنے سے کیا تعلق۔ ہم تو اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے تھے۔ اس سے اس مرحوم کے لیے مغفرت مانگتے تھے۔ مانگنے والا بھی کبھی تھکا کرتا ہے۔ جو مانگنے سے تھک جاتا ہے وہ رہ جاتا ہے۔ ہم مانگنے والے اور وہ دینے والا پھر تھکنا کیسا۔ جس سے ذرا سی بھی امید ہوتی ہے وہاں سائل ڈٹ جاتا ہے اور بارگاہ احدیت میں تو ساری امیدیں ہیں۔ وہ معطی ہے۔ وہاب ہے۔ رحمان ہے۔ رحیم ہے اور پھر مالک ہے اور اس پہ عزیز ہے‘‘ (تذکرۃ المہدی مولفہ حضرت پیر سراج الحق نعمانیؓ صفحہ 75 تا 78) پھر تھکنے کا کیا سوال ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس سوچ کے ساتھ اپنی نمازیں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم نے تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت بھی اس عہد کے ساتھ کی ہوئی ہے کہ نمازیں خدا اور رسول کے حکم کے موافق ادا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد کرتے ہوئے نمازیں پڑھیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس عہد کو بھی نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

نماز کے بعد دو جنازے غائب پڑھاؤں گا۔ پہلا مکرمہ امۃ الشریف صاحبہ اہلیہ محمود احمد بٹ صاحب ڈیریاں والا۔ نارووال کا ہے جو گذشتہ دنوں چوراسی سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت مولوی عمر دین صاحب رضی اللہ عنہ آف شادیوال ضلع گجرات کی بیٹی تھیں جنہوں نے اپنے ایک خواب کی بنا پر 1903ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سفر جہلم کے دوران آپ کے دست مبارک پر بیعت کی سعادت حاصل کی تھی۔ پسماندگان میں ان کے میاں کے علاوہ چھ بیٹے اور پانچ بیٹیاں ہیں اور پوتے پوتیاں ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے آصف محمود بٹ صاحب دارالسلام تنزانیہ میں مربی سلسلہ ہیں اور میدان عمل میں ہونے کی وجہ سے اپنی والدہ کے جنازے میں اور تدفین میں شامل نہیں ہو سکے۔ ان کے ایک پوتے اسامہ بٹ بھی یہاں مربی ہیں۔ اسی طرح ان کے ایک داماد بھی مربی ہیں۔ واقفِ زندگی خاندان ہے۔

ان کے بیٹے آصف محمود بٹ صاحب مربی سلسلہ جو تنزانیہ میں ہیں لکھتے ہیں کہ آپ بے شمار خوبیوں کی مالک تھیں۔ سب سے زیادہ نمایاں خوبی تعلق باللہ تھا۔ سچی خوابیں آیا کرتی تھیں جو بڑی صفائی سے پوری ہوتی تھیں۔ قرآن کریم سے انہیں بے پناہ محبت تھی جو انہیں اپنے والد بزرگوار سے نصیب ہوئی تھی۔ ہر روز فجر کے بعد محلے کے احمدی اور غیر احمدی بچوں اور بچیوں کو قرآن کریم پڑھایا کرتی تھیں۔ انہیں قرآن کریم کی تلاوت کرنا اور سننا بھی پسند تھا اور کہتے ہیں مجھ سے بھی سنا کرتی تھیں اور اگر کہیں بڑی عمر میں بھی مَیں رک جاتا۔ کہتے ہیں مَیں یہ دیکھنے کے لیے کہ ان کو یاد ہے کہ نہیں تو مَیں رُک جاتا تو فوراً اگلے الفاظ پڑھ جاتی تھیں۔ قرآن شریف تقریباً ان کو حفظ تھا۔ کہتی تھیں کہ بڑی عمر میں مجھے سب کچھ بھول گیا ہے لیکن قرآن کریم اللہ کے فضل سے یاد ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے انہیں غیر معمولی شغف تھا۔ ہمیشہ کوئی نہ کوئی کتاب زیر مطالعہ رکھتی تھیں۔ اسی طرح شعر و شاعری سے بڑا تعلق تھا۔ درثمین، کلام محمود، حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی کتاب سے اکثر نظمیں ان کو بہت یاد تھیں۔

ان کے داماد مسعود صاحب مربی سلسلہ ہیں وہ کہتے ہیں میں جب قادیان گیا تو مجھے انہوں نے کہا کہ وہاں زیادہ سے زیادہ پیدل چلنا کیونکہ وہاں کی گلیوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیدل چلا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان کی دعائیں ان کی اولاد کے حق میں پوری ہوں۔

دوسرا جنازہ مکرم شیخ بشیر احمد صاحب، لاہور کا ہے۔ یہ گذشتہ دنوں ستانوے سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ ان کے پسماندگان میں تین بیٹے پانچ بیٹیاں ہیں۔ آپ شیخ محمد دین صاحب مرحوم مختار عام صدر انجمن احمدیہ کے چھوٹے بیٹے تھے۔ شیخ مبارک احمد صاحب مرحوم امیر و مشنری انچارج مشرقی افریقہ، یوکے اور امریکہ اور شیخ نور احمد صاحب منیر مبلغ بلاد عربیہ کے چھوٹے بھائی تھے۔

تہجد گزار، پابند صوم و صلوٰۃ، ملنسار، اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ جماعت احمدیہ لاہور کے مخلص کارکن تھے۔ چودھری اسد اللہ خان صاحب اور چودھری حمید نصر اللہ صاحب کی ضلعی عاملہ کے سرگرم رکن تھے۔ بیس سال سے زائد اپنے حلقے کے صدر بھی رہے۔ بڑے احسن طریق پر جماعتی امور کی سرانجام دہی کیا کرتے تھے اور انہوں نے مسجد بنانے اور بہت سی دوسری جماعتی جائیدادیں خریدنے میں بھی بڑا اہم کردار ادا کیا ہے۔ جماعت کی مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے اور اپنے بچوں کو بھی اس کی تلقین کرتے تھے۔ خلافت سے نہایت وفا کا تعلق تھا اور ہمیشہ یہ تعلق نبھایا اور اولاد اور قریبی رشتہ داروں کو بھی ہمیشہ اس کا درس دیتے تھے۔

مَیں نے بھی دیکھا ہے، بڑے عاجز انسان تھے اور بڑی عاجزی سے ہر ایک سے ملنے والے تھے۔ ان کی بیٹی آصفہ سعید اللہ ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ فجر کے بعد بڑی اچھی آواز میں تلاوت کیا کرتے تھے جو ہم سب بچوں کی تربیت کا باعث بنی ہے۔

اسی طرح ایک اور ان کی بیٹی ہے۔ یہیں رہتی ہیں وہ کہتی ہیں کہ میری شادی ربوہ میں ہوئی تو مجھے کہا تم بڑی خوش قسمت ہو کہ تم ربوہ مرکز میں جا رہی ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں بچوں کی بھی صحیح تربیت کی توفیق دے۔ تو باوجود اس کے کہ کاروباری آدمی تھے دنیا داری کی باتیں نہیں کیں بلکہ دین سکھایا بچوں کو۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان کی دعائیں ان کے بچوں کے حق میں پوری فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل ۶/مارچ ۲۰۲۶ء، صفحہ ۲ تا ۸)

☆☆☆

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

تقویٰ کی جڑ خدا کیلئے خاکساری ہے ✡ عفّت جو شرط دیں ہے وہ تقویٰ میں ساری ہے
جو لوگ بدگمانی کو شیوہ بناتے ہیں ✡ تقویٰ کی راہ سے وہ بہت دُور جاتے ہیں

طالب دعا: محمد نور اللہ شریف صاحب مرحوم و افراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

’’اپنی عبادتوں کو اللہ تعالیٰ کے لئے خالص کریں دوسروں کی کمزوریاں دیکھ کر اپنی اصلاح کی کوشش کریں۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 17/مئی 2019)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شکیل احمد گنائی صاحب مرحوم (دارالرحمت، جماعت احمدیہ ریشی نگر، کشمیر)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

’’ہم حقیقی احمدی اُسی وقت بن سکتے ہیں جب ہم عارضی اور دُنیاوی خواہشات اور لذّات کو اپنا مقصد نہ بنائیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5/مئی 2017)

طالب دعا: بی. ایس. عبدالرحیم ولد مکرم شیخ علی صاحب مرحوم (صدر جماعت احمدیہ منگلور، کرناٹک)

تبرکات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

میں خدا تعالیٰ کے ان تمام الہامات پر جو مجھے ہو رہے ہیں ایسا ہی ایمان رکھتا ہوں جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن مقدس پر ایمان رکھتا ہوں

میں خدا تعالیٰ کے ان تمام الہامات پر جو مجھے ہو رہے ہیں ایسا ہی ایمان رکھتا ہوں جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن مقدس پر ایمان رکھتا ہوں اور میں اس خدا تعالیٰ کو جانتا اور پہچانتا ہوں جس نے مجھے بھیجا ہے...... سو میں اس وحی پاک سے ایسا ہی کامل حصہ رکھتا ہوں جیسا کہ خدا تعالیٰ کے کامل قرب کی حالت میں انسان رکھ سکتا ہے۔ جب انسان ایک پُرجوش محبت کی آگ میں ڈالا جاتا ہے جیسا کہ تمام نبی ڈالے گئے تو پھر اس کی وحی کے ساتھ اضغاث احلام نہیں رہتے بلکہ جیسا کہ خشک گھاس تنور میں جل جاتا ہے ویسا ہی وہ تمام اوہام اور نفسانی خیالات جل جاتے ہیں اور خالص خدا کی وحی رہ جاتی ہے۔ اور یہ وحی صرف انہی کو ملتی ہے جو دنیا میں کمال صفا، محبت اور محویت کی وجہ سے نبیوں کے رنگ میں ہو جاتے ہیں جیسا کہ براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۰۴ اٹھارہویں سطر میں یہ الہام میری نسبت ہے ’’جَرِیُ اللّٰہِ فِیْ حُلَلِ الْأَنْبِیَاءِ‘‘ یعنی خدا کا فرستادہ نبیوں کے حلہ میں۔ سو میں شکی اور ظنی الہام کے ساتھ نہیں بھیجا گیا بلکہ یقینی اور قطعی وحی کے ساتھ بھیجا گیا ہوں...... مجھے اس خدا کی قسم ہے کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ مجھے دلائل قاطعہ سے یہ علم دیا گیا ہے اور ہر ایک وقت میں دیا جاتا ہے کہ جو کچھ مجھے القاء ہوتا ہے اور جو وحی میرے پر نازل ہوتی ہے وہ خدا کی طرف سے ہے نہ شیطان کی طرف سے۔ میں اس پر ایسا ہی یقین رکھتا ہوں جیسا کہ آفتاب اور ماہتاب کے وجود پر یا جیسا کہ اس بات پر کہ دو اور دو چار ہوتے ہیں۔ ہاں جب میں اپنی طرف سے کوئی اجتہاد کروں یا اپنی طرف سے کسی الہام کے معنے کروں تو ممکن ہے کہ کبھی اس معنی میں غلطی بھی کھاؤں۔ مگر میں اس غلطی پر قائم نہیں رکھا جاتا۔ اور خدا کی رحمت جلد تر مجھے حقیقی انکشاف کی راہ دکھا دیتی ہے اور میری روح خدا کے فرشتوں کی گود میں پرورش پاتی ہے۔ (تبلیغ رسالت جلد ہشتم صفحہ ۶۴، ۶۵)

یہ عاجز بھی اس صدی کے سر پر خدا تعالیٰ کی طرف سے مجدد کا خطاب پا کر مبعوث ہوا

جب تیرھویں صدی کا اخیر ہوا اور چودھویں صدی کا ظہور ہونے لگا تو خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ سے مجھے خبر دی کہ تو اس صدی کا مجدد ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا کہ: ’’اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّا أُنْذِرَ اٰبَآءُ هُمْ وَلِتَسْتَبِينَ سَبِيلُ الْمُجْرِمِينَ ۔ قُلْ إِنِّيْ أُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ‘‘ یعنی خدا نے تجھے قرآن سکھلایا اور اُس کے صحیح معنے تیرے پر کھول دیئے۔ یہ اس لئے ہوا کہ تا تو ان لوگوں کو بد انجام سے ڈراوے کہ جو باعث پشت در پشت کی غفلت اور نہ متنبہ کئے جانے کے غلطیوں میں پڑ گئے اور تا ان مجرموں کی راہ کھل جائے کہ جو ہدایت پہنچنے کے بعد بھی راہ راست کو قبول کرنا نہیں چاہتے۔ ان کو کہہ دے کہ میں مامور من اللہ اور اول المومنین ہوں۔ (کتاب البریہ حاشیہ 201)

امابعد واضح ہو کہ موافق اس سنت غیر متبدلہ کے ہر یک غلبہ تاریکی کے وقت خدا تعالیٰ اس امتِ مرحومہ کی تائید کے لئے توجہ فرماتا ہے اور مصلحت عامہ کے لئے کسی اپنے بندہ کو خاص کر کے تجدید دین متین کے لئے مامور فرما دیتا ہے۔ یہ عاجز بھی اس صدی کے سر پر خدا تعالیٰ کی طرف سے مجدد کا خطاب پا کر مبعوث ہوا۔ اور جس نوع اور قسم کے فتنے دنیا میں پھیل رہے تھے۔ ان کے رفع اور دفع اور قلع قمع کے لئے وہ علوم اور وسائل اس عاجز کو عطا کئے گئے کہ جب تک خاص عنایت الٰہی ان کو عطا نہ کرے کسی کو حاصل نہیں ہو سکتے۔ (کرامات الصادقین صفحہ 3)

جب خدا تعالیٰ نے زمانہ کی موجودہ حالت کو دیکھ کر اور زمین کو طرح طرح کے فسق اور معصیت اور گمراہی سے بھرا ہوا پا کر مجھے تبلیغ حق اور اصلاح کے لئے مامور فرمایا اور یہ زمانہ بھی ایسا تھا کہ اس دنیا کے لوگ تیرھویں صدی ہجری کو ختم کر کے چودھویں صدی کے سر پر پہنچ گئے تھے۔ تب میں نے اس حکم کی پابندی سے عام لوگوں میں بذریعہ تحریری اشتہارات اور تقریروں کے یہ ندا کرنی شروع کی کہ اس صدی کے سر پر جو خدا کی طرف سے تجدید دین کے لئے آنے والا تھا وہ میں ہی ہوں تا وہ ایمان جو زمین پر سے اُٹھ گیا ہے اُس کو دوبارہ قائم کروں اور خدا سے قوت پا کر اسی کے ہاتھ کی کشش سے دنیا کو صلاح اور تقویٰ اور راستبازی کی طرف کھینچوں۔ اور اُن کی اعتقادی اور عملی غلطیوں کو دُور کروں اور پھر جب اس پر چند سال گزرے تو بذریعہ وحی الٰہی میرے پر بتصریح کھولا گیا کہ وہ مسیح جو اس اُمت کے لئے ابتداء سے موعود تھا اور وہ آخری مہدی جو تنزل اسلام کے وقت اور گمراہی کے پھیلنے کے زمانہ میں براہِ راست خدا سے ہدایت پانے والا اور اس آسمانی مائدہ کو نئے سرے انسانوں کے آگے پیش کرنے والا تقدیر الٰہی میں مقرر کیا گیا تھا جس کی بشارت آج سے تیرہ سو برس پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی وہ میں ہی ہوں اور مکالمات الٰہیہ اور مخاطبات رحمانیہ اس صفائی اور تواتر سے اس بارے میں ہوئے کہ شک وشبہ کی جگہ نہ رہی۔ ہر ایک وحی جو ہوتی تھی ایک فولادی میخ کی طرح دل میں دھنستی تھی اور یہ تمام مکالمات الٰہیہ ایسی عظیم الشان پیشگوئیوں سے بھرے ہوئے تھے کہ روز روشن کی طرح وہ پوری ہوتی تھیں اور اُن کے تواتر اور کثرت اور اعجازی طاقتوں کے کرشمہ نے مجھے اس بات کے اقرار کے لئے مجبور کیا کہ یہ اُسی وحدہ لاشریک خدا کا کلام ہے جس کا کلام قرآن شریف ہے۔ اور میں اس جگہ توریت اور انجیل کا نام نہیں لیتا کیونکہ توریت اور انجیل تحریف کرنے والوں کے ہاتھوں سے اس قدر محرف ومبدل ہو گئی ہیں کہ اب ان کتابوں کو خدا کا کلام نہیں کہہ سکتے۔ غرض وہ خدا کی وحی جو میرے پر نازل ہوئی ایسی یقینی اور قطعی ہے کہ جس کے ذریعہ سے میں نے اپنے خدا کو پایا اور وہ وحی نہ صرف آسمانی نشانوں کے ذریعہ مرتبہ حق الیقین تک پہنچی بلکہ ہر ایک حصہ اس کا جب خدا تعالیٰ کے کلام قرآن شریف پر پیش کیا گیا تو اس کے مطابق ثابت ہوا اور اس کی تصدیق کے لئے بارش کی طرح نشان آسمانی برسے۔ (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۱ و ۲)

مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا

مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا۔ میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔ (کشتی نوح:77)

یہ سوال باقی رہا کہ اس زمانہ میں امام الزمان کون ہے جس کی پیروی تمام عام مسلمانوں اور زاہدوں اور خواب بینوں اور ملہموں کو کرنی خدا تعالیٰ کی طرف سے فرض قرار دیا گیا ہے۔ سو میں اس وقت بے دھڑک کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور عنایت سے وہ امام الزمان میں ہوں اور مجھ میں خدا تعالیٰ نے وہ تمام علامتیں اور تمام شرطیں جمع کی ہیں اور اس صدی کے سر پر مجھے مبعوث فرمایا ہے...... یاد رہے کہ امام الزمان کے لفظ میں نبی، رسول، محدّث، مجدد سب داخل ہیں۔ مگر جو لوگ ارشاد اور ہدایت خلق اللہ کے لئے مامور نہیں ہوئے اور نہ وہ کمالات اُن کو دیئے گئے وہ گو ولی ہوں یا ابدال ہوں امام الزمان نہیں کہلا سکتے۔ (ضرورۃ الامام 24)

یہ تمام شرف مجھے صرف ایک نبی کی پیروی سے ملا ہے جس کے مدارج اور مراتب سے دنیا بے خبر ہے یعنی سیدنا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں اپنے خدائے پاک کے یقینی اور قطعی مکالمہ سے مشرف ہوں اور قریباً ہر روز مشرف ہوتا ہوں اور وہ خدا جس کو یسوع مسیح کہتا ہے کہ تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ میں دیکھتا ہوں کہ اُس نے مجھے نہیں چھوڑا اور مسیح کی طرح میرے پر بھی بہت حملے ہوئے مگر ہر ایک حملہ میں دشمن ناکام رہے۔ اور مجھے پھانسی دینے کے لئے منصوبہ کیا گیا مگر میں مسیح کی طرح صلیب پر نہیں چڑھا بلکہ ہر ایک بلا کے وقت میرے خدا نے مجھے بچایا اور میرے لئے اس نے بڑے بڑے معجزات دکھلائے اور بڑے بڑے قومی ہاتھ دکھلائے۔ اور ہزارہا نشانوں سے اُس نے مجھ پر ثابت کر دیا کہ خدا وہی خدا ہے جس نے قرآن کو نازل کیا اور جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا۔ اور میں عیسیٰ مسیح کو ہرگز ان امور میں اپنے پر کوئی زیادت نہیں دیکھتا یعنی جیسے اُس پر خدا کا کلام نازل ہوا ایسا ہی مجھ پر بھی ہوا اور جیسے اُس کی نسبت معجزات منسوب کئے جاتے ہیں میں یقینی طور پر اُن معجزات کا مصداق اپنے نفس کو دیکھتا ہوں بلکہ اُن سے زیادہ اور یہ تمام شرف مجھے صرف ایک نبی کی پیروی سے ملا ہے جس کے مدارج اور مراتب سے دنیا بے خبر ہے یعنی سیدنا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ عجیب ظلم ہے کہ جاہل اور نادان لوگ کہتے ہیں کہ عیسیٰ آسمان پر زندہ ہے حالانکہ زندہ ہونے کے علامات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں پاتا ہوں۔ وہ خدا جس کو دنیا نہیں جانتی ہم نے اس خدا کو اس کے نبی کے ذریعہ سے دیکھ لیا اور وہ وحی الٰہی کا دروازہ جو دوسری قوموں پر بند ہے ہمارے پر محض اس نبی کی برکت سے کھولا گیا اور وہ معجزات جو غیر قومیں صرف قصوں اور کہانیوں کے طور پر بیان کرتی ہیں ہم نے اس نبی کے ذریعہ سے وہ معجزات بھی دیکھ لئے اور ہم نے اس نبی کا وہ مرتبہ پایا جس کے آگے کوئی مرتبہ نہیں۔ مگر تعجب کہ دنیا اس سے بے خبر ہے۔ مجھے کہتے ہیں کہ مسیح موعود ہونے کا کیوں دعویٰ کیا مگر میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس نبی کی کامل پیروی سے ایک شخص عیسیٰ سے بڑھ کر بھی ہو سکتا ہے۔ اندھے کہتے ہیں یہ کفر ہے۔ میں کہتا ہوں کہ تم خود ایمان سے بے نصیب ہو۔ پھر کیا جانتے ہو کہ کفر کیا چیز ہے۔ کفر خود تمہارے اندر ہے۔ اگر تم جانتے کہ اس آیت کے کیا معنے ہیں کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۔ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ تو ایسا کفر منہ پر نہ لاتے۔ خدا تو تمہیں یہ ترغیب دیتا ہے کہ تم اس رسول کی کامل پیروی کی برکت سے تمام رسولوں کے متفرق کمالات اپنے اندر جمع کر سکتے ہو۔ اور تم صرف ایک نبی کے کمالات حاصل کرنا کفر جانتے ہو۔ (چشمہ مسیحی صفحہ 27 تا 28)

میرا انکار میرا انکار نہیں ہے بلکہ یہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار ہے

میرا انکار میرا انکار نہیں ہے بلکہ یہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار ہے کیونکہ جو میری تکذیب کرتا ہے وہ میری تکذیب سے پہلے معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کو جھوٹا ٹھہرا لیتا ہے...... میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ الحمد سے لے کر والناس تک سارا قرآن چھوڑنا پڑے گا۔ پھر سوچو! کہ کیا میری تکذیب کوئی آسان امر ہے۔ میں از خود میں از خود نہیں کہتا خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حق یہی ہے کہ جو مجھے چھوڑے گا اور میری تکذیب کرے گا۔ وہ زبان سے نہ کرے مگر اپنے عمل سے اُس نے سارے قرآن کی تکذیب کر دی اور خدا کو چھوڑ دیا۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 14)

جن ناپاک طبع لوگوں نے تکفیر پر کمر باندھی ہے ان کے مقابل پر ایسے لوگ بھی بہت ہیں جن کو عالم رؤیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس عاجز کی نسبت دریافت کیا اور آپ نے فرمایا کہ وہ شخص درحقیقت منجانب اللہ ہے اور اپنے دعوی میں صادق ہے۔ چنانچہ ایسے لوگوں کی بہت سی شہادتیں ہمارے پاس موجود ہیں۔ جس شخص کو اس تحقیق کا شوق ہے وہ ہم سے اس کا ثبوت

لے سکتا ہے۔ (ضمیمہ انجام آتھم صفحہ 343)

مجھے قرآن کے حقائق اور معارف کے سمجھنے میں ہر ایک رُوح پر غلبہ دیا گیا ہے

مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ مجھے قرآن کے حقائق اور معارف کے سمجھنے میں ہر ایک رُوح پر غلبہ دیا گیا ہے۔ اور اگر کوئی مولوی مخالف میرے مقابل پر آتا جیسا کہ میں نے قرآنی تفسیر کے لئے بار باران کو بلایا تو خدا اس کو ذلیل اور شرمندہ کرتا۔ سو فہم قرآن جو مجھ کو عطا کیا گیا یہ اللہ جلّ شانہ کا ایک نشان ہے۔ میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ عنقریب دنیا دیکھے گی کہ میں اس بیان میں سچا ہوں۔ (سراج منیر صفحہ 41)

(۱) خدا نے مجھے قرآنی معارف بخشے ہیں۔

(۲) خدا نے مجھے قرآن کی زبان میں اعجاز عطا فرمایا ہے۔

(۳) خدا نے میری دعاؤں میں سب سے بڑھ کر قبولیت رکھی ہے۔

(۴) خدا نے مجھے آسمان سے نشان دیئے ہیں۔

(۵) خدا نے مجھے زمین سے نشان دیئے ہیں۔

(۶) خدا نے مجھے وعدہ دے رکھا ہے کہ تجھ سے ہر ایک مقابلہ کرنے والا مغلوب ہوگا۔

(۷) خدا نے مجھے بشارت دی ہے کہ تیرے پیرو ہمیشہ اپنے دلائل صدق میں غالب رہیں گے۔ اور دنیا میں اکثر وہ اور اُن کی نسل بڑی بڑی عزتیں پائیں گے تا اُن پر ثابت ہو کہ جو خدا کی طرف آتا ہے وہ کچھ نقصان نہیں اٹھاتا۔

(۸) خدا نے مجھے وعدہ دے رکھا ہے کہ قیامت تک اور جب تک کہ دنیا کا سلسلہ منقطع ہو جائے میں تیری برکات ظاہر کرتا رہوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔

(۹) خدا نے آج سے بیس برس پہلے مجھے بشارت دی ہے کہ تیرا انکار کیا جائے گا اور لوگ تجھے قبول نہیں کریں گے پر میں تجھے قبول کروں گا اور بڑے زور آور حملوں سے تیری سچائی ظاہر کر دوں گا۔

(۱۰) اور خدا نے مجھے وعدہ دیا ہے کہ تیری برکات کا دوبارہ نور ظاہر کرنے کے لئے تجھ سے ہی اور تیری ہی نسل میں سے ایک شخص کھڑا کیا جائے گا جس میں میں روح القدس کی برکات پھونکوں گا۔ وہ پاک باطن اور خدا سے نہایت پاک تعلق رکھنے والا ہوگا اور مظہر الحق والعلا ہوگا گویا خدا آسمان سے نازل ہوا۔ وَ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ۔ دیکھو وہ زمانہ چلا آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا اس سلسلہ کی دنیا میں بڑی قبولیت پھیلائے گا اور یہ سلسلہ مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیلے گا اور دنیا میں اسلام سے مراد یہی سلسلہ ہوگا۔ یہ باتیں انسان کی باتیں نہیں۔ یہ اس خدا کی وحی ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔ (تحفہ گولڑویہ صفحہ 90)

میں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تا ایمانوں کو قوی کروں اور خدا تعالیٰ کا وجود لوگوں پر ثابت کر کے دکھلاؤں

میں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تا ایمانوں کو قوی کروں اور خدا تعالیٰ کا وجود لوگوں پر ثابت کر کے دکھلاؤں کیونکہ ہر ایک قوم کی ایمانی حالتیں نہایت کمزور ہو گئی ہیں اور عالم آخرت صرف ایک افسانہ سمجھا جاتا ہے اور ہر ایک انسان اپنی عملی حالت سے بتا رہا ہے کہ وہ جیسا کہ یقین دنیا اور دنیا کی جاہ و مراتب پر رکھتا ہے اور جیسا کہ اُس کو بھروسہ دنیوی اسباب پر ہے یہ یقین اور یہ بھروسہ ہرگز اس کو خدا تعالیٰ اور عالم آخرت پر نہیں۔ زبانوں پر بہت کچھ ہے مگر دلوں میں دنیا کی محبت کا غلبہ ہے۔ حضرت مسیح نے اسی حالت میں یہود کو پایا تھا۔ اور جیسا کہ ضعف ایمان کا خاصہ ہے یہود کی اخلاقی حالت بھی بہت خراب ہو گئی تھی اور خدا کی محبت ٹھنڈی ہو گئی تھی۔ اب میرے زمانہ میں بھی یہی حالت ہے۔ سو میں بھیجا گیا ہوں کہ تا سچائی اور ایمان کا زمانہ پھر آوے اور دلوں میں تقویٰ پیدا ہو۔ سو یہی افعال میرے وجود کی علت غائی ہیں۔ مجھے بتلایا گیا ہے کہ پھر آسمان زمین سے نزدیک ہوگا بعد اس کے کہ بہت دُور ہو گیا تھا۔ سو مَیں ان ہی باتوں کا مجدد ہوں اور یہی کام ہیں جن کے لئے میں بھیجا گیا ہوں۔ (کتاب البریہ صفحہ 293 تا 294)

اب اتمام حجت کے لئے میں یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ اُسی کے موافق جو ابھی میں نے ذکر کیا ہے خدائے تعالیٰ نے اس زمانہ کو تاریک پا کر اور دنیا کو غفلت اور کفر اور شرک میں غرق دیکھ کر اور ایمان اور صدق اور تقویٰ اور راستبازی کو زائل ہوتے ہوئے مشاہدہ کر کے مجھے بھیجا ہے تا کہ وہ دوبارہ دنیا میں علمی اور عملی اور اخلاقی اور ایمانی سچائی کو قائم کرے اور تا اسلام کو ان لوگوں کے حملہ سے بچائے جو فلسفیت اور نیچریت اور اباحت اور شرک اور دہریت کے لباس میں اس الٰہی باغ کو کچھ نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ 251)

وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں

وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقعہ ہو گئی ہے اس کو دور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں اور وہ دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہو گئی ہیں ان کو ظاہر کر دوں اور وہ روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اس کا نمونہ دکھاؤں اور خدا کی طاقتیں جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دعا کے ذریعہ سے نمودار ہوتی ہیں حال کے ذریعہ سے نہ محض مقال سے اُن کی کیفیت بیان کروں اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک قسم کے شرک کی آمیزش سے خالی ہے جواب نابود ہو چکی ہے اس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودا لگا دوں اور یہ سب کچھ میری قوت سے نہیں ہوگا بلکہ اس خدا کی طاقت سے ہوگا جو آسمان اور زمین کا خدا ہے۔ (لیکچر لاہور صفحہ 47)

براہین احمدیہ میں یہ پیشگوئی ہے۔ يُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِئُوا نُورَ اللهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ یعنی مخالف لوگ ارادہ کریں گے کہ نورِ خدا کو اپنے مُنہ کی پھونکوں سے بجھا دیں مگر خدا اپنے نور کو پورا کرے گا اگرچہ منکر لوگ کراہت ہی کریں۔

یہ اس وقت کی پیشگوئی ہے جبکہ کوئی مخالف نہ تھا بلکہ کوئی میرے نام سے بھی واقف نہ تھا۔ پھر بعد اس کے حسب بیان پیشگوئی دنیا میں عزت کے ساتھ میری شہرت ہوئی اور ہزاروں نے مجھے قبول کیا۔ تب اس قدر مخالفت ہوئی کہ مکہ معظّمہ سے اہل مکہ کے پاس خلاف واقعہ باتیں بیان کر کے میرے لئے کفر کے فتوے منگوائے گئے اور میری تکفیر کا دنیا میں ایک شور ڈالا گیا۔ قتل کے فتوے دیئے گئے۔ حکام کو اکسایا گیا۔ عام لوگوں کو مجھ سے اور میری جماعت سے بیزار کیا گیا۔ غرض ہر ایک طرح سے میرے نابود کرنے کے لئے کوشش کی گئی۔ مگر خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کے مطابق یہ تمام مولوی اور ان کے ہم جنس اپنی کوششوں میں نامراد اور ناکام رہے۔ افسوس کس قدر مخالف اندھے ہیں۔ ان پیشگوئیوں کی عظمت کو نہیں دیکھتے کہ کس زمانہ کی ہیں اور کس شوکت اور قدرت کے ساتھ پوری ہوئیں۔ کیا بجز خدا تعالیٰ کے یہ کسی اور کا کام ہے؟ اگر ہے تو اس کی نظیر پیش کرو۔ نہیں سوچتے کہ اگر یہ انسان کا کاروبار ہوتا اور خدا کی مرضی کے مخالف ہوتا تو وہ اپنی کوششوں میں نامراد نہ رہتے۔ کس نے ان کو نامراد رکھا؟ اسی خدا نے جو میرے ساتھ ہے۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ 230)

اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کا نام سُلۡطَانُ الۡقَلَم رکھا اور میرے قلم کو ذوالفقار فرمایا

اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کا نام سُلۡطَانُ الۡقَلَم رکھا اور میرے قلم کو ذوالفقار فرمایا (تذکرہ صفحہ 421)

یدِ بیضا کہ با او تابندہ بازبا ذوالفقارمے بینم

یعنی اس کا وہ روشن ہاتھ جو اتمام کے حجت کی رو سے تلوار کی طرح چمکتا ہے۔ پھر میں اس کو ذوالفقار کے ساتھ دیکھتا ہوں۔ یعنی ایک زمانہ ذوالفقار کا تو وہ گذر گیا کہ جب ذوالفقار علی کرم اللہ وجھہ کے ہاتھ میں تھی۔ مگر خدا تعالیٰ پھر ذوالفقار اس امام کو دے دے گا۔ اس طرح پر کہ اس کا چمکنے والا ہاتھ وہ کام کرے گا جو پہلے زمانہ میں ذوالفقار کرتی تھی۔ سو وہ ہاتھ ایسا ہوگا کہ گویا وہ ذوالفقار علی کرم اللہ وجہہ ہے جو پھر ظاہر ہو گئی ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ امام سُلۡطَانُ الۡقَلَم ہوگا۔ اور اس کی قلم ذوالفقار کا کام دے گی۔ یہ پیشگوئی بعینہ اس عاجز کے اس الہام کا ترجمہ ہے جو اس وقت سے دس برس پہلے براہین احمدیہ میں چھپ چکا ہے اور وہ یہ ہے: كِتَابُ الْوَلِي ذُو الْفَقَارِ عَلِيٍّ یعنی کتاب اس ولی کی ذوالفقار علی کی ہے۔ یہ اس عاجز کی طرف اشارہ ہے۔ اسی بناء پر بارہا اس عاجز کا نام مکاشفات میں غازی رکھا گیا ہے۔ (نشان آسمانی صفحہ 15)

میں خاص طور پر خدائے تعالیٰ کی اعجاز نمائی کو انشا پردازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں۔ کیونکہ جب میں عربی میں یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے اور ہمیشہ میری تحریر گو عربی ہو یا اردو یا فارسی دو حصہ پر منقسم ہوتی ہے۔ ایک تو یہ کہ بڑی سہولت سے سلسلہ الفاظ اور معانی کا میرے سامنے آتا جاتا ہے اور میں اس کو لکھتا جاتا ہوں اور گو اس تحریر میں مجھے کوئی مشقت اٹھانی نہیں پڑتی۔ مگر دراصل وہ سلسلہ میری دماغی طاقت سے کچھ زیادہ نہیں ہوتا۔ یعنی الفاظ اور معانی ایسے ہوتے ہیں کہ اگر خدا تعالیٰ کی ایک خاص رنگ میں تائید نہ ہوتی تب بھی اس کے فضل کے ساتھ ممکن تھا کہ اس کی معمولی تائید کی برکت سے جو لازمہ فطرت خواص انسانی ہے کسی قدر مشقت اٹھا کر اور بہت سا وقت لے کر ان مضامین کو میں لکھ سکتا۔ وَاللهُ أَعْلَمُ۔ (نزول المسیح صفحہ 56)

عام طور پر مجھے مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ اِنِّي مُهِينٌ مَنْ أَرَادَ إِهَانَتَكَ یعنی میں اس کو ذلیل کروں گا جو تیری ذلت کا ارادہ کرے گا

خدا تعالیٰ نے ایک عام طور پر مجھے مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ اِنِّي مُهِينٌ مَنْ أَرَادَ إِهَانَتَكَ یعنی میں اس کو ذلیل کروں گا جو تیری ذلت کا ارادہ کرے گا۔ صدہا دشمن اس پیشگوئی کے مصداق ہو گئے ہیں۔ اس رسالہ میں مفصل لکھنے کی گنجائش نہیں۔ ان میں سے اکثر لوگ ایسے ہیں جنہوں نے میری نسبت یہ کہا کہ یہ مفتری ہے طاعون سے ہلاک ہوگا۔ خدا کی قدرت کہ وہ خود طاعون سے ہلاک ہو گئے اور اکثر لوگ ایسے ہیں کہ اپنا یہ الہام پیش کرتے تھے کہ ہمیں خدا نے بتلایا کہ یہ شخص جلد مر جائے گا۔ خدا کی شان کہ وہ اپنے ایسے الہاموں کے بعد خود جلد مر گئے اور بعض نے میرے پر بددعائیں کی تھیں کہ وہ جلد ہلاک ہو جائے۔ وہ خود جلد ہلاک ہو گئے۔ مولوی محی الدین لکھو کے والے کا الہام لوگوں کو یاد ہوگا۔ جنہوں نے مجھے کافر ٹھہرایا اور فرعون سے تشبیہ دی اور میرے پر عذاب نازل ہونے کی نسبت الہام شائع کئے آخر آپ ہی ہلاک ہو گئے۔ اور کئی سال ہو گئے کہ وہ اس دنیا سے گذر گئے۔ ایسا ہی

باقی صفحہ نمبر 32 پر ملاحظہ فرمائیں

تقریر جلسہ سالانہ قادیان 2025ء

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام ومرتبہ

(منیر احمد خادم۔قادیان)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ ○ ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ○ وَّاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ○

(سورۃ الجمعہ آیت نمبر 2 تا 4)

ترجمہ: اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا، بِن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ اللہ ہی کی تسبیح کرتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ وہ بادشاہ ہے۔ قدّوس ہے۔ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔ وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ اُن پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔ اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی اُن سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے وہ اُس کو جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔

قابل احترام صدر اجلاس اور معزز سامعین خاکسار نے ابھی جن آیات کریمہ کی تلاوت کی ہے دراصل یہی خاکسار کی تقریر کا موضوع ہے جیسا کہ آپ نے سن لیا ہے کہ خاکسار کو حکم ہوا ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقام ومرتبہ کے بارے میں کچھ عرض کروں۔

ان آیات کی تشریح میں حدیث نبوی کا حوالہ دیتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں حدیث صحیح میں ہے کہ اس آیت کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ سلمان فارسی کی پشت پر رکھا اور فرمایا: لو کان الایمان معلقا بالثریا لناله رجل من فارس (بخاری) فرمایا: اور یہ میری نسبت پیشگوئی تھی جیسا کہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں اس پیشگوئی کی تصدیق کی ہے وہی حدیث بطور وحی میرے پر نازل کی اور وحی کی رو سے مجھ سے پہلے اس کا کوئی مصداق معین نہ تھا اور خدا کی وحی نے مجھے معین کر دیا۔ الحمدللہ

(حقیقت الوحی صفحہ نمبر 391 حاشیہ)

نیز فرمایا:۔ رجل فارس اور مسیح موعود ایک ہی شخص کے نام ہیں جیسا کہ قرآن شریف میں اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور وہ ہے وَّاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک اور فرقہ ہے جو ابھی ظاہر نہیں ہوا یہ تو ظاہر ہے کہ اصحاب وہی کہلاتے ہیں جو نبی کے وقت میں ہوں اور ایمان کی حالت میں اس کی صحبت سے مشرف ہوا اور اس سے تعلیم و تربیت پاویں۔ پس اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنے والی قوم میں ایک نبی ہوگا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ہوگا اس لیے اس کے اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کہلائیں گے اور جس طرح صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے رنگ میں خدا تعالیٰ کی راہ میں دینی خدمتیں ادا کیں یقیناً وہ اپنے رنگ میں ادا کریں گے بہرحال یہ آیت آخری زمانے میں ایک نبی کے ظاہر ہونے کی نسبت ایک پیشگوئی ہے ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ ایسے لوگوں کا نام اصحاب رسول اللہ رکھا جائے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہونے والے تھے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا آیت مندرجہ بالا میں یہ تو نہیں فرمایا واٰخرین من الامّۃ بلکہ یہ فرمایا واٰخرین منھم اور ہر ایک جانتا ہے کہ منھم کی ضمیر اصحاب رضی اللہ عنہ کی طرف راجع ہے۔ لہٰذا وہی فرقہ منہم میں داخل ہوسکتا ہے جن میں ایسا رسول موجود ہو جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ہو۔

(تتمہ حقیقت الوحی)

سامعین کرام! جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے آیت قرآنی واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم کی تشریح میں صحیح بخاری کے حوالہ سے فرمایا ہے کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظل کامل اور ظلی نبی ہیں صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نہیں فرمائی بلکہ سابقہ بزرگان اُمت مسیح موعود کے مقام ومرتبہ کے حوالہ سے ایسی پیشگوئیاں بیان کر چکے ہیں۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں:

اعظم الانبیاء شانا من له نوع آخر من البعث ایضا و ذالك ان یکون مُراد اللہ تعالیٰ فیه ان یکون سببا لخروج الناس من الظلمات الی النور وان یکون قومه خیر اُمة اُخرجت للناس فیکون بعثه یتناول بعثا اُخر

(حجت اللہ البالغہ جلد اوّل باب حقیقۃ النبوۃ مطبوعہ مصر صفحہ نمبر 83)

یعنی سب سے بڑا نبی شان میں وہ ہے جس کی ایک اور طرح کی بعثت بھی ہوگی اور اس دوسری بعثت سے اللہ تعالیٰ کی مراد یہ ہے کہ وہ تمام لوگوں کو اندھیروں سے روشنی کی طرف لانے کا سبب ہوگا کہ اس کی امت تمام امتوں سے بہتر ہوگی جو کہ سب لوگوں کے لیے نکالی گئی ہے۔ لہٰذا اس نبی کی پہلی بعثت دوسری بعثت کو بھی مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہوگی۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی آنے والے امام مہدی ومسیح موعود کے مقام ومرتبہ کا ذکر کرتے ہوئے اپنی کتاب الخیر الکثیر میں فرماتے ہیں۔

حَقٌّ لَہٗ أَنْ یَنْعَکِسَ فِیْہِ أَنْوَارُ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَیَزْعَمُ الْعَامَّۃُ أَنَّہٗ إِذَا نَزَلَ إِلَى الْأَرْضِ کَانَ وَاحِدًا مِنَ الْأُمَّۃِ کَلَّا بَلْ ھُوَ شَرْحٌ لِلاسْمِ الْجَامِعِ الْمُحَمَّدِیِّ وَنُسْخَۃٌ مُنْتَسِخَۃٌ مِنْہُ فَشَتَّانَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ أَحَدٍ مِنَ الْأُمَّۃِ"

(الخیر الکثیر صفحہ ۷۲ مطبوعہ بجنور)

یعنی اُمت محمدیہ میں آنے والے امام مہدی مسیح موعود کا یہ حق ہے کہ اس میں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار کا انعکاس ہو۔ عام لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ جب تشریف لائیں گے تو محض ایک اُمتی ہوں گے یہ ہرگز نہیں وہ تو اسم جامع محمدی کی پوری تشریح ہوگا اور اس کی True copy ہوگا۔ پس اس میں اور ایک عام اُمتی کے درمیان ایک بڑا فرق ہوگا حضرت امام عبد الرزاق قاشانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

الْمَھْدِیُّ الَّذِی یَجِیئُ فِی آخِرِ الزَّمَانِ فَإِنَّہٗ یَکُونَ فِی الْأَحْکَامِ الشَّرْعِیَّۃِ تَابِعًا لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَفِی الْمَعَارِفِ وَالْعُلُومِ وَالْحَقِیقَۃِ تَکُونُ جَمِیعُ الْأَنْبِیَاءِ وَالْأَوْلِیَاءِ تَابِعِینَ لَہٗ کُلُّھُمْ .... لِأَنَّ بَاطِنَہٗ بَاطِنُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

(شرح فصوص الحکم مطبوعہ مصر)

یعنی آخری زمانے میں آنے والا مہدی احکام شرعیہ میں تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تابع ہوگا لیکن علوم و معارف اور حقیقت ہیں آپ کے سوا انبیاء اور اولیاء مہدی کے تابع ہوں گے کیونکہ مہدی کا باطن حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا باطن ہے۔

پس آنے والے امام مہدی اور مسیح موعود کا اصل مقام یہ ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز کامل ہے۔ چنانچہ یہ بروز کامل عین پیشگوئیوں کے مطابق جس میں سابقہ انبیاء کی پیشگوئیاں اور سردار دو جہاں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں بھی شامل ہیں۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود باوجود میں ظاہر ہوا جنہوں نے خدائے قدوس کی ذات بابرکات کی طرف منسوب کر کے اعلان فرمایا کہ:

’’اس نے مجھے بھیجا ہے اور میرے پر اپنے خاص الہام سے ظاہر کیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے چنانچہ اس کا الہام یہ ہے کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تو آیا ہے وکان وعد اللہ مفعولا۔ انت معی وانت علی الحق المبین وانت معین ومصیب للحق۔ یعنی اللہ کا وعدہ پورا ہو کر رہنے والا ہے تو میرے ساتھ ہے اور تو واضح حق پر ہے اور تو مددگار ہے اور تو درست راہ پر ہے۔‘‘

(ازالہ اوہام صفحہ نمبر 302)

نیز فرمایا:۔ بذریعہ وحی الٰہی میرے پر بتصریح کھولا گیا کہ وہ مسیح جو اُمت کے لیے ابتدا سے موعود تھا اور وہ آخری مہدی جو تنزل اسلام کے وقت اور گمراہی کے پھیلنے کے زمانے میں براہ راست خدا سے ہدایت پانے والا اور اس آسمانی مائدہ کو نئے سرے انسانوں کے آگے پیش کرنے والا تقدیر الٰہی میں مقرر کیا گیا تھا۔ جس کی بشارت آج سے تیرہ برس پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی وہ میں ہی ہوں اور مکالمات الہیہ ومخاطبات رحمانیہ اس صفائی اور تواتر سے اس بارے میں ہوئے کہ شک وشبہ کی جگہ نہ رہی ہر ایک وحی جو ہوتی ایک فولادی میخ کی طرح دل میں دھنستی تھی اور یہ تمام مکالمات الٰہیہ ایسی عظیم الشان پیشگوئیوں سے بھرے ہوئے ہوتے کہ روز روشن کی طرح وہ پورے ہوتے اور ان کی تواتر اور کثرت اور اعجازی طاقتوں کے کرشمے نے مجھے اس بات کے اقرار کے لیے مجبور کیا کہ یہ اس وحدہ لاشریک خدا کا کلام ہے جس کا کلام قرآن شریف ہے۔

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ نمبر 1، 2 اور صفحہ نمبر 22)

سامعین کرام! حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ چونکہ آپ حسب آیت واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز کامل ہیں اس لیے آپ کے دور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات بارش کی طرح برسیں گے۔ چنانچہ یہ ایک حقیقت ہے کہ آپکے دور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بابرکت معجزات بارش کی طرح برسے اور یہی آپ کی صداقت کی عظیم الشان دلیل ہے۔

فرمایا: اِس آیت کے معنے یہ ہیں کہ کمال ضلالت کے بعد ہدایت اور حکمت پانے والے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اور برکات کو مشاہدہ کرنے والے صرف دو ہی گروہ ہیں اوّل صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے پہلے سخت تاریکی میں مبتلا تھے اور پھر بعد اس کے خدا تعالیٰ کے فضل سے انہوں نے زمانہ نبوی پایا اور معجزات اپنی آنکھوں سے دیکھے اور پیشگوئیوں کا مشاہدہ کیا اور یقین نے اُن میں ایک تبدیلی پیدا کی کہ گویا صرف ایک روح رہ گئے۔ دوسرا

گروہ جو بموجب آیت موصوفہ بالا صحابہ کی مانند ہیں مسیح موعود کا گروہ ہے کیونکہ یہ گروہ بھی صحابہؓ کی مانند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کو دیکھنے والا ہے اور تاریکی اور ضلالت کے بعد ہدایت پانے والا۔ اور آیت اٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ میں جو اس گروہ کو مِنۡہُمۡ کی دولت سے یعنی صحابہ سے مشابہہ ہونے کی نعمت سے حصہ دیا گیا ہے یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے یعنی جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم کے معجزات دیکھے اور پیشگوئیاں مشاہدہ کیں ایسا ہی وہ بھی مشاہدہ کریں گے اور درمیانی زمانہ کو اس نعمت سے کامل طور پر حصہ نہیں ہوگا چنانچہ آجکل ایسا ہی ہوا کہ تیرہ سو برس بعد پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا دروازہ کھل گیا اور لوگوں نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا کہ خسوف کسوف رمضان میں موافق حدیث دارقطنی اور فتاوی ابن حجر کے ظہور میں آ گیا یعنی چاند گرہن اور سورج گرہن رمضان میں ہوا اور جیسا کہ مضمون حدیث تھا اسی طرح پر چاند گرہن اپنے گرہن کی راتوں میں سے پہلی رات میں اور سورج گرہن اپنے گرہن کے دنوں میں سے بیچ کے دن میں وقوع میں آیا۔ ایسے وقت میں کہ جب مہدی ہونے کا مدعی موجود تھا اور یہ صورت جب سے کہ زمین اور آسمان پیدا ہوا کبھی وقوع میں نہیں آئی کیونکہ اب تک کوئی شخص نظیر اس کی صفحہ تاریخ میں ثابت نہیں کر سکا سو یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ تھا جو لوگوں نے آنکھوں سے دیکھ لیا۔ پھر ذوالسنین ستارہ بھی جس کا نکلنا مہدی اور مسیح موعود کے وقت میں بیان کیا گیا تھا ہزاروں انسانوں نے نکلتا ہوا دیکھ لیا۔ ایسا ہی جاوا کی آگ بھی لاکھوں انسانوں نے مشاہدہ کی۔ ایسا ہی طاعون کا پھیلنا اور حج سے روکے جانا بھی سب نے بچشم خود ملاحظہ کر لیا۔ ملک میں ریل کا تیار ہونا۔ اُونٹوں کا بیکار ہونا یہ تمام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات تھے جو اس زمانہ میں اس طرح دیکھے گئے جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے معجزات کو دیکھا تھا۔ اسی وجہ سے اللہ جل شانہ نے اس آخری گروہ کو منھم کے لفظ سے پکارا تا یہ اشارہ کرے کہ معائنہ معجزات میں وہ بھی صحابہ کے رنگ میں ہی ہیں۔ سوچ کر دیکھو کہ تیرہ سو برس میں ایسا زمانہ منہاج نبوت کا اور کس نے پایا۔ اس زمانہ میں جس میں ہماری جماعت پیدا کی گئی ہے کئی وجوہ سے اس جماعت کو صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشابہت ہے۔ وہ معجزات اور نشانوں کو دیکھتے ہیں جیسا کہ صحابہ نے دیکھا۔ وہ خدا تعالیٰ کے نشانوں اور تازہ بتازہ تائیدات سے نور اور یقین پاتے ہیں جیسا کہ صحابہ نے پایا۔ وہ خدا کی راہ میں لوگوں کے ٹھٹھے اور ہنسی اور لعن طعن اور طرح طرح کی دل آزادی اور بد زبانی اور قطع رحم وغیرہ کا صدمہ اُٹھا رہے ہیں جیسا کہ صحابہ نے اُٹھایا۔ وہ خدا کے کھلے کھلے نشانوں اور آسمانی مددوں اور حکمت کی تعلیم سے پاک زندگی حاصل کرتے جاتے ہیں جیسا کہ صحابہ نے حاصل کیا۔ بہتیرے ان میں سے ہیں کہ نماز میں روتے اور سجدہ گاہوں کو آنسوؤں سے تر کرتے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم روتے تھے بہتیرے ان میں ایسے ہیں جن کو سچی خوابیں آتی ہیں اور الہام الٰہی سے مشرف ہوتے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہوتے تھے بہتیرے ان میں ایسے ہیں کہ اپنے محنت سے کمائے ہوئے مالوں کو محض خدا تعالیٰ کی مرضات کے لئے ہمارے سلسلہ میں خرچ کرتے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم خرچ کرتے تھے۔ ان میں ایسے لوگ کئی پاؤ گے کہ جو موت کو یاد رکھتے اور دلوں کے نرم اور سچی تقوی پر قدم مار رہے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی سیرت تھی۔ وہ خدا کا گروہ ہے جن کو خدا آپ سنبھال رہا ہے اور دن بدن اُن کے دلوں کو پاک کر رہا ہے اور ان کے سینوں کو ایمانی حکمتوں سے بھر رہا ہے اور آسمانی نشانوں سے اُن کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے جیسا کہ صحابہ کو کھینچتا تھا غرض اس جماعت میں وہ ساری علامتیں پائی جاتی ہیں جو اخرین مِنۡہُمۡ کے لفظ سے مفہوم ہو رہی ہیں اور ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ کا فرمودہ ایک دن پورا ہوتا۔

(ایام الصلح بحوالہ تفسیر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام تفسیر سورۃ الجمعہ صفحہ نمبر 128-129)

سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز کامل ہونے کا مطلب واضح کرتے ہوئے سمجھاتے ہیں کہ آیت اٰخرین مِنۡہُم لمّا یلحقو بھم کا مطلب یہ ہے کہ

”ہمارے خالص اور کامل بندے بجز صحابہ رضی اللہ عنہ کے اور بھی ہیں جن کا گروہ کثیر آخری زمانے میں پیدا ہوگا اور جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی تربیت فرمائی ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس گروہ کی بھی باطنی طور پر تربیت فرمائیں گے یعنی وہ لوگ ایسے زمانہ میں آئیں گے کہ جس زمانہ میں ظاہری افادہ اور استفادہ کا سلسلہ منقطع ہو جائے گا اور مذہب اسلام بہت سی غلطیوں اور بدعتوں سے پُر ہو جائے گا اور فقراء کے دلوں سے بھی باطنی روشنی جاتی رہے گی تب خدا تعالی کسی نفس سعید کو بغیر وسیلہ ظاہری سلسلوں اور طریقوں کے صرف نبی کریم کی روحانیت کی تربیت سے کمال روحانیت تک پہنچا دے گا اور اس کو ایک گروہ کثیر بنائے گا اور وہ گروہ صحابہ کے گروہ سے نہایت شدید مشابہت پیدا کرے گا کیونکہ وہ تمام وکمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی زراعت ہوگی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان ان میں جاری وساری ہوگا۔“

(آئینہ کمالات اسلام بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ سورۃ الجمعہ)

محترم سامعین! امام مہدی و مسیح موعود کا عظیم مرتبہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت مشکل اور مخالفت کے حالات میں بھی امام مہدی علیہ السلام کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ ان کو آپ کا سلام پہنچایا جائے اور اُن کی بیعت کی جائے چنانچہ آپ کا فرمان ہے:

اَلَا اِنّ عِیسَی بۡنَ مَرۡیَمَ لَیۡسَ بَیۡنِیۡ وَبَیۡنَہٗ نَبِیٌّ وَلَا رَسُولٌ اَنّہٗ خَلِیۡفَتِیۡ فِیۡ اُمَّتِیۡ مِنۡ بَعۡدِیۡ، اَلَا اِنَّہٗ یَقۡتُلُ الدَّجَّالَ وَیَکۡسِرُ الصلیب وَیَضَعُ الۡجِزۡیَۃَ، وَتَضَعُ الۡحَرۡبُ اَوۡزَارَھَا اَلَا مَنۡ اَدۡرَکَہٗ فَلۡیَقۡرَاۡ علیہ السلام

(طبرانی الاوسط والصغیر بحوالہ حدیقۃ الصالحین حدیث نمبر 954)

غور سے سنو! کہ مسیح موعود اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں ہوگا اور نہ رسول غور سے سنو کہ وہ میرے بعد میری امت میں میرا خلیفہ ہوگا پھر غور سے سنو وہ دجال کو روحانی اعتبار سے قتل کرے گا صلیب یعنی صلیبی عقیدے کو پاش پاش کرے گا جزیہ کو ختم کر دے گا یعنی مذہبی جنگوں کا خاتمہ ہوگا اور غور سے سنو جو بھی ان کو پائے ان کو میرا اسلام پہنچائے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو حکم فرمایا کہ جیسے بھی مشکل حالات پیش آئیں امام مہدی کے پاس حاضر ہوں اور اس کی بیعت کریں فرمایا۔

فاذا رایتموہ فبایعوہ ولو حبوًا علی الثلج فانہ خلیفۃ اللہ المھدی (ابوداود جلد 2 باب خروج المھدی)

کہ اے لوگو جب تمہیں اس کا علم ہو جائے تو تم اس کی بیعت کرو خواہ تمہیں برف پر سے گھٹنوں کے بل جانا پڑے یعنی کیسے ہی مشکل اور مخالفانہ حالات میں اس کی بیعت کرنی پڑے ضرور اس کی بیعت کر لینا کیونکہ وہ مہدی اللہ کا خلیفہ ہوگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ فرمودات سے امام مہدی کے مقام و مرتبہ کا علم ہوتا ہے کہ وہ جھوٹ کی طاقتوں کا قلع قمع کرے گا صلیبی عقائد کا بُطلان کرے گا دنیا سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے امن وامان کو قائم کرے گا اس کی بیعت کرنا ضروری ہوگا اس کو انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پہنچانا ضروری ہوگا اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اس کو اور اس کے اور میرے درمیان نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ رسول ہوگا اس لیے کہ وہ اللہ کا خلیفہ ہے۔

محترم سامعین! حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے پہلی بیعت 23 مارچ 1889 میں لی تھی یہ بیعت بڑھتے بڑھتے اور پھلتے پھولتے سوا سو سالوں میں دنیا کے دوصد سے زائد ملکوں میں پھیل گئی ہے پہلے خلفاء احمدیت اور مبلغین سلسلہ کے ذریعے دنیا کے ملکوں اور براعظموں اور شہروں اور بستیوں میں یہ بیعت شروع ہوئی تو اب یہ بیعت ایک ہی وقت میں سیٹیلائٹ کے ذریعہ خلیفہ وقت کے مبارک ہاتھ پر کی جاتی ہے۔ اس حوالے سے بزرگان سلف کی پیش گوئیاں بھی تھیں۔ چنانچہ حضرت شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی اپنی کتاب قیامت نامہ کے صفحہ 4 پر لکھتے ہیں:

و علامت ایں قصہ آنست کی پیش ازیں ماہ رمضان کہ گزشتہ باشد در دی دو کسوف شمس وقمر شدہ باشد و در وقت بیعت آوازی از آسمان شود بایں عبارت ھذا خلیفۃ المھدی فاسمعوا لہ واطیعوا ایں آواز خاص و عام آنمکاں بہمہ بشنود (قیامت نامہ صفحہ 4 مطبوعہ در مطبع مجتبائی واقع دہلی) یعنی اس واقعہ کی نشانی یہ ہے کہ امام مہدی کے زمانہ میں ماہ رمضان میں جب سورج چاند گرہن واقع ہو چکا ہوگا۔ بیعت کے وقت ان الفاظ میں آسمان سے آواز آئے گی۔

ھذا خلیفۃ المھدی فاسمعوا لہ واطیعوا۔ کہ یہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے اسکی سنو اور اسکی اطاعت کرو۔

الحمدللہ کہ یہ عالمی بیعت ہر سال جلسہ سالانہ یوکے کے موقع پر ہوتی ہے۔ جس کی ابتداء 1993ء سے ہوئی تھی اور اس پر 30 سال سے زائد کا عرصہ ہو گیا ہے۔ اور ہر سال ہزاروں لوگ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہوتے جا رہے ہیں اور ہر سال یہ ندا دی جاتی ہے کہ یہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے اسکی سنو اور اسکی اطاعت کرو۔ یہ ہے مہدی و مسیح موعود کا عظیم الشان مقام و مرتبہ جو آج کے اس دور میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو حاصل ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

مجھے حکم دیا گیا ہے کہ جو لوگ حق کے طالب ہیں وہ سچا ایمان اور سچی ایمانی پاکیزگی اور محبت مولیٰ کا راہ سیکھنے کیلئے اور گندی تربیت اور کاہلانہ اور غدارانہ زندگی چھوڑنے کیلئے مجھ سے بیعت کریں۔

(اشتہار یکم دسمبر 1888ء مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 188)

محترم سامعین کرام! آنے والے امام مہدی و مسیح موعود کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے قرآن مجید میں یہ بھی پیشگوئی تھی کہ ان کے زمانہ میں اسلام کو عالمگیر روحانی غلبہ نصیب ہوگا۔ چنانچہ فرمان الٰہی ہے:

ھُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَہٗ بِالۡھُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡھِرَہٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّہٖ وَلَوۡ کَرِہَ الۡمُشۡرِکُوۡنَ

(الصّف 10)

یعنی وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ اُسے دین کے ہر شعبہ پر کلیۃً غالب کر دے خواہ مشرک براہی منائیں۔ اس آیت کی تشریح میں بزرگان سلف فرماتے ہین کہ تمام ادیان پر اسلام کا غلبہ مہدی معہود و مسیح موعود کے زمانہ میں ہوگا۔

تفسیر ابن جریر میں لکھا ہے ہذا عند خروج المہدی کہ یہ غلبہ اسلام جو مذکورہ آیت مبارکہ میں بیان ہوا ہے امام مہدی کے زمانہ میں ہوگا۔

تفسیر جامع البیان میں لکھا ہے:۔ وذالک عند نزول عیسی بن مریم کہ یہ غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ہوگا۔

شیعہ حضرات کی معروف کتاب بحار الانوار میں لکھا ہے:

نزلت فی القائم من اٰل محمد

(بحار الانوار جلد 13 صفحہ 13)

کہ یہ آیت القائم یعنی امام مہدی کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:

تخمیناً عرصہ 20 برس کا گذرا ہے کہ مجھ کو اس قرآنی آیت کا الہام ہوا تھا اور وہ یہ ہے ھُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَہٗ بِالۡھُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡھِرَہٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّہٖ (وہ خدا جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا وہ اپنے دین کو تمام دینوں

پر غالب کرے گا اور مجھ کو اس الہام کے یہ معنے سمجھائے گئے تھے کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تا میرے ہاتھ سے خدا تعالیٰ اسلام کو تمام دینوں پر غالب کرے۔ اور اس جگہ یاد رہے کہ یہ قرآن شریف میں ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے جس کی نسبت علماء محققین کا اتفاق ہے کہ یہ مسیح موعود کے ہاتھ پر پوری ہو گی سو جس قدر اولیاء اور ابدال مجھ سے پہلے گزر گئے ہیں کسی نے ان میں سے اپنے تئیں اس پیشگوئی کا مصداق نہیں ٹھہرایا اور نہ یہ دعوی کیا کہ اس آیت مذکورہ بالا کا مجھ کو اپنے حق میں الہام ہوا ہے لیکن جب میرا وقت آیا تو مجھ کو یہ الہام ہوا اور مجھ کو بتلایا گیا کہ اس آیت کا مصداق تُو ہے اور تیرے ہی زمانہ میں دین اسلام کی فوقیت دوسرے دینوں پر ثابت ہو گی۔ (تریاق القلوب صفحہ 47)

سامعین کرام! سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کا عظیم الشان مقام و مرتبہ یہ ہے کہ آپ خلیفۃ اللہ ہیں اور خلیفۃ اللہ ہونے کے لحاظ سے آپ نبی اللہ ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ:

ليس بيني و بينه نبي کہ میرے اور امام مہدی کے درمیان اور کوئی نبی نہیں ہوگا۔ ابو بکر خیر الناس بعدی الا ان یکون نبی

(کنز العمال 62 صفحہ 137-138)

کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ لوگوں میں سب سے بہتر ہیں سوائے اس کے کہ کوئی نبی پیدا ہو۔

آپ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تا قیامت جاری رہنے والی خلافت کی بشارت دی تھی۔ حضرت حُذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر وہ اُسے اُٹھا لے گا اور پھر خلافت علی منہاج النبوت قائم ہو گی پھر اللہ اس کو بھی اُٹھا لے گا۔۔۔۔ پھر دور بادشاہت آئے گا جب تک اللہ چاہے گا وہ قائم رہے گا اور پھر اللہ اس کو بھی اُٹھا لے گا پھر نبوت کے طریق پر خلافت قائم ہو گی یہ فرما کر آپ خاموش ہو گئے۔‘‘

نیز فرمایا: اگر تو اللہ کے خلیفہ کو زمین میں دیکھے تو اس کے ساتھ مضبوطی کے ساتھ چمٹ جا خواہ تیرا جسم نوچ لیا جائے اور تیرا مال چھین لیا جائے۔

(مسند احمد بن حنبل حدیث حدیفہ بن الیمان حدیث نمبر 22916)

سامعین کرام: آج یہی خلیفۃ اللہ ظاہر ہو چکا ہے جس کے مقام و مرتبہ کا ذکر اس مختصر سی تقریر میں کیا گیا ہے۔ آج اسی خلیفۃ اللہ کے جانشین کے ذریعہ اسلام کی روشنی دنیا کے 220 ملکوں میں پھیل چکی ہے اور بفضلہٖ تعالیٰ دن بدن پھیلتی چلی جارہی ہے۔

حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جماعت کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:

’’اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ ہماری سارے ترقیات کا دارمدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے۔‘‘

(بحوالہ بدر 18/25 دسمبر 2008 خلافت جوبلی نمبر)

نیز فرمایا: آج دنیا سخت بدامنی کا شکار ہے مسلمان مسلمان سے دور ہے مختلف فرقوں میں تقسیم ہو کر ایک دوسرے کے خلاف نفرتوں کا شکار ہے ایک ہی کلمہ پڑھنے والے ایک ہی نبی کی طرف منسوب ہو کر ایک دوسرے کے خلاف محاذ آراء ہیں قران کریم اور احادیث کے خزانے موجود ہونے کے باوجود آج مسلمان اس قیادت کی پہچان سے محروم ہیں جو خدا نے انہیں ایک ہاتھ میں جمع کرنے کے لیے مامور فرمائی ہے آپ خوش نصیب ہیں کہ آپ کو حضرت امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہونے کے ساتھ نظام خلافت سے وابستگی کی توفیق عطا ہوئی ہے جو خدا کے فضل سے دائمی ہے جس قدر آپ کا خلیفہ وقت سے ذاتی تعلق ہوگا اس قدر آپ دینی و دنیوی حسنات سے حصہ پائیں گے آپ کے آپس کے تعلقات میں بھی بہتری آئے گی معاشرے میں بھی امن کی فضا قائم ہو گی اس لیے عافیت کے اس حصار سے فیض پانے کے لیے آپ سب کو خلافت سے اپنے تعلق کو مضبوط سے مضبوط تر کرنا ہوگا غلبہ اسلام اور امن عالم کے لیے دعائیں کرنی ہوں گی اپنے معیاروں کو بلند کرنا ہوگا اور اپنے عہدے داران کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے خلافت کے دست و بازو اور خلیفہ وقت کے لیے سلطان نصیر بننا ہوگا۔

(بحوالہ بدر 18/25 دسمبر 2008ء خلافت جوبلی نمبر)

⁂

اسلام اور بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بے پناہ عشق

(منظوم کلام سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے
کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے
یہ ثمر باغ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے
ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا
نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے
اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا
کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے
تھک گئے ہم تو انہیں باتوں کو کہتے کہتے
ہر طرف دعوتوں کا تیر چلایا ہم نے
آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بُلایا ہم نے
یوُنہی غفلت کے لحافوں میں پڑے سوتے ہیں
وہ نہیں جاگتے سو بار جگایا ہم نے
جل رہے ہیں یہ سبھی بغضوں میں اور کینوں میں
باز آتے نہیں ہر چند ہٹایا ہم نے
آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلّی کا بتایا ہم نے
آج ان نوروں کا اِک زور ہے اِس عاجز میں
دل کو ان نوروں کا ہر رنگ دلایا ہم نے
جب سے یہ نور ملا نور پیمبر سے ہمیں
ذات سے حق کی وجود اپنا ملایا ہم نے
مصطفیٰ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے
ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام
دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے
اُس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں
لاجرم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ہم نے
مورد قہر ہوئے آنکھ میں اغیار کے ہم
جب سے عشق اس کا تہِ دل میں بٹھایا ہم نے
زعم میں ان کے مسیحائی کا دعویٰ میرا
افترا ہے جسے از خود ہی بنایا ہم نے
کافر و ملحد و دجّال ہمیں کہتے ہیں
نام کیا کیا غمِ ملّت میں رکھایا ہم نے
گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے
تیرے منہ کی ہی قسم میرے پیارے احمدؐ
تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے
تیری اُلفت سے ہے معمور مرا ہر ذرّہ
اپنے سینہ میں یہ اک شہر بسایا ہم نے
صفِ دشمن کو کیا ہم نے بہ حجت پامال
سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے
نور دکھلا کے ترا سب کو کیا ملزم و خوار
سب کا دل آتش سوزاں میں جلایا ہم نے

⁂

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج   جس کی فطرت نیک ہو وہ آئیگا انجام کار (حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

V-CARE
Food Plaza
Fast Food Restaurant

!! COME HUNGRY !! LEAVE HAPPY !!

Contact : 7250780760
Ramsar Chowk, Ram Das Gupta Path,
Bhagalpur - 812002 (Bihar)

طالب دعا : خالد ایوب (جماعت احمدیہ بھاگلپور، صوبہ بہار)

کام جو کرتے ہیں تیری رہ میں پاتے ہیں جزا ☆ مجھ سے کیا دیکھا کہ یہ لطف و کرم ہے بار بار (المسیح الموعودؑ)

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE

WATCH SALES & SERVICE
LCD LED SMART TV
VCD & CD PLAYER
EXPORT AND IMPORT GOODS
AND ALL KIND OF ELECTRONICS
AVAILABLE HERE

Prop. NASIR SHAH
Contact.03592-226107,281920, +91-7908149128
NEAR LAAL BAZAR, AHMADIYYA MUSLIM MISSION GANGTOK SIKKIM

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عاشق صادق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

(طاہر احمد بیگ نائب ناظم دارالقضاء قادیان)

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمد دلبر میرا یہی ہے
بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

تمہید:

نبی رحمت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھنا ہر مسلمان کے ایمان کا ایک لازمی جز ہے، بغیر محبت رسول ایمان کامل نہیں ہوسکتا کیونکہ خدا واحد لاشریک نے قرآن مجید میں اس امر کا واضح ذکر فرمایا ہے کہ:

قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ وَیَغۡفِرۡ لَکُمۡ ذُنُوۡبَکُمۡ ؕ وَاللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۳۱﴾

ترجمہ:۔تو کہہ دے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

(سورۃ ال عمران:32)

مذکورہ بالا ہدایت ربانی کے تحت ہر مسلمان کا یہ فریضہ ہے کہ اس کے دل میں محبت رسول اس قدر ہو کہ وہ محبت قربِ الٰہی کا ذریعہ بن جائے۔ اور اسی طرح صرف محبتِ رسول کے دعوے کافی نہیں بلکہ محبت کے کچھ تقاضے بھی ہیں جن میں اطاعت کو پہلے نمبر پر رکھا گیا ہے اور اسی طرح عقیدت محبت کی ایک شرط یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ انسان اس کے رنگ میں رنگین ہو جس سے محبت رکھتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں صِبۡغَۃَ اللّٰہِ اختیار کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ:

صِبۡغَۃَ اللّٰہِ ۚ وَمَنۡ اَحۡسَنُ مِنَ اللّٰہِ صِبۡغَۃً ۫ وَّنَحۡنُ لَہٗ عٰبِدُوۡنَ○

ترجمہ: اللہ کا رنگ پکڑو۔ اور رنگ میں اللہ سے بہتر اور کون ہو سکتا ہے اور ہم اسی کی عبادت کرنے والے ہیں۔ (سورۃ البقرۃ:139)

شرف محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے صِبۡغَۃَ اللّٰہِ اختیار کرتے ہوئے محبِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونے کا پورا حق ادا فرمایا جس کے نتیجہ میں آپ علیہ السلام کو محبِ رسول ہونے کا شرف حاصل ہوا جیسا کہ حضور اپنے منظوم کلام میں بھی فرماتے ہیں کہ

جب سے یہ نور ملا نورِ پیمبرؐ سے ہمیں
ذات سے حق کی وجود اپنا ملایا ہم نے
مصطفیؐ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت
اُس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے
ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مُدام
دل کو وہ جامِ لبالب ہے پلایا ہم نے
اُس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں
لاَ جرم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ہم نے

زندگی کا اسوۃ حسنہ

مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے Idol of life محمد رسول للہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرار دیا ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کامل طور پر اللہ کا رنگ اختیار فرمایا تھا اور اسی بناء پر اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو حکم فرمایا ہے:

لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنۡ کَانَ یَرۡجُوا اللّٰہَ وَالۡیَوۡمَ الۡاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیۡرًا○

(احزاب:22)

ترجمہ: یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول میں نیک نمونہ ہے ہر اس شخص کے لئے جو اللہ اور یوم آخرت کی امید رکھتا ہے اور کثرت سے اللہ کو یاد کرتا ہے۔

الغرض قرآن کریم کی تعلیمات کے مطابق ہر مسلمان کے لئے بانی اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طرزِ عمل/طریقِ عبادت اور بانی اسلام کے ساتھ محبت رکھنا اور محبت کا اظہار صرف زبان سے نہیں بلکہ دل اور عمل سے اس کا اظہار بھی ضروری قرار دیا ہے یعنی محبِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان اس کا کردار اس کے اخلاق اس کے عادات اس کے معاشرتی اعمال اس کے دوستی کے اصول اس کے عبادت کا معیار اس کا ہر فردِ بشر سے خواہ وہ اپنا ہو یا غیر ہو اس بات کی گواہی دے کہ وہ اپنے آقا کے رنگ میں رنگین ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے منظوم کلام میں کیا خوب فرمایا ہے

سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تو خدایا
وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقاء یہی ہے
باغِ احمد سے ہم نے پھل کھایا
میرا بستان کلام احمد ہے

جب حقیقی محبت نصیب ہوتو پھر اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق اس اطاعت کے نتیجہ میں افضال برکات اور انوار کا وارث قرار دیا جاتا ہے جس کی تفصیل قرآن کریم نے یوں بیان فرمائی ہے کہ

وَمَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوۡلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیۡقِیۡنَ وَالشُّہَدَآءِ وَالصّٰلِحِیۡنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیۡقًا○

(النّساء:70)

ترجمہ :اور جو بھی اللہ کی اور اس رسول کی اطاعت کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے (یعنی) نبیوں میں سے، صدیقوں میں سے اور صالحین میں سے۔ اور یہ بہت ہی اچھے ساتھی ہیں۔

حقیقی محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیت سے چار درجات عطا ہونے کا وعدہ ہے یعنی جس کے اندر بانی اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حقیقی عشق ہو اور اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں فنا ہو اس کو اللہ تعالیٰ ان درجات میں سے جو چاہے درجہ عطاء کر سکتا ہے یعنی نبی/صدیق/شہید/صالح ان درجات کا وعدہ خدا تعالیٰ نے دیا ہے۔

محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ثمراتِ حسنہ:

بعثت ثانیہ میں مذکورہ بالا نویدات الٰہیہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی کے عین مطابق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے ظلّی نبوت کا اعلان فرمایا ہے۔ اس اعلان کے بعد نام نہاد علماء نے عوام الناس کو یہ کہہ کر انہیں انگیخت کیا کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نعوذ باللہ اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑا سمجھتے ہیں۔

اسی ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب مسیح موعود اور مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا اُس وقت سے لے کر آج تک مخالفینِ احمدیت یا نام نہاد علماء آپ پر بہت سے اعتراضات کرتے چلے آرہے ہیں اور الزامات لگاتے چلے آرہے ہیں۔ بہر حال یہ تو ان کی عادت ہے کرتے رہیں گے اور اس وجہ سے عامۃ المسلمین کو گمراہ کررہے ہیں یا گمراہ کرنے کی کوشش کرتے چلے جارہے ہیں۔ اور سب سے بڑا الزام جو یہ لوگ مسلمانوں کے جذبات بھڑکانے اور انہیں انگیخت کرنے کے لئے لگاتے ہیں یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے آپ کو نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑا سمجھتے ہیں۔ بلکہ ان علماء کی اپنے مقاصد کے حاصل کرنے کے لئے جھوٹ اور ظلم کی یہ انتہا ہے کہ یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بعض ایسے الفاظ کہے ہیں جن سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک ہوتی ہے۔ اور یہی الزام یہ لوگ آج جہاں جہاں ان کو موقع ملتا ہے جہاں ان کی طاقت ہے افرادِ جماعتِ احمدیہ پر بھی لگاتے ہیں کہ احمدی نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑا سمجھتے ہیں۔ جن سعید فطرت لوگوں نے جب بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھیں، جماعت کا لٹریچر پڑھا یا آپ کے ارشادات سنے انہیں فوری طور پر یہ بات سمجھ آگئی کہ ان نام نہاد اور فتنہ گر علماء نے صرف فتنہ پیدا کرنے کے لئے یہ الزامات لگائے ہیں، (خطبہ جمعہ 18 دسمبر 2025) حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ حضور علیہ السلام اپنے آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رنگ میں رنگین پائے جاتے ہیں۔

رنگ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رنگین پہلو

چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تعلق میں ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب تحریر فرماتے ہیں: حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے آقا کے اخلاق میں رنگین تھے۔ آپ نہایت رؤف رحیم تھے۔ سخی تھے۔ مہمان نواز تھے۔ اشجع الناس تھے۔ ابتلاؤں کے وقت جب لوگوں کے دل بیٹھے جاتے تھے آپ شیر نر کی طرح آگے بڑھتے تھے۔ عفو، چشم پوشی، فیاضی، دیانت، خاکساری، صبر، شکر، استغنا، حیا، غضِ بصر، عفت، محنت، قناعت، وفاداری، بے تکلفی، سادگی، شفقت، ادب الٰہی، ادب رسول و بزرگانِ دین، حلم، میانہ روی، ادائیگی حقوق، ایفائے وعدہ، چُستی، ہمدردی، اشاعتِ دین، تربیت، حسنِ معاشرت، مال کی نگہداشت، وقار، طہارت، زندہ دلی اور مزاح، رازداری، غیرت، احسان، حفظ مراتب، حسن ظنی، ہمت اور اولوالعزمی، خودداری، خوش روئی اور کشادہ پیشانی، کظم غیظ، کفِ ید و کفِ لسان، ایثار، معمور الاوقات ہونا، انتظام، اشاعتِ علم و معرفت، خدا اور اس کے رسول کا عشق، کامل اتباعِ رسول، یہ مختصراً آپ کے اخلاق و عادات تھے۔

آپ میں ایک مقناطیسی جذب تھا۔ ایک عجیب کشش تھی، رعب تھا، برکت تھی، مونست تھی، بات میں اثر تھا، دعا میں قبولیت تھی، خدام پروانہ وار حلقہ باندھ کر آپ کے پاس بیٹھتے تھے۔ اور دلوں سے زنگ خود بخود دھلتا جاتا تھا۔

بے صبری۔ کینہ۔ حسد۔ ظلم۔ عداوت۔ گندگی۔ حرص دنیا۔ بدخواہی۔ پردہ دری۔ غیبت۔ کذب۔ بے حیائی۔ ناشکری۔ تکبر۔ کم ہمتی۔ بخل۔ تُرش روئی و کج خلقی۔ بزدلی۔ چالاکی۔ فحشاء۔ بغاوت۔ عجز۔ کسل۔ ناامیدی۔ ریا۔ تفاخرِ ناجائز۔ دل دکھانا۔ استہزاء۔ تمسخر۔ بدظنی۔ بے غیرتی۔ تہمت لگانا۔ دھوکا۔ اسراف و تبذیر۔ بے احتیاطی۔ چغلی۔ لگائی بجھائی۔ بے استقلالی۔ لجاجت۔ بے وفائی۔ لغو حرکات یا فضولیات میں انہماک، ناجائز بحث و مباحثہ۔ پُرخوری۔ کن رسی۔ افشائے عیب۔ گالی۔ ایذاء رسانی۔ سفلہ پن۔ ناجائز طرفداری۔ خود بینی۔ کسی کے دکھ میں خوشی محسوس کرنا۔ وقت کو ضائع کرنا۔ ان باتوں سے آپ کوسوں دور تھے۔

آپ فصیح و بلیغ تھے۔ نہایت عقلمند تھے۔ دور اندیش تھے۔ سچے تارک الدنیا تھے۔ سلطان القلم تھے اور حسب ذیل باتوں میں آپ کو خاص خصوصیت تھی۔ خدا اور اس کے رسول کا عشق، شجاعت، محنت، توحید و توکل علی اللہ، مہمان نوازی، خاکساری، اور نمایاں پہلو آپ کے اخلاق کا یہ تھا کہ کسی کی دل آزاری کو نہایت ہی ناپسند فرماتے تھے۔ اگر کسی کو بھی ایسا کرتے دیکھ پاتے تو منع کرتے۔

آپ نماز باجماعت کی پابندی کرنے والے، تہجد

گزار، دعا پر بے حد یقین رکھنے والے، سوائے مرض یا سفر کے ہمیشہ روزہ رکھنے والے، سادہ عادات والے، سخت مشقت برداشت کرنے والے اور ساری عمر جہاد میں گزارنے والے تھے۔

آپ نے انتقام بھی لیا ہے۔ آپ نے سزا بھی دی ہے۔ آپ نے جائز سختی بھی کی ہے۔ تادیب بھی فرمائی ہے یہاں تک کہ تادیباً بعض دفعہ بچہ کو مارا بھی ہے۔ ملازموں کو یا بعض غلط کار لوگوں کو نکال بھی دیا ہے۔ تقریر و تحریر میں سختی بھی کی ہے۔ عزیزوں سے قطع تعلق بھی کیا ہے۔ بعض خاص صورتوں میں توریہ کی اجازت بھی دی ہے۔ بعض وقت سلسلہ کے دشمن کی پردہ دری بھی کی ہے۔ (مثلاً مولوی محمد حسین بٹالوی) کے مہدی کے انکار کا خُفیہ پمفلٹ) پر دعا بھی کی ہے۔ مگر اس قسم کی ہر ایک بات ضرورتاً اور صرف رضائے الٰہی اور دین کے مفاد کے لئے کی ہے نہ کہ ذاتی غرض سے۔ آپ نے جھوٹے کو جھوٹا کہا۔ جنہیں لئیم یا زنیم لکھا وہ واقعی لئیم اور زنیم تھے۔ جن مسلمانوں کو غیر مسلم لکھا وہ واقعی غیر مسلم بلکہ اسلام کے حق میں غیر مسلموں سے بڑھ کر تھے۔

مگر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ آپ کے رحم اور عفو اور نرمی اور حلم والی صفات کا پہلو بہت غالب تھا۔ یہاں تک کہ اس کے غلبہ کی وجہ سے دوسرا پہلو عام حالات میں نظر بھی نہیں آتا تھا۔

آپ کو کسی نشہ کی عادت نہ تھی۔ کوئی لغو حرکت نہ کرتے تھے، کوئی لغو بات نہ کیا کرتے تھے، خدا کی عزت اور دین کی غیرت کے آگے کسی کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ آپ نے ایک دفعہ علانیہ ذبّ تہمت بھی کیا۔ ایک مرتبہ دشمن پر مقدمہ میں خرچہ پڑا۔

تو آپ نے اس کی درخواست پر اسے معاف کر دیا۔ ایک فریق نے آپ کو قتل کا الزام لگا کر پھانسی دلانا چاہا مگر حاکم پر حق ظاہر ہو گیا۔ اور اس نے آپ کو کہا کہ آپ ان پر قانوناً دعویٰ کر کے سزا دلا سکتے ہیں مگر آپ نے درگزر کیا۔ آپ کے وکیل نے عدالت میں آپ کے دشمن پر اس کے نسب کے متعلق جرح کرنی چاہی۔ مگر آپ نے اسے روک دیا۔

غرض یہ کہ آپ نے اخلاق کا وہ پہلو دنیا کے سامنے پیش کیا۔ جو معجزانہ تھا۔ سراپا حسن تھے۔ سراسر احسان تھے۔ اور اگر کسی شخص کا مثیل آپ کو کہا جا سکتا ہے تو وہ صرف محمد رسول اللہ ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم اور بس۔

آپ کے اخلاق کے اس بیان کے وقت تقریباً ہر خلق کے متعلق میں نے دیکھا کہ میں اس کی مثال بیان کر سکتا ہوں۔ یہ نہیں کہ میں نے یونہی کہہ دیا ہے۔ میں نے آپ کو اس وقت دیکھا۔ جب میں دو برس کا بچہ تھا۔ پھر آپ میری ان آنکھوں سے اس وقت غائب ہوئے جب میں ستائیس سال کا جوان تھا۔ مگر میں خدا کی قسم کھا کر بیان کرتا ہوں۔ کہ میں نے آپ سے بہتر، آپ سے زیادہ خلیق، آپ سے زیادہ نیک، آپ سے زیادہ بزرگ، آپ سے زیادہ اللہ اور رسول کی محبت میں غرق کوئی شخص نہیں دیکھا۔ آپ ایک نور تھے جو انسانوں کے لئے دنیا پر ظاہر ہوا اور ایک رحمت کی بارش تھے جو ایمان کی لمبی خشک سالی کے بعد اس زمین پر برسی اور اسے شاداب کر گئی۔ اگر حضرت عائشہؓ نے آنحضرت ﷺ کی نسبت یہ بات سچی کہی تھی کہ "کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآن" تو ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسبت اسی طرح یہ کہہ سکتے ہیں کہ

کَانَ خُلُقُهٗ حُبَّ مُحَمَّدٍ وَّ اتِّبَاعَهٗ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مکرم ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے اپنی اس روایت میں ایک وسیع دریا کو کوزے میں بند کرنا چاہا ہے۔ ان کا نوٹ بہت خوب ہے اور ایک لمبے اور ذاتی تجربے پر مبنی ہے اور ہر لفظ دل کی گہرائیوں سے نکلا ہوا ہے۔

مگر ایک دریا کو کوزے میں بند کرنا انسانی طاقت کا کام نہیں۔ ہاں خدا کو یہ طاقت ضرور حاصل ہے اور میں اس جگہ اس کوزے کا خاکہ درج کرتا ہوں جس میں خدا نے دریا کو بند کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"جری اللہ فی حلل الانبیاء"

یعنی خدا کا رسول جو تمام نبیوں کے لباس میں ظاہر ہوا ہے۔

اس فقرہ سے بڑھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کوئی جامع تعریف نہیں ہو سکتی۔ آپ ہر نبی کے ظل اور بروز تھے اور ہر نبی کی اعلیٰ صفات اور اعلیٰ اخلاقی طاقتیں آپ میں جلوہ فگن تھیں۔ کسی نے آنحضرت ﷺ کے متعلق کیا خوب کہا ہے:

حُسنِ یوسف، دمِ عیسیٰ، یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

ترجمہ: رسول کریم ﷺ حسنِ یوسف ہیں، عیسیٰ کا دم ہیں اور موسیٰ کا یدِ بیضا بھی ہیں جو جو خوبیاں تمام حسینوں میں الگ الگ پائی جاتی ہیں وہ سب کی سب آنحضرت ﷺ کی ذات میں جمع ہیں۔ یہی ورثہ آپ کے ظلِ کامل نے بھی پایا مگر لوگ صرف تین نبیوں کو گن کر رہ گئے۔ خدا نے اپنے کوزے میں سب کچھ بھر دیا۔

اللھم صل علیہ و علیٰ مطاعہ محمد و بارك وسلم واحشرنی رب تحت قدمیھما ذلك ظنی بك ارجو منك خیراً۔ آمین ثم آمین۔

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ: 824 تا 827 سن اشاعت جولائی 2008ء نظارت نشرواشاعت قادیان)

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے دل میں کس قدر آنحضرت ﷺ کی قدر و قیمت تھی اور حضور نے اس کا اظہار اپنی تحریرات اور اپنی نظموں میں اظہار فرمایا ہے حضور علیہ السلام کی چند تحریرات پیش کی جاتی ہیں جن سے بخوبی اندازہ ہوگا کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے رگ ریشہ میں کس قدر جذبہ محبت موجزن تھا۔

اظہار محبت اور اطاعت رسول ﷺ کے دلی جذبات:

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ’’اور یہ عاجز بھی اس جلیل الشان نبی کے احقر خادمین میں سے ہے کہ جو سید الرسل اور سب رسولوں کا سرتاج ہے‘‘

(براہین احمدیہ حصہ چہارم روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 594 حاشیہ در حاشیہ نمبر 3)

اس نور پر فدا ہوں اسکا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

(درثمین)

نیز فرماتے ہیں کہ:

حکمت الٰہی کے ہاتھ نے ادنیٰ سے ادنیٰ خلقت سے اور اسفل سے اسفل مخلوق سے سلسلہ پیدائش کا شروع کر کے اس اعلیٰ درجہ کے نقطہ تک پہنچا دیا ہے جس کا نام دوسرے لفظوں میں محمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ نہایت تعریف کیا گیا۔ یعنی کمالاتِ تامہ کا مظہر۔ سو جیسا کہ فطرت کے رو سے اس نبی کا اعلیٰ اور ارفع مقام تھا ایسا ہی خارجی طور پر بھی اعلیٰ و ارفع مرتبہ وحی کا اس کو عطا ہوا اور اعلیٰ و ارفع مقام محبت کا ملا۔ فرمایا کہ "یہ وہ مقامِ عالی ہے کہ میں (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام) اور مسیح (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) دونوں اس مقام تک نہیں پہنچ سکتے۔

(توضیح مرام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 64)

نیز فرماتے ہیں کہ:

’’وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسانِ کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا نجوم میں نہیں تھا قمر میں نہیں تھا آفتاب میں بھی نہیں تھا وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرّد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا صرف انسان میں تھا یعنی انسانِ کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ: 162-160)

وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسانِ کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالم کا عالم مرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہو گیا وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء، امام الاصفیاء، ختم المرسلین، فخر النبیین، جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اے پیارے خدا اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتدا سے تُو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔ اگر یہ عظیم الشان نبی دنیا میں نہ آتا تو پھر جس قدر چھوٹے چھوٹے نبی دنیا میں آئے جیسا کہ یونس اور ایوب اور مسیح بن مریم اور ملاکی اور یحییٰ اور زکریا وغیرہ وغیرہ ان کی سچائی پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں تھی اگرچہ سب مقرب اور وجیہ اور خدا تعالیٰ کے پیارے تھے۔ یہ اس نبی کا احسان ہے کہ یہ لوگ بھی دنیا میں سچے سمجھے گئے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔‘‘

(اتمام الحجہ۔ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 308)

پس بلاشبہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم روحانیت قائم کرنے کے لحاظ سے آدمِ ثانی تھے بلکہ حقیقی آدم وہی تھے جن کے ذریعہ اور طفیل سے تمام انسانی فضائل کمال کو پہنچے اور تمام نیک قوتیں اپنے اپنے کام میں لگ گئیں اور کوئی شاخِ فطرتِ انسانی کی بے بار و بر نہ رہی اور ختم نبوت آپ پر نہ صرف زمانہ کے تاخر کی وجہ سے ہوا بلکہ اس وجہ سے بھی کہ تمام کمالاتِ نبوت آپ پر ختم ہو گئے اور چونکہ آپ صفاتِ الٰہیہ کے مظہر اتم تھے اس لئے آپ کی شریعت صفاتِ جلالیہ و جمالیہ دونوں کی حامل تھی اور آپ کے دو نام محمد اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم اسی غرض سے ہیں اور آپ کی نبوت عامہ میں کوئی حصہ بخل کا نہیں بلکہ وہ ابتدا سے تمام دنیا کے لئے ہے۔‘‘

(لیکچر سیالکوٹ۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 206-207)

تیری اُلفت سے ہے معمور مرا ہر ذرّہ
اپنے سینہ میں یہ اک شہر بسایا ہم نے
نور دکھلا کے ترا سب کو کیا ملزم و خوار
سب کا دل آتشِ سوزاں میں جلایا ہم نے
نقشِ ہستی تری اُلفت سے مٹایا ہم نے
اپنا ہر ذرّہ تری راہ میں اڑایا ہم نے

بانی جماعت حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے عقائد ختم نبوت کے بارے میں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے بارے میں بے شمار تحریرات اور الہامات بھی ہیں جن میں خاتم النبیین کا واضح ذکر موجود ہے جیسا کہ ایک الہام یہ ہے کہ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ سَيِّدِ وُلْدِ اٰدَمَ وَخَاتَمِ النَّبِيّٖنَ کہ درود بھیج محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور آل محمدؐ پر جو سردار ہے آدم کے بیٹوں کا اور خاتم الانبیاء ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ چہارم، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 597 حاشیہ)

اور یہ الہام مختلف وقتوں میں دو تین جگہ ہوا ہے۔ پھر یہ بھی الہام ہے کہ كُلُّ بَرَكَةٍ مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ کہ ہر ایک برکت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 73)

پھر آپ اپنی کتاب ’’تجلیات الٰہیہ‘‘ میں لکھتے ہیں کہ ’’اگر مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمّتی نہ ہوتا اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی مَیں کبھی یہ شرف مکالمہ و مخاطبہ ہرگز نہ پاتا کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔‘‘

(تجلیاتِ الٰہیہ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 411-412)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس تعلق میں فرماتے ہیں کہ:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہیں اور آپ کے

الہامات بھی قرآن کریم کے تابع اور اس کی وضاحتیں ہیں۔ اگر ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات کو نعوذ باللہ قرآن کریم سے افضل سمجھتے تو ہم جو آجکل دنیا میں خرچ کر کے اور اپنے پر مالی قربانیاں وارد کر کے قرآن کریم کے تراجم شائع کر رہے ہیں ان کے بجائے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات کی اشاعت کرتے۔ اس وقت تک پچہتر (75) زبانوں میں قرآن کریم کے مکمل تراجم شائع ہو چکے ہیں اور کچھ زبانوں میں ابھی زیر کارروائی ہیں۔ ترجمہ ہو رہے ہیں۔ انشاء اللہ جلد شائع ہو جائیں گے۔ 111 زبانوں میں منتخب قرآنی آیات کے تراجم شائع ہو چکے ہیں۔ بڑی بڑی اسلامی حکومتیں بتائیں اور وہ جو بڑی پیسے والی مذہبی تنظیمیں ہیں وہ تو ذرا بتائیں کہ انہوں نے کتنی زبانوں میں قرآن کریم کے ترجمہ کی اشاعت کی ہے؟ خاتم النبیین کے حقیقی معنی اور روح کو بھی ہم احمدی ہی سمجھتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے متعلق اللہ تعالیٰ کے اعلان کی اشاعت بھی دنیا کے مختلف ممالک میں ان کی زبانوں میں احمدی ہی کر رہے ہیں۔ پھر بھی یہ لوگ الزام لگاتے ہیں کہ احمدی نعوذ باللہ ختم نبوت کے منکر ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں ختم نبوت کی حقیقت کا وہ فہم اور ادراک عطا فرمایا ہے جس کے قریب بھی یہ لوگ نہیں پہنچ سکتے جو ختم نبوت کا عَلَم اٹھانے کے، جھنڈا اٹھانے کے دعویدار ہیں۔

آپ علیہ السلام نے اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ کیا ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں یا نہیں؟ ایک مجلس میں فرمایا:

’’یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ مجھ پر اور میری جماعت پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے۔ یہ ہم پر افترائے عظیم ہے۔ ہم جس قوّتِ یقین، معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتے اور یقین کرتے ہیں اُس کا لاکھواں حصہ بھی دوسرے لوگ نہیں مانتے اور ان کا ایسا ظرف ہی نہیں ہے۔ وہ اس حقیقت اور راز کو جو خاتم الانبیاء کی ختم نبوت میں ہے سمجھتے ہی نہیں ہیں۔ انہوں نے صرف باپ دادا سے ایک لفظ سنا ہوا ہے مگر اس کی حقیقت سے بے خبر ہیں اور نہیں جانتے کہ ختم نبوت کیا ہوتا ہے اور اُس پر ایمان لانے کا مفہوم کیا ہے؟ مگر ہم بصیرتِ تام سے (جس کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء یقین کرتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ نے ہم پر ختم نبوت کی حقیقت کو ایسے طور پر کھول دیا ہے کہ اس عرفان کے شربت سے جو ہمیں پلایا گیا ہے ایک خاص لذّت پاتے ہیں جس کا اندازہ کوئی نہیں کر سکتا۔ بجز اُن لوگوں کے جو اس چشمہ سے سیراب ہوں‘‘۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 342۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر ختم نبوت کی حقیقت بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ: ’’ہمیں اللہ تعالیٰ نے وہ نبی دیا جو خاتم المومنین، خاتم العارفین اور خاتم النبیین ہے اور اسی طرح پر وہ کتاب اس پر نازل کی جو جامع الکتب اور خاتم الکتب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو خاتم النبیین ہیں اور آپ پر نبوت ختم ہو گئی تو یہ نبوت اس طرح پر ختم نہیں ہوئی جیسے کوئی گلا گھونٹ کر ختم کر دے۔‘‘ (کسی کو مار دیا۔) ’’ایسا ختم قابل فخر نہیں ہوتا۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہونے سے یہ مراد ہے کہ طبعی طور پر آپ پر کمالات نبوت ختم ہو گئے۔ یعنی وہ تمام کمالات متفرقہ جو آدم سے لے کر مسیح ابن مریم تک نبیوں کو دیئے گئے تھے کسی کو کوئی اور کسی کو کوئی، وہ سب کے سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع کر دیئے گئے اور اس طرح پر طبعاً آپ خاتم النبیین ٹھہرے۔ اور ایسا ہی وہ جمیع تعلیمات‘‘ (ساری تعلیمات جو ہیں) ’’وصایا اور معارف جو مختلف کتابوں میں چلے آتے ہیں‘‘ (جو پہلی شریعتوں میں تھے) ’’وہ قرآن شریف پر آ کر ختم ہو گئے اور قرآن شریف خاتم الکتب ٹھہرا۔‘‘

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 341-342۔
ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس یہ ہے وہ حقیقت جس سے ہمارے مخالف لاعلم ہیں اور جن علماء کے چنگل میں پھنسے ہوئے ہیں وہ انہیں اپنی گرفت سے باہر نکلنے ہی نہیں دینا چاہتے کہ اگر یہ حقیقت ان کے پیچھے چلنے والوں کو پتا چل جائے تو پھر انہوں نے مذہب کو جو کاروبار بنایا ہوا ہے وہ کاروبار ان کا نہیں چل سکے گا۔

(حوالہ: خطبہ جمعہ 13 اکتوبر 2017)

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور آپؐ کی شریعت پر چلتے ہوئے جس کو اللہ تعالیٰ یہ اعزاز دیتا ہے اس کو تو اعزاز مل سکتا ہے دوسرے کو نہیں۔ اور نہ ہی کوئی آپ کی غلامی سے باہر جا کر مسلمان کہلا سکتا ہے۔

پھر مزید وضاحت فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ’’ہم مسلمان ہیں اور ہم خدا تعالیٰ کی کتاب فرقان مجید پر ایمان لاتے ہیں اور یہ بھی یقین رکھتے ہیں کہ ہمارے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے نبی اور اس کے رسول ہیں اور یہ کہ آپ بہترین دین لے کر آئے۔ اور اس بات پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ آپ خاتم الانبیاء ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں مگر وہی جس کی تربیت آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے فیضان سے ہوئی ہو‘‘۔ (جس طرح کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہوئی) ’’اور جس کا ظہور آپ کی پیشگوئی کے مطابق ہوا اور اللہ تعالیٰ اس اُمّت کے اولیاء کو اپنے مکالمات اور مخاطبات سے مشرّف کرتا ہے اور انہیں انبیاء کے رنگ سے رنگین کیا جاتا ہے لیکن وہ حقیقی طور پر نبی نہیں ہوتے۔ کیونکہ قرآن کریم نے شریعت کی تمام ضروریات کو پورا کر دیا ہے۔ اور ان کو فہمِ قرآن عطا کیا جاتا ہے لیکن وہ نہ تو قرآن کریم میں کسی قسم کا اضافہ کرتے ہیں اور نہ اس میں کوئی کمی کرتے ہیں۔ اور جس شخص نے قرآن کریم میں کوئی اضافہ کیا یا کوئی حصہ کم کیا تو وہ شیطانِ فاجر ہے۔

اور ختمِ نبوت سے ہم یہ مراد لیتے ہیں کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو اللہ تعالیٰ کے سب رسولوں اور نبیوں سے افضل ہیں تمام کمالات نبوت ختم ہو گئے ہیں۔ اور ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد نبوت کے مقام پر وہی شخص فائز ہو سکتا ہے جو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اُمّت میں سے ہو اور آپ کا کامل پیرو ہو اور اس نے تمام کا تمام فیضان آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی کی روحانیت سے پایا ہو اور آپ کے نور سے منوّر رہا ہو۔ اس مقام میں کوئی غیریت نہیں اور نہ ہی یہ غیرت کی جگہ ہے۔ اور یہ کوئی علیحدہ نبوت نہیں اور نہ ہی یہ مقام حیرت ہے۔ بلکہ یہ احمد مجتبیٰ ہی ہے جو دوسرے آئینے میں ظاہر ہوا ہے۔ اور کوئی شخص اپنی تصویر پر جسے اللہ نے آئینہ میں دکھایا ہو غیرت نہیں کھاتا۔ کیونکہ شاگردوں اور بیٹوں پر غیرت جوش میں نہیں آتی۔ پس جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض پا کر اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں فنا ہو کر آئے وہ درحقیقت وہی ہے کیونکہ وہ کامل فنا کے مقام پر ہوتا ہے اور آپ کے رنگ میں ہی رنگین اور آپ کی ہی چادر اوڑھے ہوتا ہے اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ہی اس نے اپنا روحانی وجود حاصل کیا ہوتا ہے۔ اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے فیض سے ہی اس کا وجود کمال کو پہنچا ہوتا ہے۔ اور یہی وہ حق ہے جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات پر گواہ ہے۔ اور لوگ نبی کریمؐ کا حسن ان تابعین کے لباس میں دیکھتے ہیں جو اپنی کمال محبت وصفائی کی وجہ سے آپ کے وجود میں فنا ہو گئے۔ اور اس کے خلاف بحث کرنا جہالت ہے کیونکہ یہ تو آپ کے ابتر نہ ہونے کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ثبوت ہے۔ اور تدبّر کرنے والوں کے لئے اس کی تفصیل کی ضرورت نہیں۔ اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) جسمانی طور پر تو مَردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اپنی رسالت کے فیضان کی رُو سے ہر اس شخص کے باپ ہیں جس نے روحانیت میں کمال حاصل کیا۔ اور آپ تمام انبیاء کے خاتَم اور تمام مقبولوں کے سردار ہیں۔ اور اب خدا تعالیٰ کی درگاہ میں وہی شخص داخل ہو سکتا ہے جس کے پاس آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مُہر کا نقش ہو اور آپ کی سنّت پر پوری طرح سے عامل ہو۔ اور اب کوئی عمل اور عبادت آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رسالت کے اقرار کے بغیر اور آپ کے دین پر ثابت قدم رہنے کے بِدُوں خدا تعالیٰ کے حضور مقبول نہیں ہو گی۔ اور جو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے الگ ہو گیا اور اس نے اپنے مقدور اور طاقت کے مطابق آپ کی پیروی نہ کی وہ ہلاک ہو گیا۔ آپ کے بعد اب کوئی شریعت نہیں آ سکتی اور نہ کوئی آپ کی کتاب اور آپ کے احکام کو منسوخ کر سکتا ہے اور نہ کوئی آپ کے پاک کلام کو بدل سکتا ہے۔ اور کوئی بارش آپ کی موسلا دھار بارش کی مانند نہیں ہو سکتی۔‘‘ (یعنی روحانی بارش۔) ’’اور جو قرآن کریم کی پیروی سے ذرہ بھر بھی دُور ہوا وہ ایمان کے دائرے سے خارج ہو گیا۔ اور اس وقت تک کوئی شخص ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتا جبتک وہ ان تمام باتوں کی پیروی نہ کرے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں۔ اور جس نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وصایا میں سے کوئی چھوٹی سی وصیت بھی ترک کر دی تو وہ گمراہ ہو گیا۔ اور جس نے اِس اُمّت میں نبوت کا دعویٰ کیا اور یہ اعتقاد نہ رکھا کہ وہ خیر البشر محمد مصطفیٰ کا ہی تربیت یافتہ ہے اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اُسوۂ حسنہ کے بغیر ہیچ محض ہے۔‘‘ (کوئی حیثیت نہیں اس کی) ’’اور یہ کہ قرآن کریم خاتم الشرائع ہے تو وہ ہلاک ہو گیا۔ اور وہ کافروں اور فاجروں میں جا ملا۔ اور جس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور یہ اعتقاد نہ رکھا کہ وہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی کی اُمّت میں سے ہے اور یہ کہ جو کچھ اس نے پایا ہے وہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی کے فیضان سے پایا ہے اور یہ کہ وہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی کے باغ کا ایک پھل اور آپ ہی کی موسلا دھار بارش کا ایک قطرہ اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی کی روشنی کی ایک کرن ہے تو وہ ملعون ہے۔ اور اس پر اور اس کے ساتھیوں پر اور اس کے اَتباع اور مددگاروں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو‘‘۔ (تو یہ لعنت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے اوپر یا جماعت پر تو نہیں بھیج رہے۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ سمجھتے

IMPERIAL
GARDEN
FUNCTION
HALL

a desired destination for
royal weddings & celebrations.

2 - 14 -122 / 2 - B , Bushra Estate
HYDRABAD ROAD, YADGIR - 585201
Contact Number : 09440023007, 08473296444

SAFOORA
COLLECTION
CENTER

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE
Partap Nagar Qadian Pin 143516
Dist: Gurdaspur Punjab

WE ACCEPT ONLINE ORDER ALSO
ALL KINDS OF LADIES GARMENTS AND
KIDS PARTY WEAR & BURQA ALSO
INSTAGRAM

Shabana Omer : +91-8699710284 / Omer Farooque: +91-7347608447

ہیں کہ آپ کو سب سے زیادہ روحانی فیض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچا اور آپ ہی اس مقام پر پہنچے جہاں اللہ تعالیٰ نے آپ کو آپ کی اِتّباع میں غیر شرعی نبوت کا اعزاز دیا۔)

آپ فرماتے ہیں: ’’آسمان کے نیچے محمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ہمارا کوئی نبی نہیں اور قرآن کریم کے سوا ہماری کوئی کتاب نہیں اور جس نے بھی اس کی مخالفت کی وہ اپنے آپ کو جہنم کی طرف کھینچ کر لے گیا۔‘‘ (مواہب الرحمان روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 285 تا 287 عربی سے اردو ترجمہ۔ بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ (سورۃ الاحزاب زیر آیت 41) جلد 3 صفحہ 699 تا 701)

آپ نے بیشمار جگہ کھول کھول کر ختم نبوت کی حقیقت اور اس کے مقام اور اس کے مقابل اپنے مقام اور حیثیت کا ذکر فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ اگر مسلمان دین پر قائم ہوتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی متبع ہوتے تو میرے آنے کی ضرورت ہی کیا تھی؟ چنانچہ ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ:

’’دنیا کی مثالوں میں سے ہم ختمِ نبوت کی مثال اس طرح پر دے سکتے ہیں کہ جیسے چاند ہلال سے شروع ہوتا ہے اور چودھویں تاریخ پر آ کر اس کا کمال ہو جاتا ہے جبکہ اسے بدر کہا جاتا ہے۔ اسی طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آ کر کمالاتِ نبوت ختم ہو گئے۔ جو لوگ یہ مذہب رکھتے ہیں کہ نبوت زبردستی ختم ہو گئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یونس بن متّی پر بھی ترجیح نہیں دینی چاہئے انہوں نے اس حقیقت کو سمجھا ہی نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل اور کمالات کا کوئی علم ہی اُن کو نہیں ہے۔ باوجود اس کمزوریٔ فہم اور کمیٔ علم کے ہم کو کہتے ہیں کہ ہم ختم نبوت کے منکر ہیں‘‘۔ (خود تو ان کو سمجھ نہیں آئی لیکن ہمیں کہتے ہیں کہ ہم ختم نبوت کے منکر ہیں۔) فرمایا کہ ’’مَیں ایسے مریضوں کو کیا کہوں اور ان پر کیا افسوس کروں۔ اگر ان کی یہ حالت نہ ہو گئی ہوتی اور وہ حقیقتِ اسلام سے بکلّی دُور نہ جا پڑے ہوتے‘‘۔ (آجکل مسلمانوں کی یہ جو حالت ہے اگر یہ نہ ہوئی ہوتی اور ان کو اسلام کی حقیقت کا کوئی پتا ہی نہیں۔ اس سے دور نہ ہٹ گئے ہوتے تو فرمایا) ’’تو پھر میرے آنے کی ضرورت کیا تھی؟‘‘ (اگر ان میں ایمان سلامت ہوتا اور ان کی روحانیت صحیح ہوتی تو فرمایا تو پھر میرے آنے کی ضرورت ہی کیا تھی؟) ’’ان لوگوں کی ایمانی حالتیں بہت کمزور ہو گئی ہیں اور وہ اسلام کے مفہوم اور مقصد سے محض ناواقف ہیں ورنہ کوئی وجہ نہیں ہو سکتی تھی کہ وہ اہلِ حق سے عداوت کرتے جس کا نتیجہ کافر بنا دیتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 342-343۔
ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

یعنی جو حق پر ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا ہوا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کامل ایمان و یقین رکھتا ہے اس سے عداوت و دشمنی کرنے کی کوئی وجہ نہیں تھی کہ کی جاتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دشمنی کی جاتی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے سے دشمنی کرنا پھر کافر بنا دیتا ہے۔ پس یہ لوگ کیونکہ ہمیں کافر کہتے ہیں اور مسلمان کلمہ گو کو کافر کہنے والا اسے دائرۂ اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بھی اس بارہ میں ہے۔ (سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب الدلیل علی زیادۃ الایمان ونقصانہ حدیث 4687)۔ پس یہ لوگ جو ہمیں کافر کہتے ہیں خود اس الزام کے نیچے آ جاتے ہیں اس لئے ہمدردی کے جذبے سے ہم ان کلمہ گوؤں سے یہی کہتے ہیں کہ اپنی حالتوں پر رحم کرو اور دیکھو اور سمجھو کہ خدا تعالیٰ کیا چاہتا ہے اور کیا کہہ رہا ہے؟

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ چند حوالے جو مَیں نے پیش کئے ہیں کاش یہ شریف الطبع مسلمانوں کے لئے ہدایت کا باعث بن جائیں اور وہ ہم پر الزام لگانے کی بجائے اپنی حالتوں کو دیکھیں۔ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین تو مانتے ہیں اور دل سے مانتے ہیں اور آپ کی ناموس کی خاطر ہر قربانی دیتے ہیں اور دینے کے لئے تیار ہیں اور دے رہے ہیں اور انشاء اللہ دیتے رہیں گے۔

(خطبہ جمعہ: 13 اکتوبر 2017)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات اور حضور علیہ السلام کی عملی زندگی اس بات پر شاہد ہے کہ آپ ہی اس زمانے میں حقیقی عاشق رسول تھے اور حقیقی طور پر ختم نبوت کے داعی تھے آپ کے پانچویں جانشین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جماعت احمدیہ عالمگیر کی نمائندگی اور بحیثیت خلیفہ یہ اعلان فرماتے ہیں کہ:

ہم اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں کیونکہ ہم مسلمان ہیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کہا ہے۔ ہم کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھنے والے ہیں۔ ہم تمام ارکان اسلام اور ارکان ایمان پر یقین رکھتے ہیں۔ ہم قرآن کریم پر ایمان رکھتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں۔ (خطبہ جمعہ 13 اکتوبر 2017)

اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کے ہر فرد و بشر کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نقش قدم پر چلتے ہوئے خدا تعالیٰ کے رسول ﷺ کی محبت کو حاصل کرنے والا بنائے اور خلافت کے ساتھ قیامت تک وابستہ رکھے اور خلافت کی اطاعت اور وفاء کے ساتھ زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

⁂

وہ قصیدہ میں کروں وصفِ مسیحا میں رقم

(کلام حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ)

وہ قصیدہ میں کروں وصفِ مسیحا میں رقم
فخر سمجھیں جسے لکھنا بھی مرے دست وقلم

میں وہ کامل ہوں کہ سن لے مرے اشعار کو گر
پھینک دے جام کو اور چومے مرے پاؤں کو جم

میں کسی بحر میں دکھلاؤں جو اپنی تیزی
عرفی وذوق کے بھی دست وزباں ہوویں قلم

کھولتا ہوں میں زباں وصف میں اس کے یارو
جس کے اوصاف حمیدہ نہیں ہو سکتے رقم

جان ہے سارے جہاں کی وہ شہِ والا جاہ
منبعِ جود وسخا ہے وہ مرا ابر کرم

وہ نصیبا ہے ترا اے مرے پیارے عیسیٰؑ
فخر سمجھیں تری تقلید کو ابن مریمؑ

فیض پہنچانے کا ہے تو نے اٹھایا بیڑا
لوگ بھولے ہیں ترے وقت میں نامِ حاتم

تاج اقبال کا سر پر ہے مزین تیرے
نصرت و فتح کا اڑتا ہے ہوا میں پرچم

شان وشوکت کو تری دیکھ کے حساد وشریر
خون دل پیتے ہیں اور کھاتے ہیں وہ غصہ وغم

کونسا مولوی ہے جو نہیں دشمن تیرا
کون ہے جو کہ یہودی علماء سے ہے کم

کونسا چھوڑا ہے حیلہ تیرا رسوائی کا
ہر جگہ کرتے ہیں یہ حق میں ترے سبّ وشتم

پر تری پشت پہ وہ ہے جسے کہتے ہیں خدا
جس کے آگے ہے ملائک کا بھی ہوتا سر خم

جب کیا تجھ پہ کوئی حملہ تو کھائی ہے شکست
مار وہ ان کو پڑی ہے کہ نہیں باقی دم

مٹ گیا تیری عداوت کے سبب سے پیارے
کوئی لیتا نہیں اب دہر میں نامِ آتھم

بھنبھناہٹ جو اُنھوں نے یہ لگا رکھی ہے
چیز کیا ہیں یہ مخالف تو ہیں پشہ سے بھی کم

کر نہیں سکتے یہ کچھ بھی ترا اے شاہ جہاں
ہفت خواں بھی جو یہ بن جائیں تو تُو ہے رستم

چرخِ نیلی کی کمر بھی ترے آگے ہے خم
فیل کیا چیز ہیں اور کس کو ہیں کہتے ہیں ضیغم

جس کا جی چاہے مقابل پہ ترے آ دیکھے
دیکھنا چاہتا ہے کوئی اگر ملکِ عدم

⁂

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

اسلام چیز کیا ہے خدا کے لئے فنا ✡ ترکِ رضائے خویش پئے مرضئ خدا
جو مر گئے انہیں کے نصیبوں میں ہے حیات ✡ اس راہ میں زندگی نہیں ملتی بجز ممات

طالب دعا: ضیاء الدین خان صاحب مع فیملی (حلقہ محمود آباد، جماعت احمدیہ کیرنگ صوبہ اڈیشہ)

A. SAMSUL ALAM
A. ABDUL RAHIM

Dealers of
Natural Precious &
Semi-Precious
Gemstones

TOONICE
DEALERS OF PRECIOUS & SEMI-PRECIOUS GEMSTONES
No. 100/59-A, 1st Floor,
South Thaikkat Street
Melapalayam, Tirunelveli-627005
Tamil Nadu, India
+91 9659389953
toonicegems@gmail.com

Al-Nida GEMS
No. 1/B3, 1st Floor Village Road
Balaji Nagar Extension
Puzhuthivakkam, Chennai-600091
Tamil Nadu, India
+91 9042150339
alnidagems@gmail.com

HGEMS
HANIYAHANA GEMS CO., LTD.
No. 191/16, Soi Puttha Osot
Siphraya, Bangrak
Bangkok - 10500
Thailand
+66 638751327
gemscertify22@gmail.com

طالب دعا: اے شمس العالم (جماعت احمدیہ میلاپالم، صوبہ تامل ناڈو)

حضرت مسیح موعود کی بعثت کے مقاصد اور تجدید دین

(عزیز احمد ناصر، مربی سلسلہ دفتر مجلس انصار اللہ بھارت)

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔

(سورۃ الجمعۃ: 3-4)

ترجمہ: وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہیں میں سے ایک رسول مبعوث کیا۔ وہ ان پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔ اور انہیں میں سے دوسروں کی طرف بھی (اُسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی اُن سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا اور صاحبِ حکمت ہے۔

مسخ دین کی جب ہوگئ تعلیم دنیا میں
ہوئی نوع بشر تقسیم در تقسیم دنیا میں
ہراک مذہب تھا خواہاں اسکی ہو تکریم دنیا میں
رشی اسکا ہی پھر آئے کر کے تجسیم دنیا میں
مگر اسلام کی قسمت میں یہ زندہ نشان آیا
سبھی نبیوں کے حلیے میں خدا کا پہلوان آیا

قارئین کرام! تیرھویں صدی کا آخر اور چودھویں صدی کا ابتداء یہ وہی زمانہ تھا جو **ظہر الفساد فی البرّ والبحر** کا نظارہ پیش کر رہا تھا۔ اُمت فرقوں میں بٹ چکی تھی، ایمان دلوں سے نکل کر ثریّا ستارے پر جا چکا تھا۔ مذھب کی طرف منسوب ہونے والے افراد کی روحانیت فلاسفروں، دہریوں اور نام نہاد مذہبی لیڈروں کے نظریات اور فاسد عقائد کی وجہ سے مسخ ہو رہی تھی۔ دجّالی فتنے اپنے عروج پر تھے اور اپنے عقائد باطلہ کے ذریعہ اپنے مقاصد مکروہہ کے حصول کی کوشش میں تن، من، دھن سے مصروف عمل تھے۔ تمام مذاہب کے پیروکار اور خاص طور پر امّت مسلمہ کی طرف منسوب لوگ حقیقی تعلیمات سے دور جا رہے تھے، صراط مستقیم سے بھٹک کر **ضالّین** اور **مغضوب علیھم** کے راستہ پر چلتے ہوئے اپنے آپ کو مامون و محفوظ سمجھ رہے تھے۔ اور یہ سب خدائے تعالیٰ اور سرورِ کائینات فخرِ موجودات حضرت خاتم النبیّین ﷺ کی بیان فرمودہ پیشگوئیوں کے عین مطابق ہو رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف کے ساتھ مسلمانوں کے سلوک کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:

وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا

(الفرقان: آیت 31)

یعنی اور رسول کہے گا اے میرے رب یقیناً میری قوم نے اس قرآن کو متروک کر چھوڑا ہے۔

اسی طرح آپؐ فرماتے ہیں: يَكُوْنُ فِيْ اُمَّتِيْ فَزْعَةٌ، فَيَصِيْرُ النَّاسُ اِلٰى عُلَمَاءِهِمْ، فَاِذَا هُمْ قِرَدَةً وَخَنَازِيْر (ترمذی باب الفتن)

یعنی اے مسلمانو! میری اُمت پر ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ لوگوں میں سخت بے چینی پھیل جائیگی، اس پر وہ اپنے علماء کی طرف دوڑیں گے تا کہ وہ انکی بے چینی اور غم دور کرینگے لیکن وہ انکو بندر اور سؤر پائیں گے، جو ایک دوسرے کی نقل کر رہے ہونگے اور نجاست پر مُنہ مارنے والے ہونگے۔

پس جب چودھویں صدی کا آغاز ہوا تو مسلمانوں کی اس قدر ناگفتہ بہ حالت ہوگئی کہ جو خارج از بیاں ہے۔ اسکا نقشہ کھینچتے ہوئے مولانا حالی یوں رقمطراز ہیں:ـ

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

اسی طرح علّامہ اقبال یوں گویا ہیں:ـ

شور ہے ہوگئے دنیا سے مسلمان نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلمان موجود
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود
یوں تو سیّد بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تم مسلمان بھی ہو

اسی زمانہ میں دنیا میں روحانی انقلاب کی ازسرنو ضرورت تھی۔ چنانچہ اس انقلاب کو پیدا کرنے کے لئے تزکیہ نفوس کے ذریعہ اور کتاب وحکمت کی حقیقی تعلیمات سے روشناس کر کے حقیقی خدا سے ملانے کے لئے اللہ اور اسکے پیارے نبی ﷺ نے ایک عظیم مصلح کی بشارت دی تھی۔ جس کو امام مہدی اور مسیح موعود کا لقب عطا فرمایا تھا۔

سامعین! وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ والی آیات جب نازل ہوئیں تو صحابہ کرامؓ نے آنحضرتؐ سے دریافت فرمایا کہ یارسول اللہ ﷺ یہ آخرین کون لوگ ہیں جن میں حضور ﷺ کی دوسری بعثت ہوگی؟ اس پر آپ ﷺ نے اُسی مجلس میں موجود حضرت سلمان فارسیؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھکر فرمایا: لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَنَالَهٗ رَجُلٌ اَوْ رِجَالٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ (بخاری کتاب التفسیر سورۃ الجمعہ) یعنی اے میرے صحابہ! اگر ایمان ثریّا ستارہ پر بھی چلا گیا تو ایک فارسی الاصل شخص یا اشخاص اس ایمان کو دوبارہ دنیا میں قائم کریں گے۔

یہ وہی مصلح ہے جسکو آنحضرت ﷺ نے امام مہدی اور مسیح موعود کے نام سے یاد فرمایا تھا۔ جس نے اندرونی طور پر اُمت محمدیہ کی اصلاح کا کام سرانجام دینا تھا۔ اور بیرونی طور پر دیگر تمام ادیان پر اسلام کی حقّانیت کو واضح کرتے ہوئے اس دین کو تمام ادیان باطلہ پر غالب کرنا تھا۔ ہادیٔ کامل رہبرِ اعظم ﷺ اس تعلق میں فرماتے ہیں۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَا الْمَهْدِيُّ اِلَّا عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ (ابن ماجہ باب شدّۃ الزمان صفحہ ۲۵۷ مصری مطبع علمیہ ۱۳۱۳ھ) حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: عیسیٰ کے سوا اور کوئی مہدی نہیں۔

نیز فرماتے ہیں: يُوْشِكُ مَنْ عَاشَ مِنْكُمْ اَنْ يَّلْقٰى عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اِمَامًا مَهْدِيًّا حَكَمًا عَدْلًا يَكْسِرُ الصَّلِيْبَ وَ يَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ (مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۱۵۶) یعنی تم میں سے جو زندہ رہیگا وہ عیسیٰ بن مریم کا زمانہ پائیگا وہی امام مہدی اور حکم وعدل ہوگا جو صلیب کو توڑیگا اور خنزیر کو قتل کریگا۔

قارئینِ کرام! یہ زمانہ اندرونی اور بیرونی طور پر گمراہی اور ضلالت کا ایسا زمانہ تھا کہ ہر مذہب کا پیروکار ایک آسمانی مصلح کی آمد کا منتظر تھا۔ سعید فطرت لوگ روتے بلکتے ہوئے، راتوں کو جاگ جاگ کر آسمان کی طرف ہاتھ پھیلائے ہوئے اپنی بدحالی، بے کسی اور بے بسی کی دہائیاں دیتے ہوئے ربِّ کریم سے دعائیں مانگتے تھے کہ یا اللہ اس مصلح کو بھیج کہ گمراہی کا پانی سر سے اوپر بہہ رہا ہے۔ مولوی شکیل احمد سہوانی کہتے ہیں:ـ

دین احمدؐ کا زمانہ سے مٹا جاتا ہے نام
قہر ہے اے میرے اللہ! یہ ہوتا کیا ہے
کس لئے مہدی برحق ظاہر نہیں ہوتے
دیر عیسیٰ کے اُترنے میں خدایا کیا ہے؟

(الحق الصریح فی حیاۃ المسیح صفحہ ۱۳۳)

مولوی ابوالخیر نواب نور الحسن خان صاحب چودھویں صدی کی دہلیز پر بیٹھے بڑے کربناک انتظار میں اندازے لگا رہے تھے اور لکھتے ہیں کہ:

''امام مہدی کا ظہور تیرھویں صدی پر ہونا چاہئے تھا مگر یہ صدی پوری گذر گئی تو مہدی نہ آیا۔ اب چودھویں صدی ہمارے سر پر آئی ہے۔ اس صدی سے اس کتاب کے لکھنے تک چھ ماہ گذر چکے ہیں۔ شاید اللہ تعالیٰ اپنا فضل وعدل ورحم وکرم فرمائے۔ چار چھ سال کے اندر مہدی ظاہر ہو جائیں''۔

(اقتراب الساعۃ صفحہ ۲۲۱، ۱۳۰۱ھ)

چنانچہ شیعہ عالم جناب اثر فدا بخاری مصیبتوں سے نجات دلانے والے کا انتظار کرتے کرتے کس طرح اپنی تھکاوٹ کا اظہار کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں:ـ

اب انتظار کرتے کرتے تھک گئے ہیں ہم
ڈھلنے لگا ہے سایہ دیوار آیئے
اب آ بھی جایئے میرے منتظر امام
مدّت سے منتظر ہیں عزادار آیئے

(معارف اسلام۔ صاحب الزماں نمبر صفحہ ۲۶)

غرض یہ حالات سعید روحوں کے دلوں سے آہ و فغاں اور نالوں کی صورت میں آسمان کی طرف جا رہے تھے اور انکی نگاہیں، ندائیں اور صدائیں اس عظیم آسمانی مصلح کا شدّت سے انتظار کر رہی تھیں۔ جسکا وعدہ امّت کو دیا جا چکا تھا۔

قارئین! یہ ایسا زمانہ تھا جس میں عیسائیت اور دیگر مذاہب کی طرف سے اسلام جیسے پُرامن اور مکمل مذہب پر اعتراضات کی برسات ہو رہی تھی گویا کہ سب ملکر اسلام کا گلا گھونٹنے پر تُلے ہوئے تھے۔ لیکن کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ انکا جواب دے سکے بلکہ حالت اس حد تک ہوگئی تھی کہ مسلمان اسلام جیسے زندہ مذہب کو چھوڑ کر دوسرے مذاہب کے پیروکار بن رہے تھے۔ اس پُرآشوب زمانہ میں پنجاب کی ایک گمنام بستی قادیان میں حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام پیدا ہوئے۔ یہیں سے آپ علیہ السلام نے دفاع اسلام کا کام شروع کیا۔ انگریزوں نے ہندوستان میں اپنے مذہب کی اشاعت کے لئے لدھیانہ کو چنا۔ ۱۸۳۴ء کو پادری جے۔ سی۔ لوری اس کام کے لئے لدھیانہ پہنچا۔ ابھی اسکو ایک سال کا

ارشاد باری تعالیٰ

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ (سورۃ البقرہ: 287)

ترجمہ: اللہ کسی جان پر اس کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالتا اس کیلئے ہے جو اس نے کمایا اور اس کا وبال بھی اسی پر ہے جو اس نے (بدی) کا اکتساب کیا

طالب دعا: بی۔ایم۔ خلیل احمد ولد مکرم بی۔ایم۔ بشیر احمد صاحب وافراد خاندان (جماعت احمدیہ بنگلور)

عرصہ بھی نہیں ہوا تھا کہ اس مشن کے قلع قمع کرنے کے لئے مسیح موعود علیہ السلام کی قادیان میں پیدائش ہوئی۔ جسکی پہلے ہی ہمارے پیارے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ: فَيَطْلُبُهٗ حَتّٰى يُدْرِكَهٗ بِبَابِ لُدٍّ فَيَقْتُلُهٗ ۔ یعنی مسیح موعود دجّال کا پیچھا کریگا یہاں تک کہ وہ اسے بابِ لدّ میں پالیگا اور اُسے قتل کریگا۔ یہ پیشگوئی اپنی شان وشوکت کے ساتھ اُس وقت پوری ہوئی جب مسیح موعودؑ نے لدھیانہ میں بیعت لی۔

سامعین! آپؑ نے اپنی تمام عمر اسلام کے دفاع میں صرف کی اور تمام ادیان کے علماء کو چیلنج دیا کہ وہ آئیں اور اسلام پر اپنی فوقیت ثابت کریں۔ مگر کوئی آپکے مقابل پر نہ آیا۔ ؎

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

آپؑ کی اسلامی خدمات عیسائیت، آریہ سماج اور برہمو سماج کے ابطال میں اتنی بلند پایہ، رفیع القدر اور شاندار تھیں کہ بقول ڈاکٹر اسرار احمد ’’آپؑ اُس وقت کے علماء کی آنکھوں کا تارا بن گئے‘‘۔

الغرض اس بے چینی کے زمانہ میں خدا تعالیٰ کے وعدوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئیوں کے عین مطابق زمانہ کی ضرورت کو پورا کرتے ہوئے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی موعود ہوکر مبعوث ہوئے اور آپؑ نے اعلان فرمایا کہ: ؎

وقت تھا وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا
ابنِ مریم ہوں مگر اُترا نہیں میں چرخ سے
نیز مہدی ہوں مگر بے تیغ اور بے کارزار

آپؑ نے فرمایا: ’’ وَاللّٰهِ اِنِّیْ اَنَا الْمَسِيْحُ الْمَوْعُوْدُ وَمَعِیَ رَبِّیَ الْوُدُوْدُ۔ وَ وَاللّٰهِ اِنَّهٗ لَا يُضَيِّعُنِیْ وَ لَوْ عَادَانِیَ الْجِبَالُ۔ وَ وَاللّٰهِ اِنَّهٗ لَا يَتْرُكُنِیْ وَ لَوْ تَرَكَنِیَ الْاَحِبَّاءُ وَ الْعِيَالُ۔ وَ وَاللّٰهِ اِنَّهٗ يَعْصِمُنِیْ وَ لَوْ اَتَى الْعِدَا بِالْمِرْهَفَاتِ‘‘۔ (مواہب الرحمٰن روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۲۷۱) یعنی خدا کی قسم میں ہی مسیح موعود ہوں۔ اور میرے ساتھ ربِّ ودود ہے۔ خدا کی قسم وہ مجھے ضائع نہیں کریگا۔ چاہے میری دشمنی پہاڑ جیسی شخصیات کریں۔ خدا کی قسم وہ مجھے نہیں چھوڑیگا چاہے احباب وعیال مجھے چھوڑ دیں۔ خدا کی قسم وہ مجھے بچائیگا چاہے دشمن تلواروں کے ذریعہ بھی مجھ پر وار کریں۔

اسلام کی سچائی اور برتری کا اظہار:

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی بعثت کی غرض يُحْيِ الدِّيْنَ وَيُقِيْمُ الشَّرِيْعَةَ یعنی دین اسلام کو از سرِنو زندہ کرنا اور شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دنیا میں دوبارہ قائم کرنا بیان فرمایا ہے۔ تجدیدِ دین سے مراد دین کو اس کی اصل روح کے ساتھ زندہ کرنا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نہ کوئی نئ شریعت پیش کی اور نہ ہی اسلام میں کوئی بنیادی تبدیلی کی، بلکہ قرآن وسنت کی اصل تعلیمات کو تازہ کیا۔ آپؑ نے توحید کو مضبوط کیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کو دلوں میں زندہ کیا اور عملی تقویٰ پر زور دیا۔ یہی حقیقی تجدید ہے کہ دین کو بدعات اور غلط تصورات سے پاک کر کے اس کی اصل تعلیم کو عام کیا جائے۔

زندہ خدا:

آپؑ کی بعثت کا دوسرا اہم مقصد توحید کا قیام تھا۔ اس زمانہ میں دنیا مادہ پرستی، دہریت اور شرک کی مختلف شکلوں میں مبتلا ہو رہی تھی۔ بہت سے لوگ خدا کے وجود سے ہی انکار کر رہے تھے جبکہ بعض نے خدا کے ساتھ شریک ٹھہرا رکھے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے نہایت مضبوط دلائل اور روحانی نشانات کے ذریعے خدا تعالیٰ کے وجود اور اس کی وحدانیت کو ثابت کیا اور لوگوں کو سچے خدا کی طرف بلایا۔ آپؑ نے بتایا کہ انسان کی حقیقی خوشی اور کامیابی خدا سے تعلق میں ہے۔ زندہ خدا کا پتہ دیا اور ایک رب العباد کو پورے وثوق اور یقین کے ساتھ پیش فرمایا۔ آپؑ فرماتے ہیں:

’’خدا تعالیٰ نے اس زمانے کو تاریک پاکر اور دنیا کو غفلت اور کفر اور شرک میں غرق دیکھ کر ایمان اور صدق اور تقوی اور راست بازی کو زائل ہوتے ہوئے مشاہدہ کر کے مجھے بھیجا ہے کہ تا وہ دوبارہ دنیا میں علمی عملی اور اخلاقی اور ایمانی سچائی کو قائم کرے اور تا اسلام کو ان لوگوں کے حملے سے بچائے جو فلسفیت اور نیچریت اور اباحت اور شرک اور دہریت کے لباس میں اس الٰہی باغ کو کچھ نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 25)

زندہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوگوں کا تعلق قائم کرنا:

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم الشان حقیقی مقام کی حقیقت بیان فرمائی اور آنحضرتؐ کی ختمِ نبوت پر کامل ایمان کا اعلان کیا اور فرمایا کہ حضورؐ خاتم النبیین ہیں اور آپؐ کے بعد کوئی نیا شریعت لانے والا نبی نہیں آسکتا۔ آپؑ نے وضاحت کی کہ جو بھی روحانی کمال ملتا ہے وہ آنحضرتؐ کی کامل پیروی کے نتیجہ میں ملتا ہے۔ اس طرح آپؑ نے ختمِ نبوت کے عقیدہ کو ایک روحانی اور بامعنی انداز میں پیش کیا اور بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامل اتباع ہی ہر روحانی ترقی کا ذریعہ ہے۔ اور ہر قسم کے روحانی نعماء وابستہ ہیں حتی کہ آپ کی پیروی کے نتیجہ میں ایک شخص مقام نبوت تک حاصل کرسکتا ہے اس کے لئے بھی آپؑ نے اپنے وجود کو دنیا کے سامنے پیش فرمایا اور بتایا: ؎

برتر وہم و گمان سے احمد کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے

زندہ کتاب سے روشناس کروانا:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اس میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔‘‘

(کشتی نوح روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13)

نور فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلیٰ نکلا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا

عقیدہ حیات مسیح کا بطلان:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کا ایک اور عظیم الشان مشن جو کہ آپؑ کے سپرد تھا جس کا ذکر احادیث میں موجود ہے يكسر الصليب کہ آنے والا مسیح موعود صلیب کو توڑے گا۔ تیرھویں صدی کا آخر تھا اور اسلام جس نے ہمیشہ رواداری اور امن وآشتی کی تعلیم دی ہے خود تمام مذہب کے غلیظ اعتراضات کا نشانہ بن رہا تھا۔ ہر طرف سے دشمن حملہ آور ہو رہا تھا۔ ہندوستان میں انگریزی حکومت کا تسلط تھا جو عیسائیت کی تبلیغ میں بڑے پیمانے پر برسرِ پیکار تھی۔ یہاں تک کہ ایک اخبار میں یہ شائع ہوا کہ: ’’جس رفتار سے ہندوستان کی معمولی آبادی میں اضافہ ہو رہا ہے اس سے چار پانچ گنا تیز رفتار سے عیسائیت اس ملک میں پھیل رہی ہے۔ اور اس وقت ہندوستانی عیسائیوں کی تعداد دس لاکھ تک پہنچ چکی ہے۔‘‘ (دی مشنری مصنفہ ریورنڈ رابرٹ کلارک)

زمانہ پکار پکار کر کہہ رہا تھا کہ صلیبی عقائد اب عروج پر ہیں پس ان کو توڑنے کے لئے کوئی آنے والا آئے۔ چنانچہ ۱۸۹۰ء میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر یہ انکشاف کیا گیا کہ ’’مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تو آیا ہے۔‘‘ آپؑ نے یہ اعلان فرمایا کہ:

کیوں نہیں لوگو تمھیں حق کا خیال
دل میں اٹھتا ہے میرے سو سو ابال
ابن مریم مر گیا حق کی قسم
داخل جنت ہوا وہ محترم

حضورؑ خود فرماتے ہیں کہ میں پندرہ برس کا تھا جب سے کہ عیسائیوں سے میرے مباحثات شروع ہیں۔ عیسائیوں پر حجت پورا کرنے کا آپ کے اندر اس قدر جوش تھا کہ آپ خود فرماتے ہیں: ’’اُن کے مذہب کا ایک ہی ستون ہے اور وہ یہ ہے کہ اب تک مسیح ابن مریم آسمان پر زندہ بیٹھا ہے۔ اس ستون کو پاش پاش کر دو پھر نظر اُٹھا کر دیکھو کہ عیسائی مذہب دُنیا میں کہاں ہے؟ کیونکہ خدا تعالیٰ بھی چاہتا ہے کہ اس ستون کو ریزہ ریزہ کردے اور یوروپ اور ایشیا میں توحید کی ہوا چلا دے۔ اس لئے اس نے مجھے بھیجا ہے۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۲۳۲)

دینی جنگوں کا خاتمہ:

بخاری کی حدیث میں ہمارے پیارے آقا سید ومولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ میں مبعوث ہونے والے نبی کی تعریف میں فرمایا يضع الحرب کہ وہ مسیح جب آئے گا تو جنگوں کا خاتمہ کردے گا۔ اس کے عین مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پُرشوکت انداز میں یہ اعلان فرمایا۔ ؎

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کے لئے حرام ہے اب جنگ وجدال

نیز تمام عالم اسلام کو صلح کی تعلیم دیتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ: ’’سو میں حکم دیتا ہوں کہ جو میری فوج میں داخل ہیں وہ ان خیالات کے مقام سے پیچھے ہٹ جائیں دلوں کو پاک کریں اور اپنے انسانی رحم کو ترقی دیں اور درندوں کے ہمدرد نہ بنیں۔ زمین پر صلح پھیلا دیں کہ اس سے ان کا دین پھیلے گا۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد ۳ صفحہ 23)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز کسی پر

ارشاد باری تعالیٰ

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا (سورۃ البقرہ: 287)

ترجمہ: اے ہمارے ربّ ہمارا مواخذہ نہ کر
اگر ہم بھول جائیں یا ہم سے کوئی خطا ہو جائے

طالبِ دعا : سید بشیر الدین محمود احمد افضل مع فیملی وافراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں، جو زندگی میں
ان کو مدّنظر رکھے گا اور ان کا مظہر بننے کی کوشش کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا

(ترمذی، کتاب الدعوات، باب جامع الدعوات)

طالبِ دُعا : نصیر احمد، جماعت احمدیہ بنگلور (صوبہ کرناٹک)

تلوار نہیں اٹھائی بجز ان لوگوں کے جنہوں نے پہلے تلوار اٹھائی۔ اور سخت بیرحمی سے بے گناہ اور پرہیز گار مردوں اور عورتوں اور بچوں کو قتل کیا۔ اور ایسے دردانگیز طریقوں سے مارا کہ اب بھی ان قصوں کو پڑھ کر رونا آتا ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر فرض بھی کرلیں کہ اسلام میں ایسا ہی جہاد تھا جیسا کہ ان مولویوں کا خیال ہے۔ تاہم اس زمانہ میں وہ حکم قائم نہیں رہا کیونکہ لکھا ہے کہ جب مسیح موعود ظاہر ہو جائیگا تو سیفی جہاد مذہبی جنگوں کا خاتمہ ہو جائیگا۔ کیونکہ مسیح نہ تلوار اٹھائیگا اور نہ کوئی اور زمینی ہتھیار ہاتھ میں پکڑے گا بلکہ اس کی دعا اس کا حربہ ہوگا۔ اور اس کی عقد ہمت اس کی تلوار ہوگی۔ وہ صلح کی بنیاد ڈالیگا اور بکری اور شیر کو ایک ہی گھاٹ پر اکٹھے کریگا۔ اور اس کا زمانہ صلح اور نرمی اور انسانی ہمدردی کا زمانہ ہوگا۔ ہائے افسوس! کیوں یہ لوگ غور نہیں کرتے کہ تیرہ سو برس ہوئے کہ مسیح موعود کی شان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے کلمہ **یضع الحرب** جاری ہو چکا بہشت کی طمع خام سے ناجائز حرکات ہیں جو مسلمانوں میں پھیل گئے ہیں۔

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد جلد 17 صفحہ 10-9)

قلمی جہاد:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام قلمی اور لسانی جہاد میں اشاعت اسلام کے لیے دن رات مصروف رہتے تھے۔ اس وقت اسلام پر عیسائی مشنریوں، آریہ سماج اور دہریہ نظریات کی طرف سے سخت اعتراضات کیے جا رہے تھے۔ آپؑ نے پُرامن طریق سے سینکڑوں کتابیں، رسائل اور اشتہارات لکھ کر اسلام کا دفاع کیا اور بتایا کہ اسلام تلوار سے نہیں بلکہ دلائل اور اخلاق سے پھیلتا ہے۔ قلمی جہاد کا اسلام کی بعثت ثانیہ میں ایک اہم کردار ہے۔ آپؑ خود فرماتے ہیں:

’’یہ بھی ایک قسم کا جہاد ہے۔ میں رات کے تین تین بجے تک جاگتا ہوں اس لئے ہر ایک کو چاہئے کہ اس میں حصہ لے اور دینی ضرورتوں اور دینی کاموں میں دن رات ایک کردے۔‘‘

(ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ جلد ۴ صفحہ ۱۹۴)

قلمی جہاد چونکہ آپ پر فرض کیا گیا تھا اور آپؑ نے اپنے فرض منصبی کی تکمیل کے سلسلہ میں اس حد تک مجاہدات کئے کہ عرش سے آپؑ کو ’’سلطان القلم‘‘ کے خطاب سے نوازا گیا۔ آپؑ فرماتے ہیں۔

’’مجھے خدا تعالیٰ نے اس چودھویں صدی کے سر پر اپنی طرف سے مامور کر کے دین متین اسلام کی تجدید و تائید کے لئے بھیجا ہے تا کہ میں اس پُرآشوب زمانہ میں قرآن کی خوبیاں اور حضرت محمد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتیں ظاہر کروں اور اُن تمام دشمنوں کو جو اسلام پر حملے کر رہے ہیں ان نوروں اور برکات اور خوارق اور علم لدُنیہ کی مدد سے جواب دوں جو مجھ کو عطا کئے گئے ہیں۔‘‘

(برکات الدعا۔ روحانی خزائن جلد 6: صفحہ: 35)

نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اے حق کے طالبو سوچ کر دیکھو کہ کیا یہ وقت وہی وقت نہیں ہے۔ جس میں اسلام کے لئے آسمانی ضرورت تھی۔ کیا ابھی تک تم نے معلوم نہیں کیا کہ کن کن آفات نے اسلام کو گھیرا ہوا ہے۔۔۔ سو تم اب سوچ کر کہو کہ کیا اب ضرور نہ تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اس صدی پر کوئی ایسا شخص بھیجا جاتا جو بیرونی حملوں کا مقابلہ کرتا.... ذرہ نظر اُٹھا کر دیکھو کہ اسلام کو کس درجہ پر بلاؤں نے مجبور کرلیا ہے اور کیسے چاروں طرف سے اسلام پر مخالفوں کے تیر چھوٹ رہے ہیں۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 251)

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت مسیح موعودؑ کی بتائی ہوئی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

❀❀❀

131 واں جلسہ سالانہ قادیان
مورخہ 25، 26، 27 دسمبر 2026ء کو منعقد ہوگا

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 131 ویں جلسہ سالانہ قادیان 2026ء کیلئے مورخہ 25، 26، 27 دسمبر (بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے دعاؤں کے ساتھ اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ احباب جماعت کو اس للّٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ نیز جو دعائیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے شاملین جلسہ کیلئے کی ہیں ہم سب کو ان کا وارث بنائے۔ آمین۔ اسی طرح اس جلسہ سالانہ کے ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت ہونے نیز سعید روحوں کی ہدایت کا موجب بننے کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔

(ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سب اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہوتا ہے اور
ہر انسان کو اس کی نیت کے مطابق ہی بدلہ ملتا ہے

(بخاری، کتاب الایمان والنذور، باب النیّۃ فی الایمان)

طالب دُعا: نورالہدیٰ اینڈ فیملی (جماعت احمدیہ سملیہ، صوبہ جھارکھنڈ)

شانِ اسلام

(کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

اسلام سے نہ بھاگو راہِ ہدیٰ یہی ہے
اے سونے والو جاگو! شمس الضّحٰی یہی ہے

مجھ کو قسم خدا کی جس نے ہمیں بنایا
اَب آسماں کے نیچے دینِ خدا یہی ہے

وہ دِلستاں نہاں ہے کِس راہ سے اُس کو دیکھیں
اِن مشکلوں کا یارو مشکل کُشا یہی ہے

باطن سِیہ ہیں جن کے اِس دیں سے ہیں وہ منکر
پر اَے اندھیرے والو! دِل کا دِیا یہی ہے

دنیا کی سب دُکانیں ہیں ہم نے دیکھی بھالیں
آخر ہوا یہ ثابت دَارُ الشفاء یہی ہے

سب خشک ہوگئے ہیں جتنے تھے باغ پہلے
ہر طرف مَیں نے دیکھا بُستاں ہرا یہی ہے

دنیا میں اِس کا ثانی کوئی نہیں ہے شربت
پی لو تم اِس کو یارو! آبِ بقا یہی ہے

اِسلام کی سچائی ثابت ہے جیسے سورج
پر دیکھتے نہیں ہیں دشمن، بَلا یہی ہے

جب کُھل گئی سچائی پھر اُس کو مان لینا
نیکوں کی ہے یہ خصلت راہِ حیا یہی ہے

جو ہو مفید لینا جو بد ہو اس سے بچنا
عقل و خرد یہی ہے فہم و ذکا یہی ہے

ملتی ہے بادشاہی اِس دیں سے آسمانی
اے طالبانِ دولت ظلِّ ہُما یہی ہے

سب دیں ہیں اِک فسانہ شِرکوں کا آشیانہ
اُس کا جو ہے یگانہ چہرہ نما یہی ہے

سَو سَو نشاں دکھا کر لاتا ہے وہ بُلا کر
مجھ کو جو اُس نے بھیجا بس مدّعا یہی ہے

کرتا ہے معجزوں سے وہ یار دیں کو تازہ
اسلام کے چمن کی بادِ صبا یہی ہے

یہ سب نشاں ہیں جن سے دیں اب تلک ہے تازہ
اے گِرنے والو دوڑو دیں کا عصا یہی ہے

❀❀❀

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

اسلام نے بڑے بڑے مصائب کے دن گزارے ہیں
اب اس کا خزاں گذر چکا ہے اور اب اس کے واسطے موسم بہار ہے

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 165)

طالب دعا: میر موسیٰ حسین ولد مکرم جے میر عطاء الرحمن صاحب امیر جماعت احمدیہ شموگہ (کرناٹک)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

یہ یاد رکھو کہ معصیت اور فسق کو نہ واعظ دُور کر سکتے ہیں
اور نہ کوئی اَور حیلہ، اس کیلئے ایک ہی راہ ہے اور وہ دُعا ہے

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 132)

طالب دعا: سید جہانگیر علی صاحب مرحوم اینڈ فیملی (جماعت احمدیہ احمدیہ فلک نما، حیدرآباد، صوبہ تلنگانہ)

معاندین اسلام کے جارحانہ حملوں کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قلمی جہاد

(بشیر الدین قادر، مربی سلسلہ ہفت روزہ اخبار بدر)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے خداداد اور الٰہی مشن کی تبلیغ کا حق پوری جرأت، حکمت اور استقامت کے ساتھ ادا فرمایا۔ آپؑ نے ہر وہ ذریعہ بروئے کار لایا جو حق کے پیغام کو بنی نوع انسان تک پہنچانے کے لیے مؤثر ثابت ہو سکتا تھا۔ مگر جب مخالفین حق دشمنی تعصب، ہٹ دھرمی اور جہالت کی انتہاؤں کو چھونے لگے اور دلیل کے بجائے دشنام، تمسخر اور بہتان کو اپنا ہتھیار بنا لیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دنیا کو علمی اور روحانی میدان میں اتمامِ حجت کیلئے کھلے عام للکارا۔

یہ وہ تاریخی اور غیر معمولی چیلنجز تھے جنہوں نے روحانی دنیا میں حیرت انگیز انقلابات برپا کئے اور جن کے نتیجہ میں الٰہی نشانات کا ایسا ظہور ہوا کہ عقلیں دنگ رہ گئیں۔ یہی وہ چیلنجز تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُس عظیم پیشگوئی کا ایک درخشاں مصداق بنے کہ مسیح و مہدی مال تقسیم کرے گا، مگر لینے والا کوئی نہ ہوگا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے مخالفین کو نہایت جلال اور اعتماد کے ساتھ میدانِ مقابلہ میں آنے کی عام دعوت دی اور سینکڑوں علمی و روحانی چیلنجز کے ساتھ خطیر رقوم پر مشتمل انعامات کا اعلان فرمایا۔

حضرت مسیح موعودؑ کے یہ چیلنجز اس زمانے کے تمام معروف مسلمان علماء، عیسائی پادریوں، ہندو پنڈتوں، آریہ سماجی رہنماؤں بلکہ ہر اس شخص کے سامنے رکھے گئے جو اسلام، بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، قرآنِ کریم اور مسیح موعودؑ کے حق میں ظاہر ہونے والے الٰہی نشانات کے خدائی ہونے میں ذرا سا بھی شک رکھتا تھا۔ تاریخ گواہ ہے کہ ان چیلنجز کے سامنے کوئی بھی مخالف ٹھہر نہ سکا اور بالآخر حق کی صداقت نمایاں ہو کر رہی۔

اسلام کی تاریخ اس امر کی شاہد ہے کہ جب بھی اس دین پاک پر بیرونی طاقتوں نے فکری یا عسکری یلغار کی، گزشتہ صدیوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایسے علماء و اولیاء پیدا فرمائے جنہوں نے نہایت جرأت، بصیرت اور استقامت کے ساتھ دفاعِ اسلام کا فریضہ سرانجام دیا۔ لیکن ان مجاہدینِ حق کی درخشاں صف میں سب سے نمایاں اور روشن نام حضرت مسیح موعودؑ و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے۔ آپؑ نے انیسویں صدی کے آخری نصف میں، جب یورپ اور برصغیر کے معاندین اسلام نے نہایت زہریلے، بے باک اور قلمی حملے شروع کر رکھے تھے، قلمی جہاد کی بنیاد ازسرِ نو استوار کی اور دنیا کو یہ پیغام دیا کہ موجودہ زمانے کا حقیقی جہاد تلوار سے نہیں بلکہ دلائل، براہین اور علمی نور کے ذریعے سے ہونا مقدر ہے۔

مسیحی مشنریز نے لاکھوں کی تعداد میں پمفلٹس، کتابیں اور رسائل شائع کر کے اسلام، قرآنِ کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلاف طوفانِ بدتمیزی برپا کر رکھا تھا۔ آریہ سماج کے لیڈران نے اسلام پر تحقیر آمیز اور گمراہ کن اعتراضات کی بھرمار کر دی تھی۔ نیچریت اور الحاد کی تحریکیں مسلمانوں کے بنیادی عقائد کو متزلزل کرنے کے درپے تھیں۔ ایسے نازک اور کٹھن وقت میں مسلمان علمی اور دینی لحاظ سے نہایت کمزور حالت میں تھے اور کوئی مؤثر مدافع نظر نہیں آتا تھا۔

ایسے ہی تاریک اور پُرفتن دور میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تاکہ وہ دشمنانِ اسلام کے قلمی حملوں کا رُخ موڑ دیں، اسلام کی عظمت اور حقانیت کو دلائلِ قاطعہ سے ثابت کریں اور دنیا کو یہ دکھا دیں کہ اسلام زندہ مذہب ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسلوب جہاد

جہاد کی تعلیم مومن کی زندگی کے ہر لمحے سے تعلق رکھتی ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا جہاد بچپن سے شروع ہوا اور بڑھاپے تک جاری رہا۔ یہ جہاد جبل نور پہ غار حرا میں اس شان سے جاری تھا کہ اس پر اللہ تعالیٰ کے فرشتے بھی عش عش کر رہے تھے۔ یہ جہاد اس وقت بھی جاری تھا جب آپ اکیلے خانہ کعبہ میں جا کر اپنے رب کریم کے ساتھ راز و نیاز کیا کرتے تھے۔ یہ جہاد طائف کی بستی میں اُس وقت بھی جاری تھا جب آپ بے سروسامانی کے عالم میں خون میں لت پت اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِی فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ کی دعا میں مصروف تھے اور غار ثور میں بھی یہی جہاد جاری تھا اور یہ جہاد راتوں کے اس لمبے قیام کے دوران بھی جاری تھا جب کہ روایات کے مطابق لمبے قیام کی وجہ سے آپ کے پاؤں متورم ہو کے پھٹ جایا کرتے تھے اور یہ جہاد اس وقت اپنی انتہا اور اپنے انجام کو پہنچا جب آپ ہر آنکھ کو اشک بار چھوڑ کے فی الرفیق الأعلی فی الرفیق الأعلی کہتے ہوئے اپنے رب کے حضور حاضر ہو گئے۔

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اسلوبِ جہاد، صفحہ 1 تا 2)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: اصل بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس زمانہ میں بڑی بڑی مشکلات کا سامنا تھا۔ آپ کے بہت سے جان نثار اور عزیز دوست ظالم کفار کے تیر و تفنگ کا نشانہ بنے اور طرح طرح کے قابل شرم عذاب ان لوگوں نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو پہنچائے حتٰی کہ آخرکار خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا منصوبہ کر لیا۔ چنانچہ آپ کا تعاقب بھی کیا۔ آپ کے قتل کرنے والے کے واسطے انعام مقرر کئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک غار میں پناہ گزیں ہوئے۔ تعاقب کرنے میں کوئی کسر نہ اُٹھا رکھی گئی۔ مگر یہ تو خدا تعالیٰ کا تصرف تھا کہ آپ کو ان کی نظروں سے باوجود سامنے ہونے کے بچا لیا اور ان کی آنکھوں میں خاک ڈال کر خود اپنے رسول کو ہاتھ دے کر بچا لیا۔ آخرکار جب ان کفار کے مظالم کی کوئی حد نہ رہی اور مسلمانوں کو ان کے وطن سے باہر نکال کر بھی وہ سیر نہ ہوئے تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ارشاد ہوا۔ اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرُ (الحج: 40) خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو تلوار اُٹھانے کی اجازت دی اور اس اجازت میں یہ ثابت کر دیا کہ واقع میں یہ لوگ ظالم تھے۔ اور شرارت ان کی حد سے بڑھ چکی تھی اور مسلمانوں کا صبر بھی اپنے انتہائی نقطہ تک پہنچ چکا تھا۔ اب خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ جن لوگوں نے تلوار سے مقابلہ کیا وہ تلوار ہی سے ہلاک کئے جاویں اور گو یہ چند اور ضعیف ہیں مگر میں دکھا دوں گا کہ میں بوجہ اس کے کہ وہ مظلوم ہیں ان کی نصرت کروں گا اور تم کو ان کے ہاتھ سے ہلاک کراؤں گا۔ چنانچہ پھر اس حکم کے بعد ان ہی چند لوگوں کی جو ذلیل اور حقیر سمجھے گئے تھے اور جن کا نہ کوئی حامی بنتا تھا اور نہ مددگار اور وہ کفار کے ہاتھ سے سخت درجہ تنگ اور مجبور ہو گئے تھے ان کی مشارق اور مغارب میں دھاک بیٹھ گئی اور اس طرح سے خدا نے ان کی نصرت کر کے دنیا پر ظاہر کر دیا کہ واقعی وہ مظلوم تھے۔ غرض ہر طرح سے، ہر رنگ میں اور ہر پہلو پر نظر ڈال کر دیکھ لو کہ واقع میں اس وقت مسلمان مظلوم تھے یا کہ نہیں۔ اگر خدا تعالیٰ ایسے خطرناک اور نازک وقت میں بھی ان چند کمزور مسلمانوں کو اپنی حفاظت جان کے واسطے تلوار اُٹھانے اور دفاعی طور سے لڑائی کرنے کی اجازت نہ دیتا تو کیا ان کو دنیا کے تختہ سے نابود ہی کر دیتا؟ تو پھر اس حالت میں ان کا تلوار اُٹھانا جبکہ ہر طرح سے ان کا حق تھا کہ وہ تلوار اُٹھاتے کیا شرعاً اور کیا عرفاً۔ مگر وہ بھی آج تک نشانۂ اعتراض بنا ہوا ہے اور متعصب اور جاہل دشمن اب تک اس کو نہیں بھولتے تو کیا اب یہ لوگ خونی مہدی کا عقیدہ پیش کر کے ان کے ان اعتراضوں کو پھر تازہ کرتے اور مسلمانوں سے متنفّر کرنا چاہتے ہیں۔ دیکھو مہدی کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود صاف فرمایا ہے کہ یضع الحرب وہ جنگ کا خاتمہ کر دے گا اور وہ جنگ ایک علمی جنگ ہوگی۔ قلم تلوار کا کام کرے گا اور اسرارِ روحانی، برکات سماوی اور نشانات اقتداری سے دنیا کو فتح کیا جاوے گا اور تازہ بتازہ غیبی پیشگوئیوں اور تائیدات خدائی سے سچے مذہب کو ممتاز کر کے دکھایا جاوے گا۔ یہ کہہ دینا کہ معجزات سابقہ ہمارے پاس موجود ہیں کافی نہیں۔ یاد رکھو کہ ہندوؤں کی پستکوں اور عیسائیوں اور یہودیوں کی کتابوں کے قصّے کہانیوں سے بڑھ کر تمہارے پاس بھی کچھ نہیں۔ اگر تم قصّے پیش کرو گے تو وہ تم سے بڑھ چڑھ کر قصے پیش کر سکتے ہیں۔ اگر اسلام کی سچائی کا معیار بھی صرف قصے کہانیوں کی بناء پر رہ گیا ہے تو پھر یاد رکھو کہ یہ امر مشتبہ ہے۔

اسلام میں فرقان ہے۔ خدا نے ہمیشہ سے اسلام میں ایک امر خارق رکھا ہے اور تازہ بتازہ نشانات ہیں۔ نشان کا نام سُن کر آج کل کے فلسفہ پڑھنے والے کچھ کشیدہ خاطر ہوتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ خدا کے وجود کا پتہ لگانے کے واسطے نشانات اور انبیاء کے وجود کی کیا ضرورت ہے؟

مگر یاد رکھو کہ اس نظام شمسی اور اس ترتیب عالم سے جو کہ ایک ابلغ اور محکم رنگ میں پائی جاتی ہے۔ اس سے نتیجہ نکالنا کہ خدا ہے یہ ایک ضعیف ایمان ہے۔ اس سے خدا کے وجود کے متعلق پوری تسلی نہیں ہو سکتی، امکان ثابت ہوتا ہے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یقیناً خدا ہے اگر اس میں یقینی اور قطعی دلائل ہوتے تو پھر لوگ دہریہ کیوں ہوتے؟ بڑے بڑے محقق کتابیں تالیف کرتے ہیں مگر ان کے دلائل ناطقہ اور براہین قاطعہ نہیں ہوتے۔ کسی کا منہ بند نہیں کر سکتے اور نہ ان سے یقینی ایمان تک انسان پہنچ سکتا ہے۔ اگر ایک شخص ان امور سے خدا تعالیٰ کی ہستی کے دلائل بیان کرے گا تو ایک دہریّہ اس کے خلاف دلائل بیان کر دے گا۔

دراصل بات یہ ہے کہ اس طرح اتنا ثابت ہو سکتا ہے کہ خدا ہونا چاہیے۔ یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ہے۔ ہونا چاہیے اور ہے میں بہت بڑا فرق ہے۔ ہے مشاہدہ کو چاہتا ہے۔ مگر دوسرا حصّہ جو وجود باری تعالیٰ کے واسطے انبیاء نے پیش کیا ہے کہ زبردست نشانات معجزات اور خدا کی زبردست طاقت کے ظہور سے اس کی ہستی ثابت کی جاوے۔ یہ ایک ایسی راہ ہے کہ تمام سر اس دلیل کے آگے جُھک پڑتے ہیں۔ اصل میں بہت سے عرب دہریہ تھے جیسا کہ قرآن شریف کی آیت ذیل سے معلوم ہوتا ہے۔ اِنْ ھِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا نَمُوْتُ وَ نَحْیَا (المومنون: 38) کیا عرب جیسے اجڈ اور بے باک، بے قید، بے دھڑک لوگ تلوار سے آپ نے سیدھے کئے تھے۔ اور ان کی آپ کی بعثت سے پہلی اور پچھلی زندگی کا عظیم الشّان امتیاز اور فرق اس وجہ سے تھا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کا مقابلہ نہ کر سکے تھے؟ یا کیا صرف سادہ اور نری اخلاقی تعلیم تھی جس سے ان کے دلوں میں ایسی پاک تبدیلی پیدا ہو گئی تھی؟ نہیں ہرگز نہیں۔ یاد رکھو کہ تلوار انسان کے ظاہر کو فتح کر سکتی ہے مگر دل کبھی تلوار سے فتح نہیں ہوتے۔ بلکہ وہ انوار تھے جن میں خدا کا چہرہ نظر آتا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایسے ایسے خارق عادت نشانات دکھائے تھے کہ خود خدا ان لوگوں کے سامنے آموجود ہوا تھا اور انہوں نے خدا تعالیٰ کے جلال اور جبروت کو دیکھ کر پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کر لی تھی۔

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 309 تا 313۔ ایڈیشن 1984ء)

آپؑ نے بارہا فرمایا کہ آج کے زمانے کا جہاد تلوار سے نہیں بلکہ قلم سے ہے۔ چنانچہ آپؑ نے اس فکری میدان میں جو خدمات سرانجام دیں، وہ تاریخِ اسلام کا درخشاں باب ہیں۔

قرآن کریم کا دفاع اور اس کی صداقت کا روشن اظہار

آپؑ نے اپنی کتب میں قرآن کو کامل اور غیر محرف کتاب ثابت کیا، قرآن کے اعجازِ علمی، روحانی اور اخلاقی پہلو کھول کر بیان کیے اور مخالفین کے قرآن پر اعتراضات کو علمی رنگ میں رد کیا۔ آپؑ کی کتاب براہین احمدیہ اس میدان میں ایک سنگِ میل ہے جسے علما نے ”علومِ اسلامیہ کا انسائیکلوپیڈیا“ قرار دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت اور عظمت کا بے مثال دفاع

حضرت مسیح موعودؑ نے مخالفین کے گستاخانہ حملوں کا نہایت حکیمانہ، تحقیقی اور مدلل جواب دیا۔ آپؑ کی مشہور کتب چشمہ معرفت، براہین احمدیہ، نور الحق، سرمہ چشمِ آریہ اور دیگر 80 سے زائد کتب آج بھی اسلام کے وقار اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمت کے زندہ ثبوت ہیں۔ آپؑ نے ثابت کیا کہ دشمن جتنے بھی اعتراض اٹھائے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ اقدس نور کا وہ مینار ہے جسے کوئی طوفان بجھا نہیں سکتا۔

مذاہبِ باطلہ کی علمی کمزوریوں کا انکشاف

حضرت مسیح موعودؑ نے مسیحیت کے تراشیدہ عقائد، آریہ سماج کے توہمات، برہمو تحریک اور نیچریت کے نظریات کا انتہائی گہرے استدلال کے ساتھ ردّ کیا۔ مثلاً سرمہ چشم آریہ میں آریہ عقائد کی منطقی کمزوریاں نمایاں کیں۔ ازالہ اوہام میں پادریوں کے اعتراضات کا سائنسی و عقلی جواب دیا۔ تحفہ گولڑویہ اور فتح اسلام میں ثابت کیا کہ اسلام ہی وہ زندہ مذہب ہے جو زمانہ کے چیلنجز کا مقابلہ کرسکتا ہے۔

روحانی تجدید: وحی، دعا اور نشانوں کا جہاد

قلم کے ساتھ ساتھ آپؑ نے روحانی جہاد کیا الہامات، پیشگوئیوں، قبولیتِ دعا کے ذریعے معاندین پر یہ واضح کیا کہ خدا آج بھی زندہ ہے اور اسلام اس کی زندہ نشانی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے نشان مخالفین کی ساری تدابیر پر غالب آ گئے۔ گولڑوی، لیکھرام، آتھم، ڈوئی اور دیگر معاندین خدا کی پکڑ میں آئے اور اسلام کے خلاف ان کی زبانیں خاموش ہوگئیں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے اعلان فرمایا کہ اسلام کی اصل قوت علمی و روحانی غلبہ ہے، نہ کہ تلوار یا جبر۔ آپؑ نے ایک نئے دور کا آغاز فرمایا تھا کہ ہمیں خدا نے تلوار سے نہیں بلکہ دلائل سے بھیجا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی قلمی کاوشوں کے نتیجے میں اسلام کی علمی و روحانی برتری جب دنیا پر پوری آب و تاب کے ساتھ منکشف ہوئی تو مخالفین کے اعتراضات خود بخود دم توڑ گئے۔ باطل کے ایوان دلیل و برہان کے سامنے لرز اٹھے اور حق کی صداقت ایسی شان سے جلوہ گر ہوئی کہ مسلمانوں کو ازسرِ نو عزت، استحکام اور استدلال پر مبنی اعتماد نصیب ہوا۔ بالخصوص جماعت احمدیہ کے ذریعہ حقیقی اسلام کا پیغام دنیا کے گوشے گوشے تک اس شان سے پہنچنے لگا کہ دلوں میں نئی زندگی اور اذہان میں نئی بیداری پیدا ہوگئی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا پر یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح واضح کردی کہ اصل جہاد تلوار سے نہیں بلکہ قلم، دعا اور اعلیٰ اخلاق سے ہوتا ہے۔ آپؑ کا اسوہ اس بات کی عملی تفسیر تھا کہ فکری معرکے دلیل سے، روحانی جنگیں دعا سے اور دلوں کی فتح اخلاق سے سر کی جاتی ہے۔ یہی وہ جہاد تھا جس نے صدیوں کے زنگ آلود تصورات کو توڑا اور اسلام کی حقیقی تصویر دنیا کے سامنے رکھ دی۔

تاہم افسوس کہ وہ علماء جو روحانی نور سے محروم تھے، انہوں نے قرآن و حدیث کے روشن دلائل کو قبول کرنے کے بجائے انکار و عناد کی راہ اختیار کی۔ حضرت سلطانُ القلم علیہ السلام کی علمی و روحانی عظمت انہیں برداشت نہ ہو سکی اور وہ مخالفت پر کمر بستہ ہو گئے۔ دلیل پر دلیل پیش کی گئی، حجت تمام کی گئی، مگر جن دلوں پر تعصب کی مہر لگ چکی ہو وہاں نورِ ہدایت کیسے اترتا؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے باوجود تبلیغ کا حق پوری دیانت، صبر اور حکمت کے ساتھ ادا فرمایا۔ آپؑ نے علماء، مشائخ اور سجادہ نشینوں کو نہایت دردِ دل کے ساتھ حق کی طرف بلایا اور اپنی شہرۂ آفاق کتاب ”انجامِ آتھم“ میں اس وقت کے مسلم علماء و مذہبی پیشواؤں کو مباہلہ کی دعوت دی۔ یہ دعوت کسی ذاتی غلبے یا شہرت کے لیے نہ تھی بلکہ حق و باطل کے درمیان فیصلہ کن امتیاز قائم کرنے کے لیے تھی، تاکہ اللہ تعالیٰ خود سچائی کو نمایاں فرمادے۔

یوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ جرأت مندانہ اور خالصتاً روحانی پیش قدمی تاریخِ اسلام میں ایک درخشاں باب کی حیثیت رکھتی ہے، جو آج بھی اہلِ انصاف کے لیے دعوتِ فکر اور اہلِ حق کے لیے سرچشمۂ یقین ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”اب اے مخالف مولویو! اور سجادہ نشینو!! یہ نزاع ہم میں اور تم میں حد سے زیادہ بڑھ گئی ہے۔ اور اگرچہ یہ جماعت بہ نسبت تمہاری جماعتوں کے تھوڑی سی اور فئہ قلیلہ ہے اور شائد اس وقت تک چار ہزار پانچ ہزار سے زیادہ نہیں ہوگی تاہم یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودہ ہے خدا اس کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ وہ راضی نہیں ہوگا جب تک کہ اس کو کمال تک نہ پہنچا دے۔ اور وہ اس کی آبپاشی کرے گا اور اس کے گرد احاطہ بنائے گا اور تعجب انگیز ترقیات دے گا۔ کیا تم نے کچھ کم زور لگایا۔ پس اگر یہ انسان کا کام ہوتا تو کبھی کا یہ درخت کاٹا جاتا اور اس کا نام و نشان باقی نہ رہتا۔ اسی نے مجھے حکم دیا ہے کہ تا میں آپ لوگوں کے سامنے مباہلہ کی درخواست پیش کروں۔“

(انجام آتھم روحانی خزائن جلد 11 صفحہ نمبر 64)

اس کے بعد یہ درخواست مباہلہ بذریعہ رجسٹری اس وقت کے مشہور 83 علماء و مشائخ اور 48 سجادہ نشینوں کے نام ارسال کی گئی۔ اس دعوت مباہلہ کے ساتھ 209 صفحات پر مشتمل فصیح و بلیغ عربی و فارسی مکتوب بھی تحریر فرمایا۔ جس میں 258 اشعار پر مشتمل منظوم کلام بھی شامل تھا۔

مباہلہ میں شرط کے طور پر آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ”میرے مباہلہ میں یہ شرط ہے کہ اشخاص مندرجہ ذیل میں سے کم سے کم دس آدمی حاضر ہوں اس سے کم نہ ہوں اور جس قدر زیادہ ہوں میری خوشی اور مراد ہے کیونکہ بہتوں پر عذاب الٰہی کا محیط ہوجانا ایک ایسا کھلا کھلا نشان ہے جو کسی پر مشتبہ نہیں رہ سکتا۔ گواہ رہ اے زمین اور اے آسمان کہ خدا کی لعنت اس شخص پر کہ اس رسالہ کے پہنچنے کے بعد نہ مباہلہ میں حاضر ہو اور نہ تکفیر اور توہین کو چھوڑے اور نہ ٹھٹھا کرنے والوں کی مجلسوں سے الگ ہو۔“

(انجام آتھم بحوالہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ نمبر 67)

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو براہِ راست بھی مختلف وقتوں میں الہاماً اس اہم امر کی طرف توجہ دلائی کہ صبر اور اعلیٰ اخلاق کا دامن ہمیشہ پکڑے رہنا اور چاہے جو بھی حالات ہو جائیں، دشمن چاہے جیسی بھی ذلیل اور گھٹیا حرکتیں کرے، نقصان پہنچانے کے چاہے جتنے بھی حیلے اور وسیلے تلاش کئے جائیں اور عملاً نقصان پہنچائے، تمہارا صبر اور استقامت کا دامن کبھی نہیں چھوٹنا چاہئے۔ دعاؤں کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے چلے جاؤ اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے انتظار میں رہو۔ اللہ تعالیٰ کے بندوں پر ابتلا اور آزمائشیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتی ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے وہ بندے اُن کو اللہ کی خاطر برداشت کرتے ہیں۔ چنانچہ براہینِ احمدیہ میں آپؑ نے اس بارہ میں اپنے ایک الہام کا ذکر فرمایا ہے۔ اُس کے الفاظ یوں ہیں کہ اَلْفِتْنَةُ هٰهُنَا فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ۔ اَلَآ اِنَّهَا فِتْنَةٌ مِّنَ اللّٰهِ لِيُحِبَّ حُبًّا جَمًّا۔ حُبًّا مِّنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْاَكْرَمِ۔ عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ۔ اس جگہ فتنہ ہے۔ پس صبر کر جیسے اولوالعزم لوگوں نے صبر کیا۔ خبردار ہو۔ یہ فتنہ خدا کی طرف سے ہے تا وہ ایسی محبت کرے جو کامل محبت ہے۔ اُس خدا کی محبت جو نہایت عزت والا اور نہایت بزرگ ہے۔ وہ بخشش جس کا کبھی انقطاع نہیں ہوتا۔ (یعنی کبھی وہ ختم نہیں ہوتی)۔

(براہین احمدیہ حصہ سوم روحانی خزائن جلد اوّل صفحہ 609-610 حاشیہ در حاشیہ نمبر 3)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پس نبوت کے دعوے سے بھی پہلے، بیعت لینے سے بھی پہلے بلکہ ابتدا میں ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کو صبر کے اعلیٰ خُلق کی جو تلقین فرمائی تھی اس کا اظہار اور اس پر عمل آپ کی زندگی کے آخری لمحہ تک جاری رہا۔ جس کی بعض مثالیں جیسا کہ میں نے کہا مَیں پیش کروں گا۔

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ 1898ء میں مولوی محمد حسین صاحب نے اپنا ایک گالیوں کا بھرا ہوا رسالہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے حضور بھیجا۔ اپنی رپورٹ میں وہ لکھتے ہیں کہ مَیں نے 27 جولائی 1898ء کے الحکم میں اس کیفیت کو درج کر دیا ہے۔ کہتے ہیں کہ آج قریباً تیس سال ہوئے جب اسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے حوصلہ، ضبطِ نفس اور توجہ الی اللہ پر غور کرتے ہوئے پڑھتا ہوں تو میری آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکل جاتے ہیں۔

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از مولانا یعقوب علی عرفانی صاحب صفحہ 462-463) (خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 26/نومبر 2010ء)

مندرجہ بالا حقائق، اقتباسات اور تاریخی شواہد کی روشنی میں یہ حقیقت پوری آب و تاب کے ساتھ سامنے آتی ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جہاد نہ کسی سیاسی اقتدار کے حصول کیلئے تھا، نہ تلوار و تشدد پر مبنی کوئی تحریک، بلکہ یہ ایک خالصتاً علمی، روحانی، اخلاقی اور الٰہی جہاد تھا جس کی بنیاد صبر، دعا، دلیل اور اعلیٰ اخلاق پر رکھی گئی تھی۔ آپؑ نے اسلام کے خلاف ہونے والے منظم فکری حملوں کا مقابلہ اسی ہتھیار سے کیا جو اس زمانے میں سب سے زیادہ مؤثر اور فیصلہ کن تھا، یعنی قلم، برہان اور زندہ نشانات۔

حضرت مسیح موعودؑ نے واضح کر دیا کہ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق اس زمانہ میں جہاد کا حقیقی مفہوم جہاد یا تعلیم اور جہاد بالقرآن ہے اور ثابت کر دکھایا کہ اسلام کی اصل طاقت اس کی زندہ سچائی، خدائی تائید اور روحانی تاثیر میں پوشیدہ ہے، نہ کہ جبر، تشدد یا تلوار کے زور میں۔ آپؑ کے علمی چیلنجز، مباہلات، پیشگوئیاں اور قبولیتِ دعا کے حیرت انگیز واقعات اس بات کا ناقابلِ تردید ثبوت ہیں کہ خدا آج بھی اسی طرح زندہ ہے جیسے پہلے تھا، اور اسلام آج بھی اسی قوت اور صداقت کے ساتھ قائم ہے جیسے عہدِ نبویؐ میں تھا۔

یہ بھی روزِ روشن کی طرح عیاں ہوجاتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے نہایت شدید مخالفت، گالی گلوچ، بہتان طرازیوں، قتل کے مقدمات اور سازشوں کے باوجود صبر، حلم اور ضبطِ نفس کا ایسا بے مثال نمونہ پیش فرمایا جو آنحضرت ﷺ کی سنت کا حقیقی عکس تھا۔ دشمنوں کی ہر اذیت کے مقابل پر آپؑ کی زبان سے دعا نکلی، ہر الزام کے جواب میں دلیل پیش کی گئی اور ہر فتنہ کے سامنے اخلاق کی شمع روشن رکھی گئی۔ یہی وہ اسلوب تھا جس نے بالآخر باطل کو رسوا اور حق کو سرخرو کر دیا۔

مباہلہ کی دعوت، علمی مناظرے، قلمی تصانیف اور روحانی نشانات اس بات پر گواہی دیتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے مامور تھے، جنہیں اسی مقصد کیلئے مبعوث کیا گیا تھا کہ وہ اسلام کی کھوئی ہوئی علمی و روحانی شان کو ازسرِ نو زندہ کریں اور دنیا کو یہ دکھا دیں کہ اسلام زندہ مذہب ہے، جو ہر دور کے اعتراضات کا جواب دینے کی کامل صلاحیت رکھتا ہے۔

بالآخر یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت نے نہ صرف مسلمانوں کو ایک نئی فکری زندگی عطا کی بلکہ ایک ایسی جماعت کی بنیاد رکھی جو دلیل، اخلاق اور روحانیت کے ذریعے دنیا کے سامنے حقیقی اسلام کی نمائندہ بنی۔ جماعت احمدیہ کے ذریعہ اسلام کا یہ پیغام آج دنیا کے کناروں تک پہنچ رہا ہے، اور یہ اسی خدائی وعدے کی عملی تکمیل ہے کہ اللہ اپنے دین کی حفاظت خود فرماتا ہے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسلوبِ جہاد تاریخِ اسلام کا وہ روشن باب ہے جو رہتی دنیا تک اہلِ انصاف کے لیے حجت، اہلِ علم کے لیے دلیل اور اہلِ ایمان کے لیے یقین و اطمینان کا سرچشمہ بنا رہے گا۔

⁂

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

زندہ وہی ہیں جو کہ خدا کے قریب ہیں
مقبول بن کے اُس کے عزیز و حبیب ہیں

تقویٰ یہی ہے یارو کہ نخوت کو چھوڑ دو
کبر و غرور و بخل کی عادت کو چھوڑ دو

طالبِ دُعا: سیّد زمرود احمد ولد سیّد شعیب احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ بھونیشور (صوبہ اڈیشہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

وہ دلبرِ یگانہ علموں کا ہے خزانہ
باقی ہے سب فسانہ سچ بے خطا یہی ہے

سب ہم نے اُس سے پایا شاہد ہے تُو خدایا
وہ جس نے حق دکھایا وہ مَہ لقا یہی ہے

طالبِ دُعا: زبیر احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ دارجلنگ (صوبہ مغربی بنگال)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذوقِ عبادت

(لئیق احمد نائک مربی سلسلہ)

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں انسان کی تخلیق کا بنیادی مقصد خالصتاً اپنی عبادت اور بندگی قرار دیا ہے۔ قرآنِ کریم اور تاریخِ انسانی کا گہرا مطالعہ اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ اس اعلیٰ مقصد کے حصول میں سب سے نمایاں اور ممتاز کردار ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے مامورین اور رسولوں کا رہا ہے۔ یہ وہ ہستیاں ہوتی ہیں جن کو خدا تعالیٰ اپنی خاص رضا کے عطر سے ممسوح کر کے ہدایتِ خلق کے لیے منتخب فرماتا ہے۔ ان کے دلوں میں بچپن ہی سے خدا کی محبت اور عشق راسخ ہوتا ہے۔ ان کی طبائع اس محبتِ الٰہی میں اس قدر سرشار ہوتی ہیں کہ وہ دنیاوی علائق سے بے نیاز ہو کر شب و روز تنہائی میں عبادتِ الٰہی میں مصروفِ عمل رہتی ہیں۔ اسی بنا پر وہ دنیا کے لیے اسوہ قرار پاتی ہیں۔

چنانچہ حضرت رسولِ اکرم ﷺ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کا ہر لمحہ خدا تعالیٰ کی عبادت میں ایک سچے عاشقِ زار کی تصویر پیش کرتا ہے۔ آپؑ کی زندگی کا مطالعہ اس حقیقت کو واضح طور پر آشکار کرتا ہے کہ آپ کی تمام تر دلچسپیوں کا واحد محور اور قلبی مرکز عبودیتِ الٰہی ہی تھا۔ آپؑ نے ایسے درخشاں اور زندہ نمونے پیش فرمائے جو قیامت تک آنے والی نسلوں کے لیے مشعلِ راہ بنے رہیں گے۔ اگر خدا تعالیٰ آپؑ کو اس گوشۂ گمنامی سے نکل کر توحید کا علم بلند کرنے کا حکم نہ دیتا تو آپؑ اسی طرح عبادت اور بندگی میں عمر بسر فرما دیتے۔

قارئینِ کرام! اگرچہ عبادت کا مفہوم وسیع ہے اور اس کا اطلاق انسان کے تمام نیک اعمال پر ہوتا ہے، تاہم اس مضمون میں نماز، روزہ اور ذکرِ الٰہی وغیرہ کے تناظر میں حضرت مسیح موعودؑ کی خلوت وجلوت کے چند ایمان افروز روایات پیش کی جائیں گی۔

حضرت مسیح موعودؑ کو شروع سے ہی نماز اور ذکر الٰہی کے ساتھ گہرا تعلق اور ایک فطری لگاؤ تھا جو تا حیات گویا ایک نشۂ عشق کی صورت میں آپؑ کے دل و دماغ پر طاری رہا۔ آپؑ کے ابتدائی حالاتِ زندگی میں یہ عجیب واقعہ ملتا ہے کہ جب آپؑ کی عمر نہایت کم تھی تو آپؑ اپنی کمسن ہم عمر لڑکی (جو بعد کو آپؑ سے بیاہی گئیں) سے فرمایا کرتے تھے کہ دعا کر کہ خدا مجھے نماز نصیب کرے۔ یہ فقرہ بظاہر مختصر ہے، مگر اس سے عشقِ الٰہی کی ان گہری لہروں کا اندازہ ہوتا ہے جو آپؑ کے دل میں موجزن تھیں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے کم عمری ہی میں مسجد کو اپنا مسکن بنالیا تھا۔ چنانچہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام خود فرماتے ہیں۔ اَلْمَسَاجِدُ مَکَانِیْ وَالصَّالِحُوْنَ اِخْوَانِیْ وَذِکْرُ اللّٰہِ مَالِیْ وَخَلْقُ اللّٰہِ عَیَالِیْ۔ یعنی میرا مکان مسجدیں ہیں۔ اور صالحین میرے بھائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر میرا مال و دولت ہے۔ اس کی مخلوق میرا کنبہ ہے۔‘‘

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ حصہ سوم صفحہ 402)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں کہ ’’ایک سکھ زمیندار کا بیان ہے جس نے حضرت مسیح موعودؑ کو ہمارے دادا کی طرف سے نوکری کا پیغام لا کر دیا تھا کہ ایک دفعہ ایک بڑے افسر یا رئیس نے ہمارے دادا صاحب سے پوچھا کہ سنتا ہوں کہ آپ کا ایک چھوٹا لڑکا بھی ہے مگر ہم نے اسے کبھی دیکھا نہیں۔ دادا صاحب نے، (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والد صاحب نے) مسکراتے ہوئے فرمایا کہ

’’ہاں میرا ایک چھوٹا لڑکا تو ہے مگر وہ تازہ شادی شدہ دلہنوں کی طرح کم ہی نظر آتا ہے۔ اگر اسے دیکھنا ہو تو مسجد کے کسی گوشہ میں جا کر دیکھ لیں۔ وہ تو مسیتڑ ہے‘‘

(سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔اے صفحہ 9-10)

اس روایت کو معراج دین صاحب عمر نے بھی مزید وضاحت سے لکھا ہے کہ آپ کے والد صاحب نے فرمایا کہ ’’مسجد میں جا کر...... تلاش کرو۔ اگر وہاں نہ ملے تو مایوس ہو کر واپس مت آنا۔ مسجد کے اندر چلے جانا اور وہاں کسی گوشہ میں تلاش کرنا۔ اگر وہاں بھی نہ ملے تو پھر بھی ناامید ہو کر لوٹ مت آنا۔ کسی صف میں دیکھنا کہ کوئی اس کو لپیٹ کر کھڑا کر گیا ہوگا کیونکہ وہ تو زندگی میں مرا ہوا ہے۔

(حضرت مسیح موعودؑ کے مختصر حالات از معراج الدین عمر صاحب صفحہ 67)

آپ کے خادم مرزا اسماعیل بیگ صاحب کی روایت ہے کہ کبھی حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب مجھے بلاتے اور دریافت کرتے کہ ’’سنا، تیرا مرزا کیا کرتا ہے۔ میں کہتا تھا کہ قرآن پڑھتے ہیں۔ اس پر وہ کہتے کہ کبھی سانس بھی لیتا ہے۔ پھر یہ پوچھتے کہ رات کو سوتا بھی ہے؟ میں جواب دیتا کہ ہاں سوتے بھی ہیں۔ اور اٹھ کر نماز بھی پڑھتے ہیں۔ اس پر مرزا صاحب کہتے کہ اس نے سارے تعلقات چھوڑ دیئے ہیں۔ میں اوروں سے کام لیتا ہوں۔ دوسرا بھائی کیسا لائق ہے مگر وہ معذور ہے۔‘‘

(تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ ۶۵)

پھر ایک ہندو پنڈت دیوی رام جو ۱۸۷۵ء میں نائب مدرس ہو کر قادیان گئے بیان کرتے ہیں کہ مرزا صاحب پانچ وقت نماز کے عادی تھے۔ روزہ رکھنے کے عادی تھے اور خوش اخلاق متقی اور پرہیز گار تھے۔ (سیرۃ المہدی جلد ۳ صفحہ ۱۷۹) مرزا صاحب مسجد یا حجرہ میں رہتے تھے۔ آپ کے والد صاحب آپ کو کہتے تھے کہ غلام احمد تم کو پتہ نہیں کہ سورج کب چڑھتا ہے اور کب غروب ہوتا ہے اور بیٹھتے ہوئے وقت کا پتہ نہیں جب میں دیکھتا ہوں چاروں طرف کتابوں کا ڈھیر لگا رہتا ہے۔

(سیرت المہدی جلد 3 صفحہ 178,182)

بیماری میں نماز کا اہتمام

بیماری خصوصاً شدید بیماری ایمان کا امتحان ہوتی ہے، کیونکہ جب انسان کے قویٰ جواب دینے لگیں تو اس کی توجہ عموماً اپنے آرام تک محدود ہو جاتی ہے، لیکن خدا کے چنیدہ بندے اس حالت میں بھی عبادتِ الٰہی میں تساہل سے کام نہیں لیتے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ شدید بیماری کے عالم میں بھی اپنے خالق و مالک کے حضور سربسجود نظر آتے ہیں۔

حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ تحریر فرماتے ہیں: میں آپؑ کی خدمت میں تین مہینے تک رہا اس زمانہ میں حضرت اقدس سخت بیمار تھے اور نماز باجماعت کا اس حالت بیماری اور ضعف میں نہایت التزام رکھتے تھے۔ (تذکرۃ المہدی صفحہ 69-70)

حضور نے ایک بار فرمایا: میرے سر کی حالت آج بھی اچھی نہیں چکر آرہا ہے جب جماعت کا وقت آتا ہے تو اس وقت خیال گزرتا ہے کہ اب جماعت ہوگی اور میں شامل نہ ہوں گا اور افسوس ہوتا ہے اس لئے افتاں وخیزاں چلا آتا ہوں۔ (ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۲۱۲)

بہت ابتدائی زمانہ کی بات ہے حضرت مستری فقیر محمد صاحبؓ اپنے والد جیوا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور کوٹھے پر سے گر پڑے ہم آپ کی عیادت کے لئے گئے آپ کو ہوش آئی تو پہلا سوال یہ کیا کہ نماز کا وقت ہوا ہے یا نہیں۔

(رجسٹر روایات صحابہ جلد 1 صفحہ 58۔ الفضل انٹرنیشنل 28/جنوری 2020ء)

سفروں میں اہتمام نماز

جس طرح بیماری انسان کے لیے آزمائش ہوتی ہے، اسی طرح سفر بھی مشقت کا باعث بنتا ہے، بلکہ حدیث میں سفر کو عذاب کا ٹکڑا قرار دیا گیا ہے۔ تاہم حضرت مسیح موعودؑ کو دعویٰ سے قبل اور بعد میں متعدد مصالح کے لیے سفر کرنے پڑے، مگر ان تمام اسفار میں نماز کا غیر معمولی اہتمام نمایاں نظر آتا ہے۔

بلکہ آپؑ سفر کی شروعات ہی نوافل سے کرتے۔ حضور کے خادم مرزا دین محمد صاحبؓ آف لنگروال بیان کرتے ہیں: ’’وہ صوم وصلوٰۃ کے پابند اور شریعت کے دلدادہ تھے۔ یہی شوق مجھے بھی ان کی طرف لے گیا اور میں ان کی خدمت میں رہنے لگا۔ جب مقدمات کی پیروی کے لئے جاتے تو مجھے گھوڑے پر اپنے ساتھ اپنے پیچھے سوار کر لیتے تھے۔ جس دن آپ نے بٹالہ جانا ہوتا تو سفر سے پہلے آپ دو نفل پڑھ لیتے۔‘‘

(تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ 76)

مقدمات میں اہتمام نماز

آپ کو مقدمات کے لیے کئی سفر کرنے پڑے مگر مقدمات خواہ کتنے پیچیدہ اور اہم ہوتے آپ نماز کی ادائیگی کو ہر صورت میں مقدم رکھتے تھے۔ چنانچہ آپ نے مقدمات کے دوران کبھی کوئی نماز قضاء نہیں ہونے دی۔ عین کچہری میں نماز کا وقت آتا تو حکم الٰہی کی بجا آوری میں مصروفِ نماز ہو جاتے کہ گویا آپ صرف نماز پڑھنے کے لیے آئے ہیں کوئی اور کام آپ کے مدنظر نہیں ہے۔

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ نے بیان کیا کہ ’’حضرت مسیح موعودؑ کے ملازم غفار کا کام اتنا ہی تھا کہ جب آپ مقدمات کے لئے سفر کرتے تو وہ ساتھ ہوتا اور لوٹا اور مصلّٰی اس کے پاس ہوتا۔ ان دنوں آپ کا معمول یہ تھا کہ رات کو بہت کم سوتے اور اکثر حصہ جاگتے اور رات بھر نہایت رقت آمیز لہجہ میں گنگناتے رہتے۔‘‘

(شمائل احمد صفحہ ۲۸)

پھر فرماتے ہیں: (غالباً ۱۹۰۳ء) ایک دفعہ مقدمہ کرم دین میں جب کہ حضرت صاحب کمرہ عدالت میں تشریف فرما تھے۔ نماز ظہر کا وقت گزر گیا۔ اور نماز عصر کا وقت بھی تنگ ہو گیا۔ تب حضور نے عدالت سے نماز پڑھنے کی اجازت چاہی اور باہر آکر برآمدے میں ہی اکیلے ہی ہر دو نمازیں جمع کر کے پڑھیں۔

(ذکر حبیب صفحہ ۱۱۰)

آپؑ ایک مقدمہ کا ذکر کرتے ہوئے خود فرماتے ہیں: ’’میں بٹالہ ایک مقدمہ کی پیروی کے لئے گیا۔ نماز کا وقت ہو گیا اور میں نماز پڑھنے لگا۔ چپڑاسی نے آواز دی مگر میں نماز میں تھا فریق ثانی پیش ہو گیا اور اس نے یک طرفہ کارروائی سے فائدہ اٹھانا چاہا اور بہت زور اس بات پر دیا۔ مگر عدالت نے پروانہ کی اور مقدمہ اس کے خلاف کر دیا اور مجھے ڈگری دے دی۔ میں جب نماز سے فارغ ہو کر گیا تو مجھے خیال تھا کہ شاید حاکم نے قانونی طور پر میری غیر حاضری کو دیکھا ہو۔ مگر جب میں حاضر ہوا اور میں نے کہا کہ میں تو نماز پڑھ رہا تھا تو اس نے کہا میں تو آپ کو ڈگری دے چکا ہوں‘‘۔ (حیات احمد صفحہ 74) عدالت سے غیر حاضری کے باوجود آپ کے حق میں فیصلہ ہو جانا ایک بڑا الٰہی نشان تھا۔

ایک اور واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں......

مارٹن کلارک والے مقدمہ سے قریباً پچیس سال پہلے میں ایک دفعہ خواب میں دیکھ چکا تھا کہ میں ایک عدالت

ارشاد
حضرت
امیر المومنین
خلیفۃ المسیح الخامس

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جن باتوں کا ہم سے
عہد لیا ہے ان کے مطابق اپنی زندگی گزارنے کی سعی کریں

(پیغام بر موقع جلسہ سالانہ ڈنمارک 2019)

طالب دعا : افراد خاندان مکرم شیخ رحمۃ اللہ صاحب (جماعت احمدیہ سورو، صوبہ اڈیشہ)

میں کسی حاکم کے سامنے حاضر ہوں اور نماز کا وقت آ گیا ہے تو میں نے اس حاکم سے نماز کے لئے اجازت طلب کی تو اس نے کشادہ پیشانی سے مجھے اجازت دیدی۔ چنانچہ اس کے مطابق اس مقدمہ میں عین دوران مقدمہ میں جبکہ میں نے کپتان ڈگلس سے نماز کے لئے اجازت چاہی تو اس نے بڑی خوشی سے مجھے اجازت دی۔

(نزول المسیح۔روحانی خزائن جلد18 صفحہ 588)

دنیاوی حکام سے ملاقات کے وقت عبادت کی اہمیت

سر جیمز ولسن فنانشل کمشنر پنجاب ایک روزہ دورہ پر 1908ء میں قادیان آئے۔ ان کے ہمراہ ڈپٹی کمشنر صاحب ضلع گورداسپور وغیرہ بھی تھے۔ جماعت کے ایک وفد نے ان کا استقبال کیا۔ اثنائے گفتگو میں۔۔فنانشل کمشنر صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ سے ملاقات کے لیے خواہش کا اظہار کیا تھا۔ چنانچہ حضور اپنے بعض خدام کے ساتھ شام کے پانچ بجے تشریف لے گئے......فنانشل کمشنر صاحب حضور کی ملاقات پر بہت ہی خوش ہوئے۔ ازاں بعد حضور واپس تشریف لے آئے۔ رستہ میں حضور نے خود ہی بتایا ہم نے خوب کھول کھول کر فنانشل کمشنر کو اسلام کی خوبیاں سنائیں اور اپنی طرف سے حجت پوری کردی۔ فنانشل کمشنر نے اور بھی باتیں کرنا چاہیں اور دنیاوی باتیں تھیں۔ میں نے کہا آپ دنیاوی حاکم ہیں خدا نے ہمیں دین کے لئے روحانی حاکم بنایا ہے جس طرح آپ کے وقت کاموں کے مقرر ہیں۔ اسی طرح ہمارے بھی کام مقرر ہیں اب ہماری نماز کا وقت ہو گیا۔ ہم کھڑے ہو گئے۔ فنانشل کمشنر بھی کھڑے ہو گئے اور خوش خوش ہمارے ساتھ خیمہ تک باہر آئے اور ٹوپی اتار کر سلام کیا اور چلے آئے۔

(سیرت احمد از حضرت مولوی قدرت اللہ سنوری صاحب صفحہ 57)

وقار اور اطمینان

نمازوں کو سکون اور اطمینان سے ادا کرنا ذوق اور عشق کی ایک علامت ہے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کی نمازوں کی ایک نمایاں خصوصیت قرار، سکون اور اطمینان ہے۔ آپؑ کے قیام، رکوع، سجود اور قعدہ ہر رکن میں اعتدال، خشوع اور وقار جھلکتا تھا۔ حضرت قاضی محمد یوسف صاحبؓ فرماتے ہیں: میں نے بار ہا حضرت مسیح موعودؑ کو نماز فرض اور نماز تہجد پڑھتے ہوئے دیکھا آپ نماز نہایت اطمینان سے پڑھتے۔ (سیرت المہدی جلد 3 صفحہ 48) حضرت مولوی محمد ابراہیم صاحبؓ بقاپوری بیان کرتے ہیں کہ مسیح موعودؑ کا رکوع، قیام، قومہ، جلسہ درمیانہ تھا ہر ایک رکن میں اطمینان اور تسلی ہوتی تھی۔

(رجسٹر روایات جلد8 صفحہ 67۔الفضل انٹرنیشنل 21/جنوری 2020ء)

نماز تہجد و نوافل

نمازِ تہجد تمام صالحین کا طرۂ امتیاز رہی ہے، کیونکہ یہ وہ وقت ہوتا ہے جب دنیا خوابِ غفلت میں پڑی ہوتی ہے اور خدا کے محبوب بندے اپنے آرام کو ترک کر کے اس کے ذکر میں محو ہوتے ہیں۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ فرماتے ہیں:''نماز تہجد کے واسطے آپؑ بہت پابندی سے اٹھا کرتے تھے۔''

(الفضل 3/جنوری 1931ء)

حضرت مرزا دین محمد صاحبؓ لنگروال فرماتے ہیں: میں اپنے بچپن سے حضرت مسیح موعودؑ کو دیکھتا آیا ہوں۔ اور سب سے پہلے میں نے آپ کو مرزا غلام مرتضٰی صاحب کی زندگی میں دیکھا تھا۔ جبکہ میں بالکل بچہ تھا آپ کی عادت تھی کہ رات کو عشاء کے بعد جلد سو جاتے تھے۔ اور پھر ایک بجے کے قریب تہجد کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے تھے۔ اور تہجد پڑھ کر قرآن کریم کی تلاوت فرماتے رہتے تھے۔ پھر جب صبح کی اذان ہوتی تو سنتیں گھر میں پڑھ کر نماز کے لئے مسجد میں جاتے۔ اور باجماعت نماز پڑھتے۔

(سیرت المہدی جلد3 صفحہ 20)

حضرت محمد جمیل صاحبؓ فرماتے ہیں: جب طاعون کی بیماری پڑی اور حضور باغ میں قیام پذیر ہوئے تو ہم لوگ راتوں کو پہرہ دیا کرتے تھے رات کے جس حصہ میں بھی ہم لوگ حضور کے کیمپ کے پاس سے گزرتے تو آپ نماز میں ہی مصروف نظر آتے۔ خدا جانے کب سوتے ہوں گے۔ ایک بار حضور لاہور تشریف لے گئے تو ہمارے ہیڈ ماسٹر مفتی محمد صادق صاحب ہماری کلاس کو بھی لاہور ساتھ لے گئے۔ ہمیں حضور کے کمرہ کے ساتھ جگہ ملی۔ حضور رات ۱۱ بجے تک مہمانوں کے ساتھ مصروف رہتے اور پھر تمام رات تہجد میں گزار دیتے۔ ہمیں جب بھی بیداری ہوتی حضور نماز پڑھتے ہی نظر آتے۔

(رجسٹر روایات جلد6 صفحہ 21-22۔الفضل انٹرنیشنل 14/فروری 2020ء)

حضرت ماسٹر نذیر حسین صاحبؓ فرماتے ہیں ایک بار جہلم جاتے ہوئے حضور میرے دادا حضرت میاں چراغ دین صاحب کے مکان مبارک منزل لاہور ٹھہرے۔ حضور کے کمرہ کے باہر دالان میں دروازے کے پاس میں بھی سو گیا۔ رات ۳ بجے جاگا تو حضور نماز پڑھ رہے تھے۔ میں بھی وضو کر کے دور فاصلہ پر نماز پڑھنے لگ گیا۔ میں نے بہت کوشش کی کہ حضور جتنا قیام یا رکوع یا سجدہ کر سکوں مگر نہ کر سکا۔ میں ۲ رکعت میں ہی سخت تھک گیا اور حضور ابھی اسی رکعت میں تھے جس میں خاکسار شامل ہوا تھا۔

(رجسٹر روایات جلد 7 صفحہ 68-69/الفضل انٹرنیشنل 11/فروری 2020ء)

ایک دفعہ حضور بیماری کے سخت دورہ میں تہجد کے لیے اٹھے تو غش کھا کر گر پڑے۔ الہام ہوا کہ ایسی حالت میں تہجد کی بجائے لیٹے لیٹے یہ دعا پڑھ لیا کرو۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ

(ذکر الٰہی از حضرت مصلح موعود صفحہ 113)

تہجد میں گریہ وزاری

حضرت مسیح موعودؑ کے خادم حضرت حافظ حامد علی صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ''تہجد کے وقت حضور ایسی آہستگی اور خاموشی سے اٹھتے کہ مجھے خبر نہ ہوتی لیکن گاہے گاہے جب آپ کی آواز خشوع و خضوع کے سبب سے بے اختیار بلند ہوتی مجھے خبر ہو جاتی اور میں شرمندہ ہو کر اٹھتا......سجدہ کو بہت لمبا کرتے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس گریہ وزاری میں آپ پگھل کر بہہ جائیں گے۔ نماز تہجد کے واسطے آپ پابندی سے اٹھا کرتے تھے''۔

(اصحاب احمد جلد18 صفحہ 74)

سیالکوٹ میں ملازمت کے دوران کا اکثر معمول تھا کہ آپ گھر سے باہر اپنے اوپر چادر لپیٹے رکھتے اور صرف اتنا حصہ چہرہ کا کھلا رکھتے جس سے راستہ نظر آئے۔ جب کچہری سے فارغ ہو کر واپس اپنی قیام گاہ پر تشریف لاتے تو دروازہ بند کر لیتے اور قرآن شریف کی تلاوت اور ذکر الٰہی میں مصروف ہو جاتے۔ آپ کے اس طریق مبارک سے بعض متجسس طبیعتوں کو خیال پیدا ہوا کہ یہ ٹوہ لگانا چاہیے کہ آپ کواڑ بند کر کے کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک دن ''سراغ رسان'' گروہ نے آپ کی ''خفیہ سازش'' کو بھانپ لیا یعنی ''انہوں نے بچشم خود دیکھا کہ آپ مصلٰی پر رونق افروز ہیں قرآن مجید ہاتھ میں ہے اور نہایت عاجزی اور رقت اور الحاح وزاری اور کرب و بلا سے دست بدعا ہیں کہ ''یا اللہ تیرا کلام ہے مجھے تو تُو ہی سمجھائے گا تو میں سمجھ سکتا ہوں''۔

(تاریخ احمدیت جلد 1 صفحہ 85)

مائی حیات بی بی صاحبہ بنت فضل دین صاحب کی روایت ہے کہ ''مرزا صاحب اندر جاتے اور دروازہ بند کر لیتے اور اندر صحن میں جا کر قرآن پڑھتے رہتے۔ میرے والد صاحب بتلایا کرتے تھے کہ مرزا صاحب قرآن مجید پڑھتے پڑھتے بعض وقت سجدہ میں گر جاتے ہیں اور لمبے لمبے سجدے کرتے ہیں اور یہاں تک روتے ہیں کہ زمین تر ہو جاتی ہے''۔

(سیرت المہدی جلد3 صفحہ 93)

حضرت میاں سانولا پٹھانہ ضلع پونچھ کی روایت ہیکہ آپؑ گھنٹے دو گھنٹے نماز میں کھڑے رہتے جب سجدہ میں جاتے تو دو دو گھنٹے سجدہ میں پڑے رہتے اور سجدہ کے وقت ان سے ایسی آواز نکلتی جیسے ابلتی ہوئی ہانڈی سے نکلتی ہے۔ سجدے کی جگہ روتے روتے تر ہو جاتی تھی۔

(تاریخ احمدیت کشمیر صفحہ ٦٧)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا اور اپنی جماعت کا شناختی نشان بھی نماز کو ہی قرار دیا ہے۔ اور فرمایا کہ تم پنجوقتہ نماز اور اخلاقی حالت سے شناخت کئے جاؤ گے۔ (مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 48) حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ ارکانِ اسلام میں سب سے زیادہ زور نماز پر دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ نمازیں سنوار کر پڑھا کرو۔

(سیرت المہدی جلد3 صفحہ 126)

خلوت کی عبادتیں

حضرت مسیح موعودؑ کو خلوت محبوب تھی اور اگر اللہ تعالیٰ آپؑ کو گوشۂ گمنامی سے نکال کر ہدایتِ خلق کا فریضہ عطا نہ فرماتا تو آپؑ ساری زندگی تنہائی میں عبادتِ الٰہی میں بسر فرما دیتے۔ آپؑ کی خلوتی عبادات آپ کے غیر معمولی ذوقِ عبادت اور تعلق باللہ کی روشن دلیل ہیں۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ فرماتے ہیں: نماز تہجد کی خلوت کے علاوہ دن کے وقت بھی عموماً ایک وقت بالکل علیحدگی میں عبادت میں گزارتے تھے۔ آپ کی رہائش کے کمرے کے ساتھ چھوٹا سا کمرہ بیت الدعاء کا ہے۔ اسے اندر سے بند کر کے دو گھنٹہ کے قریب بالکل علیحدگی میں مصروف عبادت رہا کرتے تھے۔ ایام سفر میں بھی آپ کے واسطے کوئی چھوٹا سا کمرہ خلوت کے واسطے بالکل الگ کر دیا جاتا۔ مقدمہ کرم الدین کے زمانہ میں جب کہ کئی ماہ تک گورداسپور میں قیام رہا، اس وقت جو مکان کرایہ پر لیا ہوا تھا اس کے دروازے سے داخل ہوتے ہی بائیں طرف ایک چھوٹا سا کمرہ اس غرض کے واسطے الگ کر دیا تھا جس میں حضور عموماً ۱۰ بجے سے ۱۲ بجے تک روزانہ بالکل علیحدگی میں مصروف بہ عبادت و دعا رہتے تھے۔ ابتدائی زمانہ میں جب کہ ہنوز کچھ شہرت آپ کی نہ تھی اور آدمیوں کی کچھ آمدورفت نہ تھی، اس وقت آپ عموماً تلاش خلوت میں باہر جنگل میں چلے جایا کرتے اور علیحدگی میں بیٹھ کر عبادت الٰہی کرتے۔

(الفضل 3/جنوری 1931ء)

حضرت شیخ یعقوب علی صاحبؓ فرماتے ہیں آپ خواہ سفر میں ہوں یا حضر میں۔ دعا کے لیے ایک مخصوص جگہ بنا لیا کرتے تھے۔ اور وہ بیت الدعا کہلاتا تھا۔ میں جہاں جہاں حضرت کے ساتھ گیا ہوں میں نے دیکھا ہے کہ آپ نے دعا کے لیے ایک الگ جگہ ضرور مخصوص فرمائی اور اپنے روزانہ پروگرام میں یہ بات ہمیشہ داخل رکھی ہے کہ ایک وقت دعا کے لیے الگ کر لیا۔ قادیان میں ابتداء تو آپ اپنے اس چوبارہ میں ہی دعاؤں میں مصروف رہتے تھے۔ جو آپ کے قیام کے لئے مخصوص تھا۔ پھر مسجد اس مقصد کے لئے مخصوص ہو گئی۔ جب

ارشاد
حضرت
امیر المومنین
خلیفۃ المسیح الخامس

وہی ہے جس میں کامل اطاعت ہو اور
خلیفہ کے کسی ایک حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے

(پیغام بر موقع جلسہ سالانہ ڈنمارک 2019)

طالب دعا: SK Ghulam Mashi/Jaibun Nisha and with family

اللہ تعالیٰ کی مشیت ازلی نے مسجد کو بھی عام عبادت گاہ بنا دیا۔ اور تخلیہ میسر نہ رہا تو آپ نے گھر میں ایک بیت الدعا بنایا۔ جب زلزلہ آیا اور حضور کچھ عرصہ کے لئے باغ میں تشریف لے گئے تو وہاں بھی ایک چبوترہ اس غرض کے لئے تعمیر کرالیا۔ گورداسپور مقدمات کے سلسلہ میں آپ کو کچھ عرصہ کے لئے رہنا پڑا تو وہاں بھی بیت الدعا کا اہتمام تھا۔ غرض حضرت کی زندگی کا یہ دستور العمل بہت نمایاں ہے آپ دعا کے لئے ایک الگ جگہ رکھتے تھے بلکہ آخری حصہ عمر میں تو آپ بعض اوقات فرماتے کہ بہت کچھ لکھا گیا اور ہر طرح اتمام حجت کیا۔ اب جی چاہتا ہے کہ میں صرف دعائیں کیا کروں۔ دعاؤں کے ساتھ آپ کو ایک خاص مناسبت تھی۔ بلکہ دعائیں ہی آپ کی زندگی تھیں۔ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے آپ کی روح دعا کی طرف متوجہ رہتی تھی۔ ہر مشکل کی کلید آپ دعا کو یقین کرتے تھے اور جماعت میں یہی جذبہ او ر روح آپ پیدا کرنا چاہتے تھے کہ دعاؤں کی عادت ڈالیں۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ صفحہ 504-505)

روزوں کا اہتمام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو روزوں سے غیر معمولی شغف اور خاص ذوق تھا۔ آپؑ رمضان المبارک کے روزوں کا نہایت اہتمام فرماتے اور نفلی روزوں کی بھی کثرت کیا کرتے تھے۔ روزہ آپؑ کے نزدیک محض ظاہری بھوک پیاس کا نام نہیں تھا بلکہ یہ نفس کی تربیت، روح کی بالیدگی اور خدا تعالیٰ سے خاص قرب کا ذریعہ تھا۔ آپؑ فرمایا کرتے تھے کہ روزہ انسان میں تقویٰ پیدا کرتا، کشفی قوتوں کو بڑھاتا ہے اور دعا کی قبولیت کے دروازے کھول دیتا ہے۔ چنانچہ آپؑ بیماری اور ضعف کے ایام میں بھی جب صحت اجازت دیتی کثرت سے روزے رکھتے۔

فرض روزوں کے علاوہ آپؑ رمضان کے علاوہ شوال کے چھ روزوں کا بھی بہت اہتمام فرماتے تھے اور اسے سنتِ نبویؐ کی پیروی میں اہم سمجھتے تھے۔ آپؑ کی ایک خاص عادت یہ تھی کہ جب بھی آپ کو کسی خاص مہم، کسی مشکل معاملے یا کسی بڑے نشان کی طلب کے لیے دعا کرنی ہوتی، تو آپ اس کے لیے روزہ رکھتے تھے۔

آپؑ نے جوانی کے ایام میں اللہ تعالیٰ کے ایماء پر طویل عرصے تک روزے رکھے۔ ان روزوں کی خاص بات یہ تھی کہ آپ اپنا کھانا چپکے سے کسی مستحق کو دے دیتے تھے اور گھر والوں کو علم نہ ہونے دیتے کہ آپ روزے سے ہیں۔ اور اس حد تک کھانا کم کر دیا تھا کہ آپ فرماتے ہیں کہ تین ماہ کا بچہ بھی اس پر صبر نہیں کرسکتا تھا۔ آپؑ فرماتے ہیں۔

’’مجھے یاد ہے کہ اوائل عمر میں ایک دفعہ مَیں نے الہامِ الٰہی سے آٹھ نو ماہ تک مسلسل روزے رکھے۔ مگر مَیں نے ان روزوں کو ایسا پوشیدہ رکھا کہ سوائے خدا کے کسی کو خبر نہ تھی۔ بسا اوقات ایسا ہوتا تھا کہ گھر سے جو کھانا میرے پاس آتا تھا وہ مَیں کسی مسکین کو دے دیتا تھا اور خود شام تک کچھ نہ کھاتا تھا۔... اس ریاضت سے مجھ پر مکاشفات کا دروازہ کھل گیا اور مَیں نے بہت سے عجائباتِ الٰہی کا مشاہدہ کیا‘‘۔

(کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد 13، صفحہ 181-182)

قدرتی مناظر اور ذکر الٰہی

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے الفاظ میں لکھا ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ

’’جب کبھی ڈلہوزی جانے کا مجھے اتفاق ہوتا تو پہاڑوں کے سبزہ زار حصوں اور بہتے ہوئے پانیوں کو دیکھ کر طبیعت میں بے اختیار اللہ تعالیٰ کی حمد کا جوش پیدا ہوتا اور عبادت میں ایک مزا آتا۔ میں دیکھتا تھا کہ تنہائی کے لیے وہاں اچھا موقع ملتا ہے۔‘‘

(حیات احمد جلد اول حصہ اول صفحہ 85)

آخری عمل بھی نماز اور ذکر الٰہی تھا

حضرت مسیح موعودؑ کی مبارک زندگی کے آخری لمحات بھی عبادتِ الٰہی ہی میں بسر ہوئے۔ آپؑ کی زبان پر آخری دم تک خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کا ذکر جاری رہا، اور یوں آپؑ کا جینا بھی عبادت تھا اور آپؑ کا وصال بھی عبادت کی حالت میں ہوا۔ چنانچہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ آپؑ کے آخری دن کے بارے میں فرماتے ہیں (26 / مئی 1908ء) کی صبح ہوگئی اور حضرت مسیح موعودؑ کی چارپائی کو باہر صحن سے اٹھا کر اندر کمرے میں لے آئے۔ جب ذرا روشنی ہوگئی تو حضور نے پوچھا کہ نماز کا وقت ہوگیا ہے؟ عرض کیا گیا کہ حضور ہوگیا ہے اس پر حضور نے بستر پر ہی ہاتھ مار کر تیمم کیا اور لیٹے لیٹے ہی نماز شروع کر دی۔ اسی حالت میں تھے کہ غشی سی طاری ہوگئی اور نماز پوری نہ کر سکے۔ تھوڑی دیر بعد حضور نے پھر دریافت فرمایا کہ صبح کی نماز کا وقت ہوگیا ہے؟ عرض کیا گیا کہ ہوگیا ہے۔ آپ نے پھر نیت باندھی اور لیٹے لیٹے نماز ادا کی۔ اس کے بعد نیم بے ہوشی کی کیفیت طاری رہی مگر جب کبھی ہوش آتا تھا وہی الفاظ اللہ میرے پیارے اللہ سنائی دیتے تھے اور ضعف لحظہ بلحظہ بڑھتا جاتا تھا۔ (سلسلہ احمدیہ صفحہ 183)

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ فرماتے ہیں:

’’آپ کا آخری کام بھی دنیا میں عبادت الٰہی ہی تھا۔ آپ کی وفات کے وقت میں حضور کے قدموں میں حاضر تھا۔ جب تک آپ بول سکتے تھے۔ سوائے اس کے کوئی لفظ آپ کے منہ پر نہ تھا کہ اے میرے پیارے اللہ! اے میرے پیارے اللہ! آخری نصف شب اس حالت میں گزری یہاں تک کہ گلے کی خشکی کے سبب بولنا دشوار ہوگیا۔ جب کمرے میں فجر کی کچھ روشنی آپ نے دیکھی تو فرمایا نماز! اس وقت یہ عاجز حضور کے پاؤں دبا رہا تھا اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب...... نے جو سرہانے کے قریب بیٹھے تھے، یہ سمجھا، مجھے فرماتے ہیں کہ نماز کا وقت ہو گیا نماز پڑھ لو۔ انہوں نے عرض کی میں نماز پڑھ چکا ہوں۔ آپ نے دوبارہ فرمایا نماز! اور ہاتھ سینے پر باندھ کر نماز پڑھنی شروع کی۔ اس کے بعد حضور نے پھر کوئی کلمہ نہیں بولا یہاں تک کہ آٹھ بجے کے قریب حضور کا وصال اپنے حقیقی معبود اور محبوب کے ساتھ ہوگیا۔ پس آپ کا آخری فعل بھی اس دنیا میں عبادت ہی تھا۔ خلوت میں بھی عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے اور جلوت میں بھی آپ عبادت الٰہی میں لگے رہتے تھے۔ آپ کا جینا بھی عبادت الٰہی میں تھا اور آپ کا فوت ہونا بھی عبادت الٰہی میں ہوا۔

(الفضل 3 / جنوری 1931ء)

اختتام

الغرض حضرت مسیح موعودؑ کی حیاتِ طیبہ کا مطالعہ یہ حقیقت پوری آب و تاب سے آشکار کرتا ہے کہ عبادت آپؑ کی زندگی کا محض ایک عمل نہیں بلکہ روحِ حیات تھی۔ نماز، دعا، روزہ، ذکرِ الٰہی اور خلوت و جلوت ہر حالت میں خدا تعالیٰ سے گہرا، زندہ اور عاشقانہ تعلق آپؑ کی سیرت کا امتیازی وصف تھا۔ آپؑ نے اپنی عملی زندگی سے یہ سبق دیا کہ حقیقی کامیابی، قلبی سکون اور روحانی سربلندی کا واحد راستہ عبادتِ الٰہی اور کامل عبودیت میں مضمر ہے۔ آپؑ کا اسوہ ہر اُس شخص کے لیے مشعلِ راہ ہے جو خدا تعالیٰ سے زندہ تعلق قائم کرنا چاہتا ہے۔ پس ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم حضرت مسیح موعودؑ کے اس ذوقِ عبادت کو اپنی زندگیوں میں اپنانے کی کوشش کریں تا کہ ہم بھی خدا تعالیٰ کی رضا کے قرب سے بہرہ مند ہوسکیں۔

❀❀❀

کلام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا
نام اُس کا ہے محمد دلبر مرا یہی ہے

سب پاک ہیں پیمبر اِک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیرالوریٰ یہی ہے

پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اِک قمر ہے
اُس پر ہر ایک نظر ہے بدرالدّجیٰ یہی ہے

پہلے تو رہ میں ہارے پار اِس نے ہیں اُتارے
مَیں جاؤں اِس کے وارے بس ناخدا یہی ہے

پَردے جو تھے ہٹائے اندر کی رہ دکھائے
دِل یار سے ملائے وہ آشنا یہی ہے

وہ یارِ لامکانی وہ دلبرِ نہانی
دیکھا ہے ہم نے اُس سے بس رہنما یہی ہے

وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلیں ہے
وہ طیّب وامیں ہے اُس کی ثنا یہی ہے

حق سے جو حکم آئے اُس نے وہ کر دکھائے
جو راز تھے بتائے نعم العطا یہی ہے

آنکھ اُس کی دُوربیں ہے دِل یار سے قریں ہے
ہاتھوں میں شمع دیں ہے عین الضیا یہی ہے

جو راز دیں تھے بھارے اُس نے بتائے سارے
دولت کا دینے والا فرماں روا یہی ہے

اُس نُور پر فدا ہوں اُس کا ہی مَیں ہوا ہوں
وہ ہے مَیں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

وہ دلبرِ یگانہ علموں کا ہے خزانہ
باقی ہے سب فسانہ سچ بے خطا یہی ہے

❀❀❀

99493-56387
Love for All Hatred for None
Prop:Muhammad Saleem
MASROOR HOTEL
TEA,TIFFIN,MEALS,CHICKEN-BIRYANI,FAST-FOOD AVAILABLE HERE
Near Naidu Petrol Pump, Khammam Rd. Warangal (Telengana)
طالب دعا: محمد سلیم (ضلع نائب امیر جماعت احمدیہ ورنگل، تلنگانہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی عزیز جماعت سے دردمندانہ توقعات

(محمد کلیم خان مبلغ سلسلہ نظارت اصلاح وارشاد جنوبی ہند)

انسان اور حیوان میں بعض خصوصیات مشترک ہیں مگر کئی امتیازات بھی ہیں۔ انسان کھاتا پیتا ہے تاکہ بقاءِ خود کا سلسلہ جاری رہے۔ اسی طرح حیوان بھی کھاتا پیتا ہے اور اس سے بھی بقاءِ خود کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ پھر نسل جاری رکھنے کا سلسلہ بھی دونوں میں چلتا ہے تاکہ بقاءِ خود کے ساتھ ساتھ بقاءِ نوع کا سلسلہ بھی جاری رہے۔

اگر ہم انسان اور حیوان کے امتیاز کے حوالے سے غور کریں تو ہمیں صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ انسان کے لیے حیوان کو مسخر کیا گیا ہے۔ اور انسان کو اشرف المخلوقات کا درجہ عطا فرمایا گیا ہے۔ حیوان پر انسان کو فوقیت دی گئی ہے۔ کیونکہ اسے صرف بقاءِ خود اور بقاءِ نوع تک (حیوانات کی طرح) محدود نہیں رکھا گیا۔ بلکہ اس کے لیے ایک مقام ”بقاءِ روح“ بھی ہے۔ اس کے لیے ایک جگہ نہیں بلکہ دو جگہوں (دنیا و آخرت) کے لیے انسان کو پیدا کیا گیا ہے۔ اور اس کے لیے کچھ ذمہ داریاں بھی انسان پر عائد کی گئی ہیں (جو حیوانات کے لیے نہیں ہیں) چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

”انسان خدا تعالیٰ کے تعبد ابدی کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔“

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 64)

پھر اس غرض (تعبد ابدی) کے لیے اللہ تعالیٰ نے از راہ احسان ایک حسین نظام بھی قائم فرمایا ہے اور راہنمائی کے لیے انبیاء علیہم السلام کو نازل فرماتا رہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جس طرح ہزار ہا ماؤں سے بڑھ کر اپنے بندوں سے پیار و محبت کرتا ہے اسی کے پرتو کے طور پر تمام انبیاء کرام بھی اپنے متبعین سے ان کی ماؤں سے بڑھ کر محبت رکھتے ہیں اور اس غرض کے لیے ہمیشہ تڑپتے رہتے ہیں۔ چنانچہ اس امر کا اظہار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام قرآن مجید میں حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا ذکر یوں فرمایا ہے۔ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفۡسَكَ اَلَّا یَکُوۡنُوۡا مُؤۡمِنِیۡنَ○ (سورۃ الشعراء: 4) اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اس میں فرمایا کہ کیا تو اپنی جان کو اسلئے ہلاک کر دیگا کہ وہ مومن نہیں ہوتے۔ یہ دردمندی اپنے متبعین کے لیے تمام انبیاء علیہم السلام کے اندر ہوتی ہے۔ اسی طرح دردمندی کے توقعات کا مضمون بائبل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں بھی ملتا ہے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”کاش کہ خداوند کے سارے بندے نبی ہوتے“

(گنتی 11/29)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی دردمندانہ سیرت بھی اسی طرح ہے۔ اور آپ اپنے دوست احباب میں اس کا ذکر فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

”حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ عالی میں جب بعض لوگوں کی طرف سے دنیاوی مقاصد کے حصول کے لیے دعا کی درخواست ہوتی اور ان کے خطوط موصول ہوتے تو حضور انور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ۔ ہم جس دنیا کو چھڑانے کے لیے آئے ہیں یہ لوگ وہی دنیا ہم سے مانگتے ہیں۔ کاش ہمارے یہ دوست جو ہم سے دنیا کے متعلق دعا کراتے ہیں یہ اصلاح نفس اور خدمت اسلام کے متعلق بھی اپنے دلوں میں ایسی ہی تڑپ محسوس کریں جیسا کہ دنیا کے لیے محسوس کرتے ہیں۔

پھر حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ کئی دوستوں کی درخواستیں دعا کے متعلق اس غرض سے ہوتی ہیں کہ ان کا فلاں کام ہو جائے اور مال و دولت مل جائے یا بیوی اور بچے مل جائیں اور بیماروں کو صحت ہو جائے مگر ایسی درخواستیں بہت کم ہوتی ہیں جن میں یہ لکھا ہو کہ آپ میرے لیے دعا کریں کہ مجھے اللہ تعالیٰ اور رسول کی محبت نصیب ہو اور خدمت دین کی طرف رغبت پیدا ہو اور فلاں فلاں کمزوری اور بدی جو مجھ میں پائی جاتی ہے اللہ تعالیٰ اسے دور کر دے۔

حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ مومنوں کا کام تو یہ ہے کہ ان کا ہر ایک شغل دین سے تعلق رکھنے والا ہو اور جیسے کافر لوگ دنیا اور دنیا کے مال و دولت اور ہر ایک چیز سے کفر کی بقا و ترقی کے لیے کوشش کرتے ہیں ایسے ہی مومنوں کو چاہیے کہ وہ ان کے مقابل میں غیرت کا ثبوت دیتے ہوئے اپنی جان و مال اور گھر بار کو دین کی خدمت میں لگا کر دین کو دنیا میں قائم کر دیں تاکہ دنیا میں خدا تعالیٰ کا جلال ظاہر ہو اور اسلام پھلے پھولے اور دوسرے تمام ادیان پر غالب آئے۔

پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ میں آپ لوگوں کو دنیا کے کاموں سے بالکل منع نہیں کرتا بلکہ میرا اصل مسلک جس پر میں لوگوں کو قائم کرنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ لوگ دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے دنیا کا شغل اختیار کریں۔“

(حیات قدسی حصہ دوم صفحہ 86,87)

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

”میں نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے یہ بارہا سنا ہے کہ جس دنیا کے طمع اور لالچ کو ہم اندر سے نکالنے کے لیے آئے ہیں، افسوس ہے کہ لوگ زیادہ تر اسی کے متعلق دعا کرنے کی خواہش کرتے ہیں۔ کبھی یہ درخواست کرتے ہیں کہ بیوی یا اولاد نرینہ مل جائے۔ کبھی ملازمت یا عہدہ میں ترقی کے لیے کہتے ہیں۔ کبھی کاروبار میں نفع یا بیماری سے شفاء پانے کی درخواست کرتے ہیں۔ ایسے بہت تھوڑے ہیں جو یہ دعا کرواتے ہیں کہ ہمیں خدا کی محبت اور اطاعت نصیب ہو اور خدمت دین کا موقعہ ملے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں گناہوں سے بچائے اور ان سے نفرت پیدا فرمائے۔ اور روحانی امراض سے شفاء حاصل ہو۔“

(حیات قدسی حصہ سوم صفحہ 36)

اس دردمندی کا دوسرا پہلو آپ کی ناراضگی میں بھی ہے چنانچہ ایک واقعہ ملفوظات میں یوں درج ہے کہ:

”ایک نوجوان شخص نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر دنیاوی مصائب کی کہانی شروع کی اور اپنے طرح طرح کے ہم و غم بیان کیے۔ حضرت مسیح موعود نے بہت سمجھایا اور فرمایا کہ ہمہ تن دنیاوی امور میں کھوئے جانا خسارت آخرت کا موجب ہوتا ہے اور اس قدر جزع و فزع مومن کو نہیں چاہیے۔ مگر وہ زور زور سے رونے لگا جس پر آپ نے سخت ناراضگی اور ناپسندیدگی کا اظہار فرما کر کہا کہ ”بس کرو۔ میں ایسے رونے کو جہنم کا موجب جانتا ہوں۔ میرے نزدیک جو آنسو دنیا کے ہم و غم میں گرائے جاتے ہیں۔ وہ آگ ہیں جو بہانے والے کو ہی جلا دیتے ہیں۔ میرا دل سخت ہو جاتا ہے ایسے شخص کے حال کو دیکھ کر جو جیفہ دنیا کی تڑپ میں کڑھتا ہے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 216 مطبوعہ قادیان 2010)

احباب جماعت سے یہ دردمندانہ توقعات زندگی بھر آپ رکھتے رہے اور یہی انبیاء علیہم السلام کا مقصد ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام السلام کی زندگی کی آخری نصیحت بھی ہمارے لیے قابل غور ہے۔ اس نصیحت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ علیہ السلام کس قدر اپنی عزیز اور پیاری جماعت سے توقعات رکھتے تھے۔

حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور کے یہ الفاظ مجھے آج تک خوب یاد ہیں۔

”جماعت احمدیہ کے لیے بہت فکر کا مقام ہے کیونکہ ایک طرف تو لاکھوں آدمی انہیں کافر کافر کہتے ہیں دوسری طرف اگر یہ بھی خدا تعالیٰ کی نظر میں مومن نہ بنے تو ان کے لیے دوہرا گھاٹا ہے۔ حضرت ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں کہ جہاں تک مجھے یاد ہے یہ حضور کی آخری نصیحت تھی جس کو میں نے اپنے کانوں سے سنا۔“

(الفضل 12 نومبر 1959)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں۔

سب خیر ہے اسی میں کہ اس سے لگاؤ دِل
ڈھونڈو اسی کو یارو! بتوں میں وفا نہیں
اِس جائے پُرعذاب سے کیوں دِل لگاتے ہو
دوزخ ہے یہ مقام یہ بُستاں سَرا نہیں

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے آقا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دردمندانہ توقعات کے مطابق پورا اترنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہم خدا تعالیٰ کی نظر میں مومن بننے کی سعادت حاصل کرنے والے ہوں اور ہمارا انجام بخیر ہو۔ آمین

* * *

ایڈیشنل نظارت اصلاح وارشاد نور الاسلام کے تحت
اس ٹول فری نمبر پر فون کر کے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں
ٹول فری نمبر : 1800 103 2131
اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

نونیت جیولرز NAVNEET JEWELLERS
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments
خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
’الیس اللہ بکافٍ عبدہ‘ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص
Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

مجلس عرفان آجکل مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر خطبہ دے رہا ہوں، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی بہت ساری باتیں ہیں جو ہمیں چاہئے کہ ہم دیکھیں اور سیکھیں۔ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے role model ہیں، اُسوۂ حسنہ ہیں، تو اس لیے ہمیں ان کی باتیں سیکھ کر ان پر عمل کرنا چاہئے۔ اس لیے خطبہ سننا چاہئے۔ سنو، دیکھو اور اس پر عمل کرو، اس کی practice کرو اور نیک بچے بن جاؤ

- ● تربیتی پروگرام میں اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ والدین کو چاہئے کہ اپنے بچوں کے لیے اچھے دوست کا انتخاب کریں، لیکن جن بچوں کے ساتھ والدین چاہتے ہیں کہ ہم اُٹھیں بیٹھیں، اگر وہ دوست ہی نہ بننا چاہتے ہوں تو اس بارے میں حضورِانور کی کیا نصیحت ہے؟
- ● چھوٹے بچوں کو خطبہ کیوں سننا چاہیے؟
- ● ہم کیسے self confidence (خود اعتمادی) حاصل کر سکتے ہیں؟
- ● آپ نے اپنی آمین (کی تقریب) پر کیا کیا تھا؟

امیرالمومنین حضرت خلیفة المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ناصرات الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ ہالینڈ کے ایک وفد کی ملاقات

مورخہ ۲۲/دسمبر ۲۰۲۴ء کو امام جماعتِ احمدیہ حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ناصرات الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ ہالینڈ کے ایک چھیانوے (۹۶) رکنی وفد کو اسلام آباد (ٹِلفورڈ) میں قائم ایم ٹی اے سٹوڈیوز میں بالمشافہ ملاقات کی سعادت حاصل ہوئی۔ مذکورہ وفد نے خصوصی طور پر اس ملاقات میں شرکت کی غرض سے ہالینڈ سے برطانیہ کا سفر اختیار کیا۔

جب حضورِانور مجلس میں رونق افروز ہوئے تو آپ نے تمام حاضرین کو السلام علیکم کا تحفہ پیش فرمایا نیز صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ سے شرکاء کی تعداد کے بارے میں دریافت فرمایا۔ بایں ہمہ حضور نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ پروگرام کچھ زیادہ رسمی لگ رہا ہے اور شاید زیادہ وقت لے، اس لیے بہتر ہوگا کہ غیر رسمی انداز اختیار کیا جائے۔

صدر صاحبہ نے انتہائی ادب سے اس بات کی تائید کرتے ہوئے حضورِانور کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا کہ کُل ۹۶ رلجنہ اور ناصرات شریکِ مجلس ہیں جو سوالات پوچھنے کی خواہش مند ہیں۔ اس پر حضورِانور نے ازراہِ شفقت سوالات کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ بعد ازاں ناصرات و لجنہ کو مختلف مذہبی امور اور حالاتِ حاضرہ کے متعلق سوالات کرنے اور بیش قیمت راہنمائی حاصل کرنے کا موقع میسر آیا۔

سب سے پہلے ایک ناصرہ حضورِانور کی خدمت میں ملتمس ہوئی کہ تربیتی پروگرام میں اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ والدین کو چاہیے کہ اپنے بچوں کے لیے اچھے دوست کا انتخاب کریں، لیکن جن بچوں کے ساتھ والدین چاہتے ہیں کہ ہم اُٹھیں بیٹھیں، اگر وہ دوست ہی نہ بنا چاہتے ہوں تو اس بارے میں حضورِانور کی کیا نصیحت ہے؟

حضورِانور نے ناصرہ سے پوچھا کہ وہ کس کلاس میں پڑھتی ہے، جس پر اس نے عرض کیا کہ وہ دسویں جماعت میں ہے۔ حضورانور نے پھر دریافت فرمایا کہ اس کے والدین اسے کس قسم کے دوست بنانے کی نصیحت کرتے ہیں، تو ناصرہ نے عرض کیا کہ اچھے بچوں سے، جس پر حضورانور نے مزید دریافت فرمایا کہ اچھے بچے کون سے ہوتے ہیں، تو اس نے عرض کیا کہ جو پانچ وقت کی نماز پڑھتے ہیں۔

پھر حضورِانور نے اس حوالے سے مزید سمجھایا کہ جس سکول میں جاتی ہو، وہاں کون سے سارے بچے مسلمان ہیں، جو نماز پڑھتے ہیں؟ عیسائی ہی ہیں، وہ تو خدا کو بھی نہیں مانتے، نمازیں کیا پڑھنی ہیں۔ اب تم نمازیوں کو تلاش کرتی رہو گی تو سکول میں تمہارا کوئی دوست ہی نہیں بنے گا۔

اچھے دوستوں کی تلاش کے معیار کی بابت حضورِانور نے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اچھے بچوں سے مراد یہ ہے کہ جو تمہارے احمدی بچے ہیں، ان کو تو ویسے ہی اچھا ہونا چاہیے، یہ تو لجنہ کا کام ہے، ناصرات کی سیکرٹری کا کام ہے کہ ان کی تربیت کریں۔ اچھی بچیاں جو ہیں، وہ ساری بچیاں بچپن سے ہی سات سال کی عمر میں، اس وقت سے وہ دین کا علم سیکھیں، اللہ میاں کے حکموں پر عمل کریں کہ اللہ تعالیٰ نے کیا کہا ہے؟ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ سات سال کی عمر میں بچوں کو کہو کہ نمازیں پڑھنا شروع کر دیں اور دس سال کی عمر میں ان کو سختی سے کہو کہ نماز ضرور پڑھنی ہے۔

تربیت کے ضمن میں ماں باپ اور ذیلی تنظیموں کے کردار پر روشنی ڈالتے ہوئے حضورِانور نے توجہ دلائی کہ اس قسم کی باتیں سکھانا ماں باپ کا بھی کام ہے اور لجنہ اور ناصرات کی تنظیم کا بھی کام ہے اور خدام الاحمدیہ کا بھی کام ہے، باپوں کا بھی کام ہے کہ بچوں کو کہیں۔ کیونکہ اگر صرف لڑکیوں کو کہتے رہیں گے تو لڑکیاں کہیں گی کہ لڑکوں کو کیوں نہیں کہتے، وہ خاص ہیں، لڑکوں کو special treatment کیوں مل رہی ہے؟ ہمارے ہاں بعض لوگ لڑکوں کو special treatment دے دیتے ہیں اور لڑکیوں کو کوئی نہیں پوچھتا۔ لڑکے نے کچھ مانگا تو اس کو دے دیا، لڑکی نے مانگا تو کچھ نہیں دیا، بڑا ظلم ہوتا ہے، discrimination ہوتی ہے۔ یہ نہیں ہونی چاہیے۔ تو یہ تو ان لوگوں کا کام ہے کہ اس طرح تربیت کریں تاکہ وہ اچھے بنیں۔

اپنے گھر اور احمدی ماحول میں دوستی کے دائرے کو وسیع کرنے کے حوالے سے حضورِانور نے توجہ دلائی کہ گھر کے ماحول سے جب بچہ satisfied ہو گا، تو سب سے پہلے اپنے بہن بھائیوں میں ہی اس کو دوست نظر آئیں گے، ماں باپ میں دوست نظر آئیں گے۔ کھیلنے کے لیے، احمدی ماحول میں جب اجلاس ہو یا میٹنگ ہوتی ہے یا کوئی اور فنکشن ہوتا ہے تو اس میں وہاں اچھے دوست نظر آئیں گے۔ روز تو دوستوں کے گھر نہیں جا سکتے۔ فاصلے بھی اتنے ہیں۔ اب اپنے امّی ابّا کو کہو کہ مجھے کار یا ٹرین میں بٹھا کر لے جائیں یا ہالینڈ میں سائیکل کا رواج ہے تو سائیکل پکڑ کے تم کہو کہ مَیں جا رہی ہوں تو وہ کہیں گے سڑک پر بڑا خطرہ ہے، نہیں جانا، تو اس طرح نہیں ہو سکتا۔

سکول میں اچھے اخلاق کے حامل بچوں سے دوستی کرنے کے ضمن میں حضورِانور نے نصیحت فرمائی کہ پھر سکول ہے، سکول میں تو مذہب کو کوئی نہیں جانتا، اللہ تعالیٰ کو لوگ نہیں مانتے۔ وہاں تم دیکھو کہ اچھے اخلاق کس کے ہیں، morals کس کے اچھے ہیں، سچ بولنے والے بچے ہوں، جھوٹ بولنے والے نہ ہوں، گندی یا غلیظ باتیں کرنے والے نہ ہوں، غلط قسم کی فلمیں اور انٹرنیٹ پروگرام دیکھنے والے نہ ہوں۔

ایسے بچے تلاش کرو اور وہ مل جاتے ہیں۔ بہت سارے بچے غیروں، عیسائیوں اور لامذہبوں میں بھی ایسے ہیں جن کے ماں باپ چاہتے ہیں کہ وہ اچھی باتیں سیکھیں اور جب تمہارے سے وہ اچھی باتیں سیکھیں گے تو وہ تمہارے دوست بننے کی کوشش کریں گے۔ تو بچوں کے لیے اس طرح کے اچھے بچے تلاش کرنے کے لیے مختلف situations میں، مختلف ماحول میں، مختلف جگہوں پر مختلف standards ہو جاتے ہیں۔ تو وہ تم نے تلاش کرنے ہیں۔

دوستوں کے انتخاب میں حالات اور ماحول کے مطابق حقیقت پسندانہ رویہ اپنانے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے حضورِانور نے تلقین فرمائی کہ یہ ضروری نہیں کہ صرف نماز پڑھنے والے بچوں کو ہی تلاش کیا جائے اور امّاں ابّا کو کہو کہ میرے سارے سکول میں ایک بھی نماز نہیں پڑھتا تو مَیں کس کو تلاش کروں، بالکل دنیا سے کٹ کے رہ جاؤں اور میری سوشل زندگی نہ ہو۔ تو socialize ہونا بھی ضروری ہے۔

جب تم ایسے اچھے دوست بناؤ گی جو شریف ہوں گے، جو اچھی باتیں کرنے والے ہوں گے تو پھر وہ پوچھیں گے تم کون ہو؟ بتاؤ کہ مَیں احمدی مسلمان ہوں، اسلام کی تعلیم کیا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں کیا کہتا ہے کہ کس طرح اللہ کی عبادت کرو، ماں باپ کی عزت کرو، دوسروں کے ساتھ نیک سلوک کرو، چیریٹی دو، غریبوں کا خیال رکھو، سچ بولو، جھوٹ کبھی نہ بولو، محنت کرو اور اچھے شہری بن کے ملک کی خدمت کرو۔

تو یہ چیزیں جب دوسرے بچے تم سے سنیں گے تو وہ کہیں گے کہ یہ تو اچھے بچے ہیں، ان سے دوستی کرنی چاہیے اور پھر وہ اپنے ماں باپ کو بھی جا کے بتائیں گے۔ یہاں کے بہت سارے لوگ ماں باپ سے بھی شیئر کرتے ہیں۔ جب بچے انکو بتائیں گے تو وہ بھی کہیں گے کہ چلو پھر تم ان سے interact کرو۔ اور اگر تمہارے ماں باپ پڑھے لکھے ہیں تو انہیں بھی اپنے ساتھ لے جا سکتے ہو۔

تو اس طرح دوستی بنتی ہے۔ صرف اچھے بچے کہہ دینا کافی نہیں ہے۔ ماں باپ سے کہو کہ اچھے بچے ہیں تو پھر ہمیں اچھے بچے لا کے بھی دیں۔ پہلے تو ہمیں نمازی لا کے دیں۔ situation کو دیکھنا چاہیے، realistic ہونا چاہیے اور حالات کے مطابق باتیں کرنی چاہئیں۔

آخر پر حضورِانور نے اس بات پر زور دیا کہ جس طرح مَیں نے بتایا، اگر بچے غلط قسم کی فلمیں دیکھنے والے ہیں، ان غلط قسم کی باتوں کو سکول میں آ کے discuss کرتے ہیں تو پھر ان کو avoid کرو۔ اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن شریف میں کہا ہے کہ یہ لغو باتیں ہیں اور ان سے بچ کے رہو، چاہے وہ چھوٹا ہو

یا بڑا ہو، ان سب کو بچ کے رہنا چاہیے۔

اس مجلس کا اگلا سوال بھی ایک ناصرہ کو پیش کرنے کی سعادت حاصل ملی جس نے اپنا تعارف کروانے کے بعد حضورِانور سے دریافت کیا کہ چھوٹے بچوں کو خطبہ کیوں سننا چاہیے؟

حضورِانور نے اس کے جواب میں استفہامیہ انداز میں استفسار فرمایا کہ بڑے بچوں کو کیوں سننا چاہیے؟ نیز تلقین فرمائی کہ جس طرح بڑوں کو سننا چاہیے اسی طرح چھوٹوں کو بھی سننا چاہیے۔

خطبات سننے کے حوالے سے بڑوں کے عملی نمونے کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے حضورِانور نے فرمایا کہ تمہارے امّاں ابّا کہتے ہیں کہ ہم نہیں سنتے، صرف تم سنو، تو وہ غلط کرتے ہیں۔ پہلے تو اپنے امّاں ابّا کو کہو کہ آپ خطبے سنیں، ہم تو چھوٹے بچے ہیں، ہمیں تو بعض باتیں سمجھ نہیں آتیں۔ ان کو سنیں، اس پر غور کریں، پھر ہمیں بتائیں کیونکہ خطبے میں بہت ساری اچھی باتیں ہوتی ہیں۔

خطبات کی اہمیت و افادیت پر روشنی ڈالتے ہوئے حضورِانور نے بیان فرمایا کہ خطبہ جمعہ نماز کا حصّہ ہے۔ اور اگر تمہاری مراد یہ ہے کہ میرے خطبے جو ایم ٹی اے پر آتے ہیں، وہ سننے ہیں، تو اس کے لیے یہ ہے کہ بہت ساری اچھی باتیں اور بعض دفعہ نصیحتیں بھی مَیں تقریروں اور خطبوں میں کرتا ہوں، جو بچوں کے لیے بھی ہوتی ہیں اور بڑوں کے لیے بھی ہوتی ہیں، اس پر عمل کرو تا کہ ہم صحیح اسلام کی تعلیم پر عمل کریں۔

حضورِانور نے توجہ دلائی کہ آجکل مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر خطبہ دیتا ہوں، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی بہت ساری باتیں ہیں جو ہمیں چاہیے کہ ہم دیکھیں اور سیکھیں۔ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے role model ہیں، اُسوۂ حسنہ ہیں، تو اس لیے ہمیں ان کی باتیں سیکھ کر ان پر عمل کرنا چاہیے۔ اس لیے خطبہ سننا چاہیے۔ سنو، دیکھو اور اس پر عمل کرو، اس کی practice کرو اور نیک بچے بن جاؤ۔

آخر پر حضورِانور نے تاکید فرمائی کہ جہاں بچوں کے لیے خطبہ سننا ضروری ہے، وہیں بڑوں کے لیے بھی ضروری ہے۔ پہلے بڑوں کو سننا چاہیے، یہ نہیں کہ بڑے کچھ اور دیکھ رہے ہوں اور بچوں کو کہیں کہ تم خطبہ سنو۔ بڑوں کو اپنے نمونے قائم کرنے چاہئیں۔

ایک ناصرہ نے حضورِانور سے راہنمائی طلب کی کہ ہم کیسے self confidence (خوداعتمادی) حاصل کر سکتے ہیں؟

حضورِانور نے اس کے جواب میں جامع راہنمائی فرمائی کہ تم پہلے تو یہ خیال رکھو کہ یہاں کسی complex میں آنے کی ضرورت نہیں ہے کہ ہم احمدی مسلمان ہیں۔ اور یہ دماغ میں ڈالو کہ ہم احمدی مسلمان ہیں اور آخر میں ultimately ہم نے ساری دنیا کو احمدیت کا پیغام پہنچا کے احمدی مسلمان بنانا ہے۔ جب تمہیں یہ پتا ہوگا، determination ہوگی، تو مضبوط ہو جاؤ گی اور پھر تم سمجھو گی کہ مَیں کچھ چیز ہوں، دنیا کو مَیں نے سکھانا ہے، میرے پاس جو علم ہے، جو میرا مذہب ہے، جو میرا دین ہے، جو میرا اللہ تعالیٰ سے تعلق ہے، وہ دوسروں کا نہیں ہے، اس لیے مَیں نے دوسروں کو سکھانا ہے۔

جو تمہارا اپنا بچوں کا ماحول ہے، جماعت کا ماحول ہے، ناصرات کی کلاسیں یا آپس میں بچوں کے فنکشن ہیں، اس میں ایک تو یہ ہے کہ تمہارے پاس اگر خود دینی علم ہو گا اور تم اچھی باتیں کرنے والی ہو گی، تمہارے اچھے اخلاق ہوں گے، ویسے بھی تمہارا knowledge اچھا ہو گا تو تمہارے اندر confidence پیدا ہوگا۔ دوسرا اسکول میں تم اچھا پڑھو گی اور محنت کرو گی اور ایک اچھی سٹوڈنٹ بن جاؤ گی، اچھے نمبر لینے والی ہو گی، تو تمہارے اندر confidence پیدا ہو گا۔ اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ سکول میں جو پڑھتی ہو، گھر آ کے وہ revise کرو، پڑھو اور دیکھو اور اگلے دن پھر جا کر سناؤ۔ جب تم ٹیچر کے سامنے اپنی باتیں بتاؤ گی کہ تم نے یہ پڑھا، یہ دیکھا، یہ سیکھا تو ٹیچر تمہیں سوال کرے گی اور تم صحیح جواب دو گی تو تمہارے اندر confidence پیدا ہوگا۔

پھر دوسرے لوگ بھی تمہیں دیکھیں گے۔ کچھ لوگ jealous بھی ہو جائیں گے کہ اس کو یہ آتا ہے، ہمیں نہیں آتا، لیکن بہت سارے بچے بچیاں تم سے سیکھنے کی کوشش کریں گے۔ جب تم سے سیکھنے کی کوشش کریں گے تو تمہارے اندر confidence مزید develop ہو جائے گا، اور پیدا ہوگا۔ اور پھر تم ان کو بھی بتاؤ گی کہ مَیں کون ہوں، ہماری کیا تعلیم ہے، کیوں میرے اچھے اخلاق ہیں۔ تو جب تمہارے morals بھی اچھے ہوں گے، اخلاق بھی اچھے ہوں گے، تمہاری باتیں بھی اچھی ہوں گی، تمہاری پڑھائی بھی اچھی ہو گی تو تمہارے اندر self confidence پیدا ہو جائے گا۔

ایک ناصرہ نے حضورِانور سے دریافت کیا کہ آپ نے اپنی آمین (کی تقریب) پر کیا کیا تھا؟

حضور انور نے اس کے جواب میں مسکراتے ہوئے فرمایا کہ مَیں نے تو کوئی آمین نہیں کروائی۔ شاید میری جو پڑھانے والی ٹیچر تھی، اس نے سن لیا اور بس ختم ہو گیا۔ کوئی فنکشن نہیں کیا، کوئی دعوت نہیں کی، کچھ نہیں کیا۔ بعض لوگ ہمارے زمانے میں بھی آمین کرتے تھے، میرے بعض کزن بھی کرتے تھے، مَیں نے تو کوئی نہیں کی اور نہ ہی مجھے کبھی کوئی خیال آیا کہ مَیں نے ضرور آمین کرنی ہے۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 2 جنوری 2025ء)

(باقی آئندہ)

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر 12549: میں عرفان احمد بخش ولد مکرم مان بخش صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش: 13 اپریل 2005ء تاریخ بیعت 2012ء ساکن: جامعہ احمدیہ قادیان، مستقل پتہ: نجن ضلع کانگڑا ہماچل پردیس بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 11 اکتوبر 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار -/1,500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : ذبیر احمد نائک　　العبد : عرفان احمد بخش　　گواہ : فراز احمد

مسل نمبر 12550: میں ایم مسرور احمد ولد مکرم ایس محمد اقبال صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش: 7 ستمبر 2004ء پیدائشی احمدی ساکن: دارالانوار جنوبی قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب مستقل پتہ 07 پرنس ایوینئ کنیا متھور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 11 اکتوبر 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار -/1,500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : سلمان احمد　　العبد : ایم مسرور　　گواہ : عبدالقادر

مسل نمبر 12551: میں شاہد احمد ولد مکرم مطلوب احمد صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش 10 جنوری 2005ء پیدائشی احمدی ساکن: ساکن دارالانوار جنوبی قادیان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 11 اکتوبر 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار -/1,500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : ثاقب اقبال نائک　　العبد : شاہد احمد　　گواہ : افتخار احمد

مسل نمبر 12552: میں ایم عبدالقادر ولد مکرم محمد کیف صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش: 16 دسمبر 2003ء پیدائشی احمدی ساکن: دارالانوار جنوبی قادیان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 4 مارچ 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار -/1,500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : ناصر احمد بٹ　　العبد : ایم عبدالقادر　　گواہ : ناصر احمد زاہد

مسل نمبر 12553: میں سید تنزیل احمد ولد مکرم سید طفیل احمد شہباز صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش: 7 جنوری 2005ء پیدائشی احمدی ساکن: محلہ مسرور قادیان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 16 اگست 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار -/1,500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : سید طفیل احمد شہباز　　العبد : سید تنزیل احمد　　گواہ : ناصر احمد زاہد

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے۔ رضی اللہ عنہ)

بعض متفرق واقعات

جوئے اور شطرنج کی ممانعت

جو تبلیغی خطوط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مختلف بادشاہوں کے نام لکھے گئے ان کے لکھے جانے کی تاریخ کے متعلق کسی قدر اختلاف ہے۔ یعنی بعض روایات میں ان کی تاریخ ذوالحجہ ۶ ہجری بیان ہوئی ہے اور بعض میں محرم ۷ ہجری بیان ہوئی ہے مگر بہرحال اس بات میں کسی کو اختلاف نہیں ہے کہ یہ چھ تبلیغی خط جو اوپر درج کئے گئے ہیں صلح حدیبیہ کے معاً بعد لکھے گئے اس لئے میں نے انہیں ۶ ہجری کے واقعات میں درج کر دیا ہے، لیکن ظاہر ہے کہ اتنے دور دراز کے سفروں پر ایلچیوں کا جانا اور پھر جواب لے کر وہاں سے واپس آنا لازماً کافی وقت چاہتا تھا اس لئے خواہ یہ خطوط ۶ ہجری کے آخر میں لکھے گئے ہوں یا ۷ ہجری کے شروع میں بہرحال ان کے جوابات ۷ ہجری میں موصول ہوئے، لیکن سارے متعلقہ حالات کو ایک جگہ بیان کرنے کے خیال سے میں نے ان خطوط کو ۶ ہجری کے واقعات میں درج کر دیا ہے۔

اسی سال میں یعنی ۶ ہجری کے دوران میں حضرت عائشہؓ کی والدہ اُمّ رومان کی وفات ہوئی۔ اُمّ رومان جن کا نام زینب تھا پہلے عبداللہ بن منجرہ کے نکاح میں تھیں اور عبداللہ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے نکاح میں آئیں اور انہیں کے بطن سے عبدالرحمن بن ابوبکر اور حضرت عائشہؓ پیدا ہوئے۔ اُمّ رومان ایک بہت نیک مگر سادہ مزاج عورت تھیں، لیکن حضرت ابوبکر خلیفہ اولؓ کی بیوی اور حضرت عائشہؓ کی ماں ہونے کی وجہ سے انہیں تاریخ اسلام میں جو امتیاز حاصل ہوا ہے وہ کسی بیان کا محتاج نہیں۔ جب وہ قبر میں اُتاری جارہی تھیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جس شخص نے جنت کی کوئی حور دیکھنی ہو وہ ام رومان کو دیکھ لے۔“ یہ ایک بہت سادہ فقرہ ہے مگر اس سے پتہ لگتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک جنت کی حوروں سے مراد ناز وادا والی خوبصورت لڑکیاں نہیں تھیں جو عالم آخرت میں پیدا کی جا کر مومنوں کے ساتھ جنت میں رکھی جائیں گی بلکہ اس سے مراد دنیا کی ان پاک عورتوں کی روحیں ہیں جو جنت میں نیک لوگوں کی رفیق بنیں گی اور گو جنت میں ہر روح زندگی کے کمال کی حالت میں جوان بنا کر داخل کی جائے گی۔ مگر بہرحال اس سے ظاہر ہے کہ جنت کی جنسی رفاقت روحانی ہوگی نہ کہ جسمانی۔

شراب کی حرمت بھی بعض لوگوں کے نزدیک ۶ ہجری میں ہوئی، لیکن جیسا کہ ہم اس کتاب کے حصہ دوم میں بیان کر چکے ہیں ہمارے نزدیک اس کی حرمت میں غزوۂ احد کے بعد ۳ ہجری کے آخر یا ۴ ہجری کے شروع میں ہوئی تھی۔ اور یہی اکثر مسلمان محققین کا خیال ہے۔ عقلاً بھی میرے نزدیک شراب جیسی گندی چیز جو کئی دوسری بدیوں کی ماں ہے اس کی حرمت میں ہجرت کے بعد زیادہ دیر نہیں لگی ہوگی۔ شراب کی حرمت کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اتنی تاکید فرماتے تھے کہ فرمایا کرتے تھے کہ جس دسترخوان (یا میز) پر کوئی اور شخص شراب پی رہا ہو تمہیں اس دسترخوان پر بھی نہیں بیٹھنا چاہئے۔

اسی سال بعض اقوال کے مطابق جُوا بھی حرام کیا گیا۔ جوئے سے مراد اتفاق کی کھیل ہے جس میں آمدنی کی بنیاد محنت یا ہنر پر مبنی نہیں ہوتی بلکہ محض اتفاقی حالات پر مبنی ہوتی ہے اور چونکہ ایسی آمد میں وقت لگانا کیریکٹر کی تباہی کے علاوہ ملکی دولت کے توازن کو بھی برباد کرنے کا موجب ہوتا ہے اس لئے اسلامی شریعت نے کمال دانش مندی کے ساتھ جُوا بھی حرام قرار دیا ہے۔ بیشک جلد باز انسان آزادی کی رو میں بہہ کر ہر قسم کی پابندی سے گھبراتا ہے لیکن اس میں ذرہ بھر بھی شبہ نہیں کہ جو پابندیاں اسلام نے مسلمانوں پر لگائی ہیں وہ سراسر ان کے فائدہ کے لئے ہیں اور جوئے کی حرمت بھی اسی اصول کے ماتحت آتی ہے۔

اسی سال شطرنج کی کھیل بھی ممنوع قرار دی گئی۔ کیونکہ ایک تو وہ بالعموم جوئے کا بہانہ بن جاتی ہے اور دوسرے اس میں اتنا انہماک پیدا ہوتا ہے کہ انسان زندگی کے مفید شعبوں کی طرف سے غافل ہو جاتا ہے۔ اسلام یقیناً انسان کو جائز تفریحوں سے نہیں روکتا لیکن وہ اس بات سے ضرور روکتا ہے کہ انسان بالکل ہی شتر بے مہار بن کر جو چاہے کرتا پھرے اور اپنی زندگی کے مفید پہلوؤں کو تباہ کر لے۔ اور چونکہ شطرنج کی کھیل اپنے اندر یہ دو بھاری نقصان کے پہلو رکھتی ہے یعنی ایک تو حد سے زیادہ انہماک جو شطرنج کے کھلاڑی کو گویا دنیا ومافیہا سے غافل کر دیتا ہے اور دوسرے جوئے کی طرف میلان کیونکہ شطرنج بھی اکثر جوا لگا کر کھیلا جاتا ہے اس لئے کمال حکمت سے اسلام نے اس کھیل سے روک دیا ہے۔ دراصل اسلام کے فلسفۂ شریعت میں صرف یہی بات داخل نہیں کہ جو چیز اپنی موجودہ صورت میں بُری ہے صرف اسی کو روکا جائے بلکہ یہ بات بھی داخل ہے کہ جو چیز خواہ وہ اپنی موجودہ صورت میں بُری نہ ہو، لیکن اگر وہ عام حالات میں انسان کو برائی کی طرف کھینچتی ہے اور اس کی یہ کشش غیر معمولی غلبہ رکھتی ہے تو اسے بھی روک دیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شراب وغیرہ کے متعلق اصولی طور پر فرماتے ہیں کہ:

مَاۤ اَسۡکَرَ کَثِیۡرُہٗ فَقَلِیۡلُہٗ حَرَامٌ

یعنی ”جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ پیدا کرتی ہے اس کی تھوڑی مقدار بھی جائز نہیں۔“

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مبارک ارشاد ایک نہایت گہرے اور لطیف نفسیاتی فلسفہ پر مبنی ہے کہ دنیا میں بعض بدیاں ایسی ہوتی ہیں کہ اکثر انسان ان میں ایک دفعہ قدم رکھ کر پھر آگے بڑھنے سے رک نہیں سکتے۔ اور ہر پہلا قدم دوسرے قدم کی طرف دھکیلتا ہے مگر افسوس ہے کہ بہت کم لوگ اس فلسفہ کو سمجھتے یا اس کی قدر کرتے ہیں۔

(اس جگہ حصہ سوم کی جزو اوّل ختم ہوئی)

(سیرت خاتم النّبیین، صفحہ 831 تا 833، مطبوعہ قادیان 2006)

⁂

ہمارے والدِ محترم سید ذکی احمد صاحب (ممبئی) کا ذکر خیر

والدِ محترم ہماری زندگی کی پہچان، گھر کی بنیاد اور ہمارے لیے ایک سایہ دار درخت کی مانند تھے جن کے سائے میں ہم نے پرورش پائی۔ آپ شفقت، محبت، محنت، قربانی، علم وحکمت اور استقامت کا پیکر تھے۔ سادہ مزاج، غریب پرور، مہمان نواز اور دین وجماعت سے گہرا تعلق رکھنے والے خداترس انسان تھے۔ نماز وتلاوتِ قرآنِ کریم کے پابند اور کتبِ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے مطالعہ کے شوقین تھے، اور ہمیں بھی دین سے وفاداری کی تلقین کرتے رہتے تھے۔

26 دسمبر 1965ء کو پٹنہ (بہار) میں پیدا ہوئے، بعد ازاں روزگار کے سلسلہ میں دہلی اور پھر ممبئی میں قیام کیا۔ کتب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے پڑھنے کا بہت شوق تھا، اور ہم تمام کو بھی اسکی تلقین کیا کرتے تھے۔ پھر بطور کوئز سوال کیا کرتے تھے۔ بیٹیوں سے محبت کا عالم اس قدر اعلیٰ تھا کہ فرمایا کرتے تھے کہ میری بیٹیاں میرے لئے لکشمی ہیں، جنکی برکت سے اللہ میاں نے مجھے سات (7) بیٹیوں کا نکاح کروانے کی سعادت بخشی۔ (3 انکے خود کی بیٹیاں اور 4 بھتیجیاں) میری بیٹیاں میرا دل ہیں۔

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں ہے جس شخص نے تین بیٹیوں کی پرورش کی، انہیں حسنِ معاشرت کا ادب سکھایا، انکی شادیاں کرائیں اور ان سے احسان کا معاملہ کیا تو اس کے لئے جنت ہے۔ الحمدللہ میں قربان جاؤں اس محبت کے سرچشمہ پر جس نے فقط اپنی بیٹیوں ہی کی پرورش اور شادیاں نہیں کی، بلکہ اپنے مرحوم بھائی کی چار اور بیٹیوں کی پرورش کی اور شادیاں کیں، ویسا ہی انہیں بھی کھلایا، پلایا، پڑھایا اور پہنایا جیسے اپنی خود کی بیٹیوں کو۔ وفات سے قبل ہمیشہ فرمایا کرتے کہ اللہ مجھے اپنی زمہ داریاں پوری ہونے تک زندہ رکھے تا میں اللہ میاں سے کئے وعدہ جو کہ یتیم بچیوں کی پرورش اور شادیاں کروانے کا ہے وہ پورا کر سکوں۔

چند روز علالت کے بعد 30 دسمبر 2025ء کو اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ تدفین 31 دسمبر 2025ء کو احمدیہ قبرستان شموگہ میں عمل میں آئی۔ پسماندگان میں اہلیہ، تین بیٹیاں، ایک بیٹا، تین بھائی اور دو بہنیں شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور ہمیں ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین۔

(فرحانہ کنول طاہر بنگلور)

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

CHANDIGARH DIAGNOSTIC LABORATORY
Thane wala Chowk, Thikriwal Rd (Darul Salam Kothi Rd)
(Near Canara and Punjab & Sind Bank Qadian)
ہمارے یہاں ہر طرح کے جسمانی ٹیسٹ خون، پیشاب، بلغم، بایوپسی، وغیرہ کمپیوٹرائزڈ دستیاب ہیں
ہمارے ساتھی: SRL-Super Ranbaxy Lab,Thyrocare Mumbai
چوہدری محمد خضر باجوہ صاحب درویش قادیان لقمان احمد باجوہ صاحب
پروپرائٹر : عمران احمد باجوہ، رضوان احمد باجوہ فون نمبر: +91-85579-01648, +91-96465-61639

تذکار مہدی

سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی سیرت طیبہ سے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی روایات

مرتبہ مکرم حبیب الرحمٰن زیروی صاحب

ظاہری علم پر بزرگی کی بنیاد نہیں رکھی جاسکتی

اگر ظاہری علم پر ہی فضیلت اور بزرگی کی بنیاد رکھی جائے۔ تو نَعُوْذُ بِاللّٰہِ دنیا کے سارے انبیاء کو جھوٹا کہنا پڑے گا کیونکہ ان کا مقابلہ کرنے والے علماء ہی ہوئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بھی ان ہی لوگوں نے مقابلہ کیا جو اپنے آپ کو ظاہری علوم کے لحاظ سے بہت بڑا عالم سمجھا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ مولوی محمد حسین بٹالوی نہایت حقارت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو منشی غلام احمد لکھا کرتے تھے۔ گویا آپ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ صرف منشی ہیں کہ دو چار سطریں لکھ لیتے ہیں عالم نہیں اور وہ اس بات پر بہت خوش ہوتے کہ میں نے انہیں منشی لکھا ہے۔ مجھے یاد ہے میں اس وقت چھوٹا بچہ تھا کہ مولوی سید محمد احسن صاحب امروہوی نے کسی مجلس میں بیان کیا کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے میری نسبت تو یہ لکھا ہے کہ یہ مولوی ہے مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق اس نے یہ لکھا ہے کہ وہ منشی ہیں۔ مجھے اس وقت بھی ان کی یہ بات بری معلوم ہوئی تھی اور آج بھی بری محسوس ہوتی ہے۔ ان کے دل میں شاید مولویت کی کوئی قدر ہو تو ہو ہمیں تو کوئی مولوی کہہ دے تو چڑ آ جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہ نہیں کہ مولوی کا لفظ بُرا ہے۔ مولوی عربی کا ایک لفظ ہے اور یہ مولائی سے بنا ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ ہمارا مولا، ہمارا سردار اور ہمارا اُستاد مگر اب مولوی کے لفظ کا استعمال جن لوگوں پر شروع ہو گیا ہے اُن کو دیکھتے ہوئے اس بات سے شرم آتی ہے کہ کوئی ہمیں مولوی کہہ دے۔

(خطبات محمود جلد 18 صفحہ 390-389)

مخالفین کا بائیکاٹ اور ایذاء رسانی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بائیکاٹ بھی ہم نے دیکھا۔ وہ وقت بھی دیکھا جب چوڑھوں کو صفائی کرنے اور سقوں کو پانی بھرنے سے روکا جاتا۔ پھر وہ وقت بھی دیکھا جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کہیں باہر تشریف لے جاتے تو آپ پر مخالفین کی طرف سے پتھر پھینکے جاتے اور وہ ہر رنگ میں ہنسی اور استہزاء سے پیش آتے۔ مگر ان تمام مخالفتوں کے باوجود کیا ہوا، آپ جتنے لوگ اس وقت یہاں بیٹھے ہیں، آپ میں سے پچانوے فیصدی وہ ہیں جو اس وقت مخالف تھے یا مخالفوں میں شامل تھے مگر اب وہی پچانوے فیصدی خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمارے ساتھ شامل ہیں۔ پھر حضرت خلیفہ اول کی وفات کے بعد جماعت میں جو شور اٹھا اس کا کیا حشر ہوا۔ اس فتنہ کے سرگروہ وہ لوگ تھے جو صدر انجمن پر حاوی تھے اور تحقیر کے طور پر کہا کرتے تھے کہ کیا ہم ایک بچہ کی غلامی کر لیں۔ خدا تعالیٰ نے اسی بچے کا ان پر ایسا رعب ڈالا کہ وہ قادیان چھوڑ کے بھاگ گئے اور اب تک یہاں آنے کا نام نہیں لیتے۔ انہیں لوگوں نے اس وقت بڑے غرور سے کہا تھا کہ جماعت کا اٹھانوے فیصدی حصہ ہمارے ساتھ ہے اور دو فیصدی ان کے ساتھ۔ مگر اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے دو فیصدی بھی ان کے ساتھ نہیں رہا اور اٹھانوے فیصدی بلکہ اس سے بھی زیادہ ہماری جماعت میں شامل ہو چکا ہے۔ غرض ہر رنگ میں ہماری مخالفت کی گئی، مقامی طور پر بھی اور بیرونی طور پر بھی، مگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہمیشہ کامیاب رکھا ان تمام باتوں کو دیکھتے ہوئے ہمیں مخالفتوں کا کیا ڈر ہو سکتا ہے۔

(خطبات محمود جلد 15 صفحہ 207)

کشفی حالت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے۔ مجھے ایک دفعہ پیچش کی شکایت تھی اور چونکہ مجھے بار بار قضائے حاجت کے لئے جانا پڑتا تھا اس لئے میں چاہتا تھا کہ پاخانہ کی اچھی طرح صفائی ہو جائے تا کہ طبیعت میں انقباض پیدا نہ ہو۔ خاکروبہ آئی تو میں نے اسے پوچھا کہ تم نے جگہ صاف کر دی ہے اس وقت شاید اس نے جھوٹ بولا یا کوئی کونہ صاف کرنا اسے بھول گیا تھا کہ اس نے جواب میں کہا میں نے جگہ صاف کر دی ہے۔ اسی وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کشفی حالت طاری ہوئی اور آپ نے دیکھا کہ ایک کونہ میں نجاست پڑی ہے۔ اس پر آپ نے اسے کہا تم جھوٹ کیوں بولتی ہو فلاں کونہ تو ابھی گندہ ہے اور تم نے اس کی صفائی نہیں کی۔ وہ یہ سن کر حیران رہ گئی کہ انہیں اندر بیٹھے کس طرح علم ہو گیا ہے کہ میں نے پوری صفائی نہیں کی۔ (تذکرہ صفحہ 465) یہ نظارہ بھی منفرد اور مشترک دونوں رنگ رکھتا ہے یعنی کبھی صرف ایک شخص کو نظارہ دکھایا جاتا ہے اور کبھی ویسا ہی نظارہ دوسروں کو بھی دکھا دیا جاتا ہے۔ (تفسیر کبیر جلد 9 صفحہ 447)

قادیان کی ترقی کی پیشگوئی

ایک زمانہ تھا کہ یہاں احمدیوں کو مسجدوں میں نہیں جانے دیا جاتا تھا۔ مسجد کا دروازہ بند کر دیا گیا۔ چوک میں کیلے گاڑ دیئے گئے تا نماز پڑھنے کے لئے جانے والے گریں اور کنوئیں سے پانی نہیں بھرنے دیا جاتا تھا بلکہ یہاں تک سختی کی جاتی تھی کہ کمہاروں کو ممانعت کر دی گئی تھی کہ احمدیوں کو برتن بھی نہ دیں۔ ایک زمانہ میں یہ ساری مشکلات تھیں مگر اب وہ لوگ کہاں ہیں۔ ان کی اولادیں احمدی ہو گئی ہیں اور وہی لوگ جنہوں نے احمدیت کو مٹانے کی کوشش کی ان کی اولاد اسے پھیلانے میں مصروف ہے۔ یہی مدرسہ جس جگہ واقع ہے یہاں پرانی روایات کے مطابق جن رہا کرتے تھے اور کوئی شخص دوپہر کے وقت بھی اس راستہ سے اکیلا نہ گزر سکتا تھا۔ اب دیکھو۔ وہ جن کس طرح بھاگے۔ مجھے یاد ہے۔ اس ہائی سکول والے) میدان سے جاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ایک رؤیا سنایا تھا کہ قادیان بیاس تک پھیلا ہوا ہے اور شمال کی طرف بھی بہت دور تک اس کی آبادی چلی گئی ہے۔ اس وقت یہاں صرف آٹھ دس گھر احمدیوں کے تھے اور وہ بھی بہت تنگدست۔ باقی سب بطور مہمان آتے تھے لیکن اب دیکھو خدا تعالیٰ نے کس قدر ترقی اسے دی ہے۔

(الحکم سیرت مسیح موعود نمبر مورخہ 21 تا 28 مئی و 7 تا 14 جون 1943ء صفحہ 11 جلد 47 نمبر 19 تا 22)

کرامت دکھائیں تو سب مولوی مان لیں گے

لدھیانہ میں ایک شخص میر عباس علی تھے۔ وہ حضرت صاحب سے بہت خلوص رکھتے تھے حتی کہ ان کی موجودہ حالت کے متعلق حضرت صاحب کو الہام بھی ہوا تھا۔ لدھیانہ میں جب حضرت مسیح موعود اور محمد حسین کا مباحثہ ہوا تو میر عباس علی حضرت صاحب کا کوئی پیغام لے کر گئے۔ ان کے مولوی محمد حسین وغیرہ مولویوں نے بڑے احترام اور عزت سے ہاتھ چومے کہا۔ آپ آلِ رسول ہیں آپ کی تو ہم بھی بیعت کر لیں لیکن یہ مغل کہاں سے آ گیا ہے۔ اگر کوئی مامور آتا تو سادات میں سے آنا چاہئے تھا۔ پھر کچھ تصوف و صوفیاء کا ذکر شروع کر دیا۔ میر صاحب کو صوفیاء سے بہت اعتقاد تھا۔ مولویوں نے کچھ ادھر ادھر کے قصے بیان کر کے کہا کہ صوفیاء تو اس قسم کے عجوبے دکھایا کرتے تھے۔ اگر مرزا صاحب بھی کچھ ہیں تو کوئی عجوبہ دکھلائیں۔ ہم آج ہی ان کو مان لیں گے۔ مثلاً وہ کوئی سانپ پکڑ کر دکھائیں۔ یا اور کوئی اس قسم کی بات کریں۔ میر عباس علی کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی اور جب حضرت صاحب کے پاس آئے تو کہا کہ حضور اگر کوئی کرامت دکھائیں تو سب مولوی مان لیں گے۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ جب کرامت کا لفظ ان کی زبان سے نکلا تو اسی وقت مجھے یقین ہو گیا کہ بس میر صاحب کو مولویوں نے پھندے میں پھنسا لیا۔ اس پر حضرت صاحب نے ان کو بہت سمجھایا مگر ان کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ تو وسوسہ انداز لوگ ایک سوراخ تلاش کرتے ہیں اور اس کے ذریعہ انسان کے دل میں وسوسہ ڈال دیتے ہیں جس سے اُسے ٹھوکر لگ جاتی ہے۔

قادیان میں بھی ایسے لوگ ہیں جن کا یہ کام ہے کہ لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالیں۔ بیعت بھی کی ہوئی ہے، اپنے آپ کو مخلص بھی قرار دیتے ہیں، مگر وسوسہ اندازی سے باز نہیں آتے۔ ایسے لوگوں سے محفوظ رہنے کا ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ یہ کہ انسان سچّے دل سے اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھے۔ جو پڑھے گا یقیناً اللہ تعالیٰ اسے وسوسہ سے محفوظ رکھے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی کے اخلاص کو ضائع نہیں کرتا اور شیطان غالب نہیں آ سکتا۔ شیطان کو اقتدار نہیں دیا گیا۔

(الفضل 5 نومبر 1918ء جلد 6 نمبر 34 صفحہ 9)

میر عباس علی لدھیانوی

انسانی علم بالکل محدود ہوتا ہے۔ بعض اوقات وہ ایک چیز کے متعلق یہ سمجھتا ہے کہ وہ اچھی ہے لیکن اس کا نتیجہ خراب ہوتا ہے۔ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو میر عباس علی لدھیانوی کے متعلق ایک وقت علم دیا گیا کہ وہ نیک ہے تو آپ اُس کی تعریف فرمانے لگے۔ مگر چونکہ اُس وقت آپ کو اُس کے انجام کا علم نہیں تھا اس لئے آپ کو پتہ نہ لگا کہ ایک دن وہ مرتد ہو جائے گا۔ لیکن بعد میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا علم دے دیا۔ غرض انسانی علم بہت ہی محدود ہے صرف خدا تعالیٰ ہی کامل علم رکھتا ہے جو سب پر حاوی ہے اور کوئی شخص اس کے علوم کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ (تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 583)

تکبر کی بجائے احسانات کا شکر گزار ہونا چاہئے

دعا ہے جو ہم ہمیشہ مانگتے رہتے ہیں اور جس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ عام مومن تو کجا **منعم علیہ** شخص بھی **مغضوب** اور **ضال** ہونے کے خطرہ میں ہر وقت گھرا ہوا ہے اور بعض دفعہ انسان روحانی لحاظ سے بہت بلند مقام پر پہنچ کر بھی ایسا گرتا ہے کہ اس کے اندر ایمان کا شائبہ تک نہیں رہ جاتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لدھیانہ کے ایک شخص کے متعلق جو آپ سے نہایت گہری ارادت ظاہر کرتا تھا ایک دفعہ ایک الہام ہوا جس میں اس کی روحانی طاقتوں کی بہت بڑی تعریف کی گئی تھی۔ مگر بعد میں وہ مرتد ہو گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا کہ اس کے متعلق تو الہام الٰہی میں تعریف آ چکی تھی پھر یہ کیوں مرتد ہو گیا۔ تو آپ نے فرمایا بے شک الہام میں اس کی تعریف موجود تھی اور اللہ تعالیٰ کا کلام بتا رہا تھا کہ وہ اعلیٰ روحانی طاقتیں رکھتا تھا۔ لیکن جب اس نے ان طاقتوں سے ناجائز فائدہ اٹھایا اور اس میں کبر اور غرور پیدا ہو گیا تو اللہ تعالیٰ کا غضب اس پر نازل ہو گیا اور وہ مرتد ہو گیا۔ تو سورہ فاتحہ کی دعا ہمیں بتاتی ہے کہ نفاق اور کفر یہ دو چیزیں انسان کے ساتھ ہر وقت لگی ہوئی ہیں اور یہ دونوں مرضیں منعم علیہ گروہ میں شامل ہونے کے بعد انسان پر حملہ آور ہوتی رہتی ہیں۔ اور ان کے پیدا ہونے کے دو سبب ہوتے ہیں۔ ایک مرض تو اُس وقت پیدا ہوتا ہے جب انسان پر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں نازل ہوتی ہیں۔ اس کے فضل اسے نوازنا شروع کرتے ہیں اور وہ ایمان میں اعلیٰ درجہ حاصل کر لیتا ہے۔ لیکن بجائے اللہ تعالیٰ کے احسانات کا شکر گزار ہونے کے وہ تکبر میں مبتلا ہو جاتا ہے اور کسی وقت خدا تعالیٰ کی یا اس کے پیاروں اور مقبول بندوں کی کوئی ایسی گستاخی کر بیٹھتا ہے جس کے نتیجہ میں وہ تمام انعامات سے محروم کر دیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے غضب کے نیچے آ جاتا ہے۔ گویا یہ اللہ تعالیٰ یا اس کے پیاروں سے لڑائی کا نتیجہ ہوتا ہے کہ وہ تمام درجات سے محروم کر دیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا غضب اس پر نازل ہو جاتا ہے یا پھر یہ مرض اس وقت پیدا ہوتا ہے جب وہ غلو کرنے لگ جاتا ہے اور ایسی جگہ انکسار کرنے لگ جاتا ہے جہاں اس کے لئے انکسار جائز نہیں ہوتا۔ ایسی حالت میں اس کے اندر تکبر نہیں ہوتا بلکہ انکسار ہوتا ہے اور انکسار بھی جب حد سے بڑھ جائے تو ایک مقام پر جرم بن جاتا ہے۔

(خطبات محمود جلد 18 صفحہ 385-386)

(تذکار مہدی صفحہ 161 تا 166، ایڈیشن 2020، یوکے)

* * *

جنگِ حنین کے بعد نبوی حکمت، رحمت اور مثالی قیادت
مالِ غنیمت کی تقسیم، دشمنوں سے حسنِ سلوک اور انسانیت کی اصلاح کا روشن نمونہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 03/اکتوبر 2025ء بطرز سوال وجواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: جنگِ حنین کے بعد مالِ غنیمت کے بارے میں رسول کریم ﷺ کی حکمتِ عملی کیا تھی؟

جواب: حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیان فرمایا کہ جنگِ حنین کے بعد رسول کریم ﷺ نے مالِ غنیمت کو فوری تقسیم کرنے کے بجائے جعرانہ میں جمع کروایا اور کچھ عرصہ انتظار فرمایا۔ یہ فیصلہ محض انتظامی نہیں بلکہ اعلیٰ درجے کی نبوی حکمت اور رحمت پر مبنی تھا۔ آپ ﷺ نے دشمن قوم بنو ہوازن کو توبہ اور اصلاح کا موقع فراہم کیا۔ نتیجتاً جب وہ اسلام قبول کر کے آئے تو ان کے قیدیوں اور اموال کی واپسی ممکن ہوئی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوی قیادت کا اصل مقصد مال یا فتح نہیں بلکہ دلوں کی اصلاح اور انسانیت کی ہدایت تھا۔

سوال: بنو ہوازن کے وفد نے حضور ﷺ کے سامنے کیا درخواست پیش کی اور اس سے کیا سبق ملتا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: بنو ہوازن کا وفد اسلام قبول کرنے کے بعد انتہائی عاجزی اور ندامت کے ساتھ حاضر ہوا اور اپنے اہل وعیال اور قیدیوں کی رہائی کی درخواست کی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی سابقہ دشمنی کو نظر انداز کرتے ہوئے شفقت اور رحمت کا مظاہرہ فرمایا۔ اس واقعہ سے یہ اصول واضح ہوتا ہے کہ اسلام میں توبہ کرنے والوں کے لیے ہمیشہ رحمت اور معافی کے دروازے کھلے رہتے ہیں، اور حقیقی قیادت بدلہ لینے کے بجائے اصلاح کو ترجیح دیتی ہے۔

سوال: آنحضرت ﷺ نے بنو ہوازن کو کس طرح اختیار دیا اور اس میں کیا حکمت پوشیدہ تھی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اختیار دیا کہ وہ مالِ غنیمت یا قیدیوں میں سے کسی ایک کو منتخب کریں۔ اس حکیمانہ فیصلے کے کئی پہلو تھے:

انصاف اور شفافیت کا قیام
ان کی حقیقی ترجیح کو واضح کرنا
انسانی جذبات اور خاندان کی اہمیت کو اجاگر کرنا

انہوں نے قیدیوں کو منتخب کیا، جس سے ظاہر ہوا کہ اسلام انسانی رشتوں اور رحمت کو مادی مفاد پر مقدم رکھتا ہے۔

سوال: آزاد کیے گئے قیدیوں کے ساتھ آنحضرت ﷺ نے کون سا غیر معمولی احسان فرمایا؟

جواب: رسول کریم ﷺ نے پہلے اپنے حصے کے قیدی آزاد کیے اور پھر صحابہؓ کو ترغیب دی، جس پر انہوں نے خوش دلی سے اپنے حصے کے قیدی بھی واپس کر دیے۔ مزید یہ کہ قیدیوں کو نئے کپڑے دیے گئے، عزت و وقار کے ساتھ رخصت کیا گیا اور کسی کو بے لباس جانے کی اجازت نہ دی گئی۔ یہ اسلامی تعلیمات میں انسانی وقار، اجتماعی ہمدردی اور رحمتِ عالم ﷺ کی روشن مثال ہے۔

سوال: حضرت عمرؓ نے اطاعتِ رسول کی کون سی نمایاں مثال پیش کی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: جب حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا کہ قیدیوں کو آزاد کیا جا رہا ہے تو انہوں نے بغیر کسی تردد کے اپنی لونڈی کو بھی آزاد کرنے کا حکم دیا۔ یہ واقعہ صحابہؓ کی کامل اطاعت، اخلاص اور رسول اللہ ﷺ کے فیصلوں پر کامل اعتماد کا عظیم نمونہ ہے۔

سوال: مالک بن عوف کے ساتھ آنحضرت ﷺ کا حسنِ سلوک کیا ظاہر کرتا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: مالک بن عوف جو پہلے مسلمانوں کے خلاف جنگ کی قیادت کر رہا تھا، اس کے ساتھ بھی آپ ﷺ نے اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ فرمایا اسے اسلام کی دعوت دی، اس کے اہل و عیال واپس کیے، سو اونٹ بطور عطیہ دیے، اسے دوبارہ اپنی قوم کا سردار مقرر کیا۔ یہ طرزِ عمل ظاہر کرتا ہے کہ نبوی قیادت دشمن کو ذلیل کرنے کے بجائے اصلاح اور عزت کے ذریعے دل جیتتی ہے۔

سوال: رضاعی بہن حضرت شیماءؓ کے ساتھ حضور ﷺ کے حسنِ سلوک سے کیا سبق ملتا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: جب حضرت شیماءؓ قیدیوں میں آئیں تو آپ ﷺ احتراماً کھڑے ہوئے، اپنی چادر بچھائی اور محبت سے پیش آئے۔ انہیں مکمل اختیار دیا گیا کہ مدینہ میں رہیں یا واپس جائیں۔ تحائف دے کر عزت کے ساتھ روانہ کیا گیا۔ اس واقعہ سے درج ذیل اصول سامنے آتے ہیں: خاندانی تعلقات کی پاسداری، خواتین کا احترام اور نبوی اخلاق کی عظمت۔

سوال: جعرانہ میں قیام کے دوران آنحضرت ﷺ کی عبادت کا کون سا پہلو نمایاں ہوتا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: شدید مصروفیات کے باوجود رسول اللہ ﷺ رات کے وقت جعرانہ سے مکہ تشریف لے گئے، عمرہ ادا کیا اور اسی رات واپس آئے۔

یہ واقعہ واضح کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق ہر حال میں مقدم ہے حقیقی قیادت روحانیت اور عمل دونوں کا حسین امتزاج ہوتی ہے۔

سوال: مستشرقین کے اعتراضات کا خطبہ میں کس طرح مدلل جواب دیا گیا؟

جواب: تاریخی حوالوں سے ثابت کیا گیا کہ قیدیوں کے ساتھ غیر معمولی رحمت اور عدل کا سلوک ہوا اجتماعی طور پر بڑی تعداد میں قیدی آزاد کیے گئے ظلم یا خویش پروری کے اعتراضات بے بنیاد ہیں بلکہ بعض مستشرقین نے بھی اس اجتماعی رہائی کو تاریخ کا منفرد واقعہ تسلیم کیا ہے۔

سوال: اس خطبہ سے حاصل ہونے والے بنیادی اسباق کیا ہیں؟

جواب: اسلام کی بنیاد رحمت، عفو اور اصلاح پر ہے۔ دشمن کے ساتھ بھی انصاف اور حسنِ سلوک لازم ہے۔ اطاعتِ رسول ﷺ ایمان کی حقیقی علامت ہے۔ قیادت میں حکمت، صبر، انصاف اور انسان دوستی ضروری صفات ہیں، اصلاح اور ہدایت کو ہمیشہ انتقام پر مقدم رکھنا چاہیے۔

⁂

معاشرتی امن کے قیام میں اسلامی معاشی نظام کا کردار زکوٰۃ، مالی قربانی، معاشی انصاف، سود سے اجتناب اور ضرورت مندوں کی مدد پر مبنی خطبہ کا تجزیاتی جائزہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 08/جون 2007ء بطرز سوال وجواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: اس خطبہ کا بنیادی موضوع کیا تھا؟

جواب: اس خطبہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے معاشرے میں امن وسلامتی کے قیام کے لیے معاشی انصاف، حسنِ سلوک، مالی قربانی، زکوٰۃ، ضرورت مندوں کی مدد اور سود کی خرابیوں پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ آپ نے بیان فرمایا کہ معاشرے کی سلامتی صرف اخلاقی تعلیم سے نہیں بلکہ معاشی توازن سے بھی وابستہ ہے۔

سوال: معاشرے کے امن میں معاشی حالات کا کیا کردار ہے؟

جواب: معاشی حالات معاشرے کے امن پر گہرا اثر رکھتے ہیں۔ اگر امیر اور غریب کے درمیان فاصلہ بڑھ جائے اور ضرورت مندوں کی مدد نہ کی جائے تو رشتوں میں دراڑیں، نفرتیں اور معاشرتی بےچینی پیدا ہوتی ہے۔ اسلام معاشی ذمہ داریوں کے ذریعے محبت اور سلامتی کو فروغ دیتا ہے۔

سوال: خوشحال افراد کی کیا ذمہ داری بیان کی گئی؟

جواب: خوشحال افراد کو چاہیے کہ: اپنے غریب رشتہ داروں کا خیال رکھیں، ضرورت مندوں کی مالی مدد کریں، مدد کرتے وقت احسان نہ جتائیں، عزت نفس کا خیال رکھتے ہوئے خفیہ طریقے سے مدد کریں۔ یہ عمل محبت اور بھائی چارے کو مضبوط کرتا ہے۔

سوال: قرآن کریم میں قریبیوں اور مسکینوں کی مدد کے متعلق کیا تعلیم دی گئی؟

جواب: قرآن کریم میں واضح حکم ہے کہ قریبی رشتہ داروں کو ان کا حق دیا جائے، مسکینوں، مسافروں اور ضرورت مندوں کی مدد کی جائے، معاف کرنا اور درگزر کرنا مومن کی صفت ہے۔ حضرت ابو بکرؓ کے واقعہ سے یہ سبق ملتا ہے کہ ناراضگی کے باوجود مدد جاری رکھنی چاہیے۔

سوال: حضرت ابو بکرؓ کے واقعہ سے کیا اخلاقی سبق ملتا ہے؟

جواب: جب حضرت عائشہؓ پر الزام لگانے والے شخص کی مدد روکنے کا ارادہ کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ: معاف کریں، درگزر کریں، مالی مدد جاری رکھیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں ذاتی رنجش کے باوجود احسان جاری رکھنا اعلیٰ اخلاق ہے۔

سوال: مواخاتِ مدینہ کی مثال کیوں بیان کی گئی؟

جواب: انصار اور مہاجرین کے درمیان بھائی چارہ اس لیے مثال کے طور پر پیش کیا گیا کہ:

انہوں نے مالی قربانی کی اعلیٰ مثالیں قائم کیں
اسلامی معاشرے میں محبت اور سلامتی کو فروغ دیا
ایک دوسرے کی ضرورتوں کو اپنی ضرورت سمجھا۔

سوال: ضرورت مندوں کی مدد کس انداز میں کرنی چاہیے؟

جواب: خلوص اور اللہ کی رضا کے لیے بغیر احساس دلائے عزت نفس کو محفوظ رکھتے ہوئے خفیہ انداز میں یہ طریق معاشرے میں محبت اور دعا کا ماحول پیدا کرتا ہے۔

سوال: زکوٰۃ اور صدقات کی اہمیت کیا بیان کی گئی؟

جواب: زکوٰۃ اسلامی نظام کا بنیادی ستون ہے غریبوں کی ضروریات پوری کرتی ہے معاشی توازن پیدا کرتی ہے معاشرے میں امن واستحکام لاتی ہے۔

سوال: غریب طبقے کے حقوق ادا نہ کرنے کے کیا نقصانات ہیں؟

جواب: معاشرتی جرائم میں اضافہ، امیر طبقے کے خلاف نفرت، معاشرے میں فساد، خدا سے دوری اور اسلام اس لیے معاشی انصاف پر زور دیتا ہے تا کہ امن قائم رہے۔

سوال: سود کے متعلق خطبہ میں کیا تعلیم دی گئی؟

جواب: سود سختی سے منع ہے، سود معاشی غلامی پیدا کرتا ہے، غریب کو مزید غربت میں دھکیلتا ہے، معاشرتی بے سکونی اور نفرت کو جنم دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سود کے نظام کو معاشرتی فساد کی بڑی وجہ قرار دیا ہے۔

سوال: سودی نظام کے معاشرتی اثرات کیا بیان کیے گئے؟

جواب: دولت چند افراد تک محدود ہو جاتی ہے، غریب نسلوں تک قرض میں جکڑے رہتے ہیں، معاشرے میں بے چینی بڑھتی ہے اور روحانی سکون ختم ہو جاتا ہے۔

سوال: اسلام معاشی مسائل کا کیا حل پیش کرتا ہے؟

جواب: زکوٰة، صدقہ و خیرات، تحفہ دینے کی تعلیم، سود سے اجتناب کمزور طبقے کے حقوق کی ادائیگی۔

سوال: حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیمات کے مطابق مالی مدد کا معیار کیا ہے؟

جواب: اللہ کی رضا کے لیے خرچ کرنا، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کی خدمت قریبیوں کی مالی مدد انسانیت کی بھلائی کے لیے قربانی۔

سوال: موجودہ زمانے کے فساد کی بنیادی وجہ کیا بیان کی گئی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اللہ کے احکامات سے دوری، معاشی ناانصافی، سودی نظام اخلاقی کمزوری روحانیت کی کمی۔

سوال: اس خطبہ سے حاصل ہونے والے بنیادی اسباق کیا ہیں؟

جواب: اس خطبہ سے حاصل ہونے والے بنیادی اسباق یہ ہیں کہ معاشی انصاف معاشرتی امن کی بنیاد ہے غریبوں کا خیال رکھنا دینی فریضہ ہے معاف کرنا اور احسان جاری رکھنا مومن کی شان ہے سود معاشرتی تباہی کا سبب ہے مالی قربانی محبت اور سلامتی پیدا کرتی ہے حقیقی اسلامی معاشرہ باہمی ہمدردی اور خدمت پر قائم ہوتا ہے۔

❀❀❀❀

اخبار بدر خود بھی پڑھیں اور اپنے دوست احباب کو بھی اسکے پڑھنے کی ترغیب دیں

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اخبار بدر کے خصوصی شمارہ دسمبر 2014 کے لئے اپنا پیغام ارسال کرتے ہوئے فرمایا:

’’یہ بات بدر کے ادارہ اور قارئین کو ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ یہ اخبار احباب جماعت کی روحانی اصلاح اور ترقی کیلئے جاری کیا گیا تھا اور ہمارے بزرگوں نے باوجود نامساعد حالات کے پوری جانفشانی سے اسے ہمیشہ جاری رکھنے کی سعی کی اور ان کی دعاؤں اور پاک کوششوں کی برکت سے ہی آج تک یہ جاری ہے اور یہ چیز اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ احمدی اسے پڑھیں اور اس سے استفادہ کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہندوستان کے احمدیوں کو بالخصوص اور باقی دُنیا میں بسنے والے احمدیوں کو بالعموم اس کے مطالعہ کی اور اس سے وابستہ برکتوں کو سمیٹنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔‘‘

سیّدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس نہایت اہم اور بصیرت افروز ارشاد کے پیش نظر احباب جماعت احمدیہ کی خدمت میں گزارش کی جاتی ہے کہ ہر گھر میں اخبار بدر کے مطالعہ کو یقینی بنایا جانا بہت ضروری ہے۔ اخبار بدر میں قرآن وحدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات عالیہ کے علاوہ حضور انور کے خطبات جمعہ، خطابات، نیز حضور انور کے مختلف ممالک کے بابرکت دوروں کی نہایت دلچسپ اور ایمان افروز رپورٹیں باقاعدگی سے شائع ہوتی ہیں جس کا مطالعہ ہر احمدی کیلئے ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی شفقت سے اب یہ اخبار اردو کے علاوہ ہندی، بنگلہ، تامل، تیلگو، ملیالم، اُڑیہ، کنڑ زبانوں میں بھی شائع ہو رہا ہے۔ جن احمدی دوستوں نے اب تک اخبار بدر اپنے نام جاری نہیں کروایا ہے، ان سے درخواست ہے کہ اخبار بدر اپنے نام جاری کروا کر خود بھی اس کا مطالعہ کریں اور اپنے بچوں اور گھر کے دیگر افراد کو بھی اس کے مطالعہ کا موقع فراہم کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سیّدنا حضرت امیر المومنین کے ارشادات پر من وعن ان کی حقیقی روح کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ اخبار بدر کے وقت پر نہ پہنچنے نیز چندہ جات کی ادائیگی یا کسی بھی طرح کی معلومات کیلئے دفتر مینیجر ہفت روزہ اخبار بدر سے رابطہ کریں۔ جزاکم اللہ۔ (ادارہ)

نماز جنازہ حاضر وغائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 11 ستمبر 2025ء بروز جمعرات 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر وغائب پڑھائی۔

(نماز جنازہ حاضر)

مکرم عبد العزیز کوثر صاحب (کارڈف۔ یوکے)

۷/ستمبر ۲۰۲۵ء کو ۸۰ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کا تعلق تخت ہزارہ سے تھا۔ ۲۰۱۲ء سے یوکے میں مقیم تھے۔ میٹرک کرنے کے بعد سکول ٹیچر بنے اور پھر ایف اے، بی اے اور ایم اے پرائیویٹ طور پر پاس کیا۔ تمام عمر درس وتدریس سے وابستہ رہے اور سیکنڈری سکول کے ہیڈ ماسٹر کے طور پر ریٹائرڈ ہوئے۔ مرحوم صوم وصلوٰة کے پابند، ملنسار، شفیق، بڑے دلیر اور ایک نیک مخلص انسان تھے۔ ہمیشہ ہر ضرورت مند کی مدد کرتے رہے۔ آپ کو اسیر راہ مولیٰ ہونے کی بھی سعادت ملی۔ مخالفین آپ کا تبادلہ دور دراز علاقوں میں کروا دیتے تھے۔ لیکن آپ جس جگہ بھی رہے خدمت کی توفیق پاتے رہے۔ ۱۹۷۶ء میں ایک سال کے لیے تخت ہزارہ میں امیر جماعت کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کی ایک بیٹی مکرمہ سمیرا کشور صاحبہ کو بطور ریجنل صدر لجنہ کارڈف اور دوسری بیٹی مکرمہ فرزانہ کوثر صاحبہ کو بطور صدر لجنہ روہیمپٹن خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔

(نماز جنازہ غائب)

(1) مکرم ملک سلطان احمد صاحب

ابن مکرم ملک محمد احمد صاحب مرحوم (آف Ginsheim جرمنی)

۲۳/اگست ۲۰۲۵ء کو ۷۳ سال کی عمر میں لاہور میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نے ربوہ سے ایف اے کرنے کے بعد راولپنڈی سے تین سالہ ایسوی ایٹ انجینئرنگ ڈپلومہ حاصل کیا اور پھر اسلام آباد میں ایک ملٹی نیشنل کمپنی میں ملازمت کے علاوہ راولپنڈی میں ذاتی کاروبار بھی کرتے رہے۔ بعدازاں جرمنی آ گئے جہاں جماعت کے کئی تعمیراتی کاموں میں بلا معاوضہ خدمت کی توفیق پائی۔ سالہا سال تک جلسہ سالانہ جرمنی کے نائب افسر برائے ٹیکنیکل امور رہے اور نیشنل شعبہ جائیداد میں بھی لمبا عرصہ اخلاص سے عملی خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کے علاقے میں جب تک احمدیہ مسجد کی تعمیر نہیں ہوئی آپ نے اپنے گھر کو مرکز نماز کے طور پر پیش کیے رکھا۔ مسجد کی تعمیر میں عملی کوشش کرتے رہے اور تعمیر کے بعد اسکی آبادی کیلئے بھی ہمیشہ کوشاں رہتے۔ مرحوم صوم وصلوٰة کے پابند، مخلص اور وفاشعار انسان تھے۔ خدمت خلق، غریب پروری اور صلہ رحمی آپکے نمایاں اوصاف تھے۔ خدمتِ دین کرنے والوں کا خاص طور پر خیال رکھتے۔ خلافت سے گہرا عشق تھا۔ خدمت دین کیلئے ہمیشہ صف اول میں رہے اور مالی قربانی میں بھی مثالی تھے۔ خلیفۂ وقت کی طرف سے ہونے والی ہر تحریک میں غیر معمولی قربانی پیش کرتے۔ خلافت رابعہ میں ایک دفعہ اپنی کُل جمع پونجی ایک تحریک میں پیش کردی جس پر حضور رحمہ اللہ نے اپنے ایک خطاب میں اظہارِ خوشنودی بھی فرمایا۔ اپنے خاندان کے اکثر بزرگوں کے علاوہ تحریک جدید کے دفتر اوّل کے کئی دیگر احباب کے کھاتے بھی زندہ رکھے ہوئے تھے۔ پاکستان میں کئی خاندانوں کی مستقل مالی مدد کی بھی توفیق پاتے رہے۔ تبلیغ کا جنون تھا اور ایک باثمر داعی الی اللہ تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم محمود احمد ملک صاحب (واقف زندگی، کارکن الفضل انٹرنیشنل لندن) کے بڑے بھائی تھے۔

(2) مکرمہ سرور بیگم ملک صاحبہ

اہلیہ مکرم ملک خالق داد خان صاحب مرحوم (کینیڈا)

۲۲/جون ۲۰۲۵ء کو ۸۵ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ پنجگانہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، رحم دل، غریب پرور، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ خلافت کے ساتھ محبت اور اخلاص کا تعلق تھا اور یہ تعلق اپنی اولاد میں بھی پیدا کیا۔ مرحومہ نے حلقہ محمود آباد کراچی میں صدر لجنہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ لازمی چندوں کی ادائیگی میں باقاعدہ اور دیگر مالی تحریکات میں بھی حصہ لیتی تھیں۔ عمر کے آخری حصے میں اپنی پوری پنشن کی آمدنی سے کراچی میں ایک لنگر سروس جاری کی جس سے بے شمار لوگوں نے فائدہ اٹھایا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور پانچ بیٹے شامل ہیں۔

(3) مکرم الحاج عبد السلام لون صاحب

(آف رشی نگر کشمیر)

۲۳/اگست ۲۰۲۵ء کو ۸۲ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم صوم وصلوٰة کے پابند اور ایک با اثر شخصیت کے حامل نیک اور مخلص انسان تھے۔ مقامی صدر جماعت، نائب امیر مقامی اور دیگر مختلف جماعتی عہدوں پر کم وبیش ۶۰ سال تک خدمت کی توفیق پائی۔ خلافت کے سچے مطیع اور فرمانبردار تھے اور مرکز احمدیت قادیان سے خاص عقیدت اور ارادت کا تعلق تھا۔ اپریل ۱۹۷۹ء میں جب مخالفین احمدیت نے رشی نگر بستی کے بہت سے مکانوں کو خاکستر کر دیا تھا تو مخدوش حالات میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی تھی جس کے آپ سیکرٹری اور فعال رکن تھے۔ سرکاری محکمہ تعلیم میں ۱۹۶۵ء میں بحیثیت استاد متعین رہے اور ریٹائرمنٹ تک محنت اور ایمانداری سے اپنے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ جہاں موقع ملتا لوگوں تک احمدیت کا پیغام بھی پہنچاتے تھے۔ آپ کی خوبیوں کی وجہ سے غیر احمدی افسران بھی آپ کو بڑی عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور پانچ بیٹے شامل ہیں۔

(4) مکرمہ نصرت شاہین صاحبہ

اہلیہ مکرم خالد نعیم صاحب شہید (کینیڈا)

۳۱/جولائی ۲۰۲۵ء کو ۶۶ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کا سارا خاندان دین کی راہ میں قربانیاں دینے والا تھا۔ آپ کے والدین اور شوہر شہید ہوئے اور بھائی اسیر راہ مولیٰ رہے۔ آپ جولائی ۲۰۱۹ء میں اپنے بچوں کے ساتھ کینیڈا آ گئی تھیں۔ مرحومہ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، بڑی مخلص اور دیندار خاتون تھیں۔ آپ نے اپنی زندگی جماعت کی خدمت کے لیے وقف کر رکھی

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57
ہفت روزہ
بدر قادیان
Weekly BADAR Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA
Postal Reg. No. GDP/001/2026-28 Vol. 75 Thursday 05 - 12 March - 2026 Issue. 10 - 11

ACT. MANAGER
ATHAR AHMAD SHAMIM
Mobile : +91 99153 79255
e-mail:managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

تھی۔ ضلع میر پور خاص کی صدر لجنہ اور محاسبہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ پیشے کے لحاظ سے صحت کے شعبے سے وابستہ تھیں اور طاہر ہسپتال نگر پارکر میں کئی سال بغیر معاوضے کے خدمت کرتی رہیں اور وہاں سینکڑوں غریب مریضوں کا مفت علاج کرنے کے علاوہ اُن کی مالی مدد بھی کرتی رہیں۔ اس دوران آپ پر جان لیوا حملے بھی ہوئے لیکن اللہ نے آپ کو محفوظ رکھا۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

(5) عزیزم ماہر ندیم ابن مکرم ندیم ارشد صاحب
(کوٹ عبدالمالک ضلع شیخوپورہ)

۱۹/اگست ۲۰۲۵ء کو ۳۱ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند، ہمدرد، ملنسار، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ والدین کے اکلوتے بیٹے تھے۔ پسماندگان میں والدین شامل ہیں۔ آپ مکرم فرقان احمد صاحب کے رشتے میں بھانجے تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اوران کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

بقیہ تبرکات حضرت مسیح موعود علیہ السلام از صفحہ نمبر 9

مولوی غلام دستگیر قصوری بھی مجھے گالیاں دینے میں حد سے بڑھ گیا تھا۔ جس نے مکہ سے میرے پر کفر کے فتوے منگوائے تھے وہ بھی بیٹھتے اٹھتے میرے پر بددعا کرتا تھا اور لَعْنَةُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ اس کا ورد تھا...... لیکن چونکہ میں صادق تھا اس لئے غلام دستگیر خدا تعالیٰ کی وحی إِنِّي مُهِينٌ مَنْ أَرَادَ إِهَانَتَكَ کا شکار ہو گیا اور وہ دائمی ذلت جو میرے لئے اُس نے چاہی تھی اسی پر پڑ گئی۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ 340 تا 341)

بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے

1868ء تا 1869ء میں بھی ایک عجیب الہام اردو میں ہوا تھا۔ جس کو اسی جگہ لکھنا مناسب ہے۔ اور تقریب اس الہام کی یہ پیش آئی تھی کہ مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی کہ جو کسی زمانہ میں اس عاجز کے ہم مکتب بھی تھے جب نئے نئے مولوی ہو کر بٹالہ میں آئے اور بٹالیوں کو ان کے خیالات گراں گذرے تو تب ایک شخص نے مولوی صاحب ممدوح سے کسی اختلافی مسئلہ میں بحث کرنے کے لئے اس ناچیز کو بہت مجبور کیا چنانچہ اس کے کہنے کہانے سے یہ عاجز شام کے وقت اس شخص کے ہمراہ مولوی صاحب ممدوح کے مکان پر گیا اور مولوی صاحب کو معہ اُن کے والد صاحب کے مسجد میں پایا۔

پھر خلاصہ یہ کہ اس احقر نے مولوی صاحب موصوف کی اس وقت کی تقریر کو سن کر معلوم کر لیا کہ ان کی تقریر میں کوئی ایسی زیادتی نہیں کہ قابل اعتراض ہو۔ اس لئے خاص اللہ کے لئے بحث کو ترک کیا گیا رات کو خداوند کریم نے اپنے الہام اور مخاطبت میں اس ترک بحث کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ’’تیرا خدا تیرے اس فعل سے راضی ہوا اور وہ تجھے بہت برکت دے گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔‘‘ پھر بعد اس کے عالم کشف میں وہ بادشاہ دکھلائے گئے جو گھوڑوں پر سوار تھے۔ چونکہ خالصًا خدا اور اس کے رسول کے لئے انکسار اور تذلل اختیار کیا گیا اس لئے اس محسنِ مطلق نے نہ چاہا کہ اس کو بغیر اجر کے چھوڑے۔

(براہین احمدیہ صفحہ 599 حاشیہ در حاشیہ نمبر 3)

میں بڑے دعوے اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں

میں بڑے دعوے اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں اور خدائے تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے اور جہاں تک میں دوربین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کی تحت اقدام دیکھتا ہوں اور قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے۔ اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے۔ اور آسمان پر ایک جوش اور اُبال پیدا ہوا ہے جس نے ایک پتلی کی طرح اس مُشت خاک کو کھڑا کر دیا ہے۔ ہر یک وہ شخص جس پر توبہ کا دروازہ بند نہیں عنقریب دیکھ لے گا کہ میں اپنی طرف سے نہیں ہوں۔ کیا وہ آنکھیں بینا ہیں جو صادق کو شناخت نہیں کر سکتیں؟ کیا وہ بھی زندہ ہے جس کو اس آسمانی صدا کا احساس نہیں؟ (ازالہ اوہام صفحہ 303)

میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم و معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے

خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا۔ اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رُو سے سب کا منہ بند کر دیں گے اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا۔ یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلاء آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اُٹھا دے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا۔ اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔

سو اے سُننے والو! ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا۔ میں اپنے نفس میں کوئی نیکی نہیں دیکھتا اور میں نے وہ کام نہیں کیا جو مجھے کرنا چاہئے تھا اور میں اپنے تئیں صرف ایک نالائق مزدور سمجھتا ہوں۔ یہ محض خدا کا فضل ہے جو میرے شامل حال ہوا۔ پس اُس خدائے قادر اور کریم کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس مشت خاک کو اس نے باوجود ان تمام بے ہنریوں کے قبول کیا۔

(تجلیات الٰہیہ 21 تا 23)

اے تمام لوگو! سن رکھو کہ یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجت اور برہان کے رو سے سب پر اُن کو غلبہ بخشے گا

اے تمام لوگو! سن رکھو کہ یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجت اور برہان کی رو سے سب پر اُن کو غلبہ بخشے گا وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہے کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آ جائے گی۔ اگر اب مجھ سے ٹھٹھا کرتے ہیں تو اس ٹھٹھے سے کیا نقصان کیونکہ کوئی نبی نہیں جس سے ٹھٹھا نہیں کیا گیا۔ پس ضرور تھا کہ مسیح موعود سے بھی ٹھٹھا کیا جاتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **یٰحَسْرَۃً عَلَی الْعِبَادِ مَا یَأْتِیْھِمْ مِنْ رَّسُوْلٍ إِلَّا کَانُوْا بِهٖ یَسْتَھْزِءُوْنَ** ہے پس خدا کی طرف سے یہ نشانی ہے کہ ہر ایک نبی سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے مگر ایسا آدمی جو تمام لوگوں کے روبرو آسمان سے اُترے اور فرشتے بھی اُس کے ساتھ ہوں اس سے کون ٹھٹھا کرے گا۔ پس اس دلیل سے بھی عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ مسیح موعود کا آسمان سے اُترنا محض جھوٹا خیال ہے۔ یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اترے گا۔ ہمارے سب مخالف جواب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی ان میں سے عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی۔ اور ان میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا اُن کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گذر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آ گئی۔ مگر مریم کا بیٹا عیسیٰ اب تک آسمان سے نہ اترا۔ تب دانشمند یک دفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰ کا انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا۔ اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔ (تذکرۃ الشہادتین 64 تا 65)

⁂

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کوئی وصیت کیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو کیونکہ تمام بھلائیوں کی یہ بنیاد ہے۔ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرو کیونکہ یہ مسلمان کی رہبانیت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو کیونکہ یہ تیرے لئے نُور ہے۔ (قشیریہ، باب التقوٰی، صفحہ 56)

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
SK ABDUL QADIR
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad